

الله يَعْلَمُ وَصَاحِبُ

(حصہ پنجم)

محمد عبد الرحمنی ایڈو کیٹ

سیرت ابی

بعد از

وصال ابی

(حصہ پنجم)

محمد عبد الجید صدیقی ایڈ و کیٹ



فیروز سنگ پرائیویٹ ملینڈ

لاہور - راولپنڈی - کراچی

marfat.com

مجلد: 6 0 01680 969

بار اول - ۲۰۰۱ء

فیروزسنز پرائیویٹ ملینڈ

ہیڈ آفس و شوروم: 60۔ شاہراہ قائد اعظم، لاہور۔

راولپنڈی آفس: 277۔ پشاور روڈ، راولپنڈی۔

کراچی آفس: فرسٹ فلور، مهران ہائی، میں کافشن روڈ، کراچی۔

Seerat-un-Nabi Bad Az Wisal-un-Nabi

(Part:5)

Muhammad Abdul Majeed Siddique

سیرت النبی بعد از وصال النبی

(حصہ پنجم)

محمد عبدالجید صدیقی

© 2001 جملہ حقوق فیروزسنز محفوظ ہیں۔

چھپی اشاعت ۲۰۱۱ء

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔ اس کتاب کا کوئی حصہ فیروزسنز (پرائیویٹ) ملینڈ کی چیلگی تحریری اجازت کے بغیر نقل کرنے، نشر کرنے یا کسی بھی طریقے سے محفوظ کرنے، فوٹو کاپی کرنے یا تریل کرنے کی اجازت نہیں۔

مطبوعہ فیروزسنز پرائیویٹ ملینڈ لاہور۔ باہتمام ظہیر سلام پر نظر و پبلش

email:support@ferozsons.com.pk

www.ferozsons.com.pk

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضمون

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	انتساب	۵
۲۔	وارنگ	۶
۳۔	فہرست منابع و مأخذ	۷
۴۔	خواب دیکھنے والوں کے ناموں کی فہرست	۱۱
۵۔	خواب بالتفصیل ۱ تا ۳۱۳	۱۹

انساب

- ۱۔ جناب سید ناصر الدین شاہ، اسلام آباد۔
- ۲۔ جناب سید عتیق احمد شاہ، اسلام آباد۔
- ۳۔ جناب ندیم شفیق ملک، راولپنڈی۔
- ۴۔ جناب ڈاکٹر شبیر احمد، ایم ڈی، فلور یڈا، امریکہ۔
- ۵۔ جناب شیخ سلیم اختر، لاہور۔
- ۶۔ جناب آفتاب احمد طارق، راولپنڈی۔
- ۷۔ جناب واحد رضا سمشی، کراچی۔
- ۸۔ جناب کے۔ ایم۔ وجہت اللہ، کراچی۔
- ۹۔ جناب عبدالرحیم یاسر مرحوم، لاہور۔
- ۱۰۔ جناب احتشام۔ اے صدیقی، اسلام آباد۔
- ۱۱۔ جناب سید جلال شاہ مرحوم، اسلام آباد۔
- ۱۲۔ جناب ڈاکٹر کیپٹن حبیل قاضی مرحوم، لاہور۔
- ۱۳۔ جناب ظفر اقبال چوہان، اسلام آباد۔
- ۱۴۔ جناب محمد اسماعیل چودھری، اسلام آباد۔
- ۱۵۔ جناب ناصر ضمیر صدیقی، چکوال۔

وارنگ

حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو درمیان میں لا کر
 جھوٹے خواب گھرنے والے اپنے انجام بد سے ہوشیار رہیں
 کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا جھوٹ یہ
 ہے کہ انسان اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو اس نے نہ دیکھی
 ہو۔ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میری جانب
 ایسی بات منسوب کرے گا جو میں نے نہیں کہی تو اس کا ٹھکانہ
 دوڑخ ہے۔

فہرست منابع و مأخذ

- | | |
|-----|-----------------------------|
| الف | ١۔ البدایہ والنھایہ |
| | ٢۔ الحکومۃ الاسلامیہ |
| | ٣۔ المبشرات |
| | ٤۔ ابن سعد |
| | ٥۔ الدین الناصل |
| | ٦۔ اخبار الاخیار |
| | ٧۔ البلاغ المسین حصہ سوم |
| | ٨۔ اردو ڈائجسٹ |
| | ٩۔ آپ بیتی (حسن نظامی) |
| | ١٠۔ آپ بیتی (مولانا زکریا) |
| | ١١۔ الباقيات الصالحات |
| ب | ١٢۔ الحدائق |
| | ١٣۔ المشروع الروی |
| | ١٤۔ امداد الفتاوی |
| | ١٥۔ تفکر الاعتبار |
| | ١٦۔ الدخل |
| | ١٧۔ المبشرات ابن عربی |
| | ١٨۔ التعبیر |
| | ١٩۔ انتخاب لغت حصہ اول |
| پ | ٢٠۔ المنظم |
| | ٢١۔ اشعة المدعات |
| | ٢٢۔ البيان في تاريخ الأفغان |
| ت | ١۔ تاج الاولیا |
| | ٢۔ تحقیقات چشتی |
| | ٣۔ تاریخ ابن کثیر |
| | ٤۔ تاریخ سوات |
| - | ٢٣۔ الانسان الكامل |
| | ٢٤۔ الکمالات الہبیہ |
| | ٢٥۔ المواقف |
| | ٢٦۔ الکوکب الدری |
| | ٢٧۔ الشقاائق |
| | ٢٨۔ اسرار الحرمین |
| | ٢٩۔ المراتی العوییہ |
| | ٣٠۔ اخص الخواص |
| | ٣١۔ المصنفوی |
| | ٣٢۔ الحدائق الورديہ |

- | | |
|---|---|
| ف
۱۔ ذکری مذهب
ر
۱۔ راہ مغفرت
۲۔ روزنامہ جنگ جمعہ ایڈیشن
۳۔ رسالہ قشیری
۴۔ رسالہ نظر کرم
۵۔ رسالہ درود وسلام
ج
۶۔ روزنامہ جنگ
۷۔ ربیع المجالس
۸۔ روض الریاضین
۹۔ روزنامہ الاخبار | ۵۔ تاریخ خوانین بلوج
۶۔ تجلیات رحمانی
۷۔ تحفہ
۸۔ تنبیہ الانام
۹۔ تنبیہات الہبیہ
۱۰۔ تحفہ اشنا عذریہ
۱۱۔ تعطیر الانام
۱۲۔ تجلیات اولیا
ج
۱۔ جمال الاولیا
۲۔ جواہر الحمار جلد سوم
۳۔ جواہر الحمار جلد اول
۴۔ جامع کرامات اولیا جلد اول
۵۔ جواہر الحمار حصہ دوم
۶۔ جامع کرامات اولیا جلد دوم
۷۔ جدید تذکرہ اولیا پاک و ہند |
| ز
۱۔ زندگی کے شب و روز
س
۱۔ سیرۃ المصطفیٰ
۲۔ سعادت الدارین حصہ اول
۳۔ سعادت الدارین حصہ دوم
۴۔ سیالکوٹ سے خیریتک
۵۔ سلطان الہند غریب نواز
ح
۶۔ سیر الاقطب
۷۔ سفرنامہ نانگا پربت
۸۔ سلوک سلیمانی حصہ دوم
۹۔ سیرت رسول عربی
۱۰۔ سلطان الاوراد | ۱۔ حیات جاؤداں
۲۔ حالات مشائخ کاندھلہ
۳۔ حضرت شیخ القرآن
۴۔ حیات حبیب
۵۔ حیاة الصحابہ جلد سوم
خ
۱۔ خواص نیم |
| و
۱۔ دعوت ارواح | |

۲۔ قومی ڈائجسٹ
ک

- ۱۔ کنوزالاسرار
- ۲۔ کرم بالائے کرم
- ۳۔ کاکلی او تار

ل

۱۔ لواح الانوار

م

- ۱۔ مون ڈائجسٹ خصوصی اول
- ۲۔ مون ڈائجسٹ، تیرا خاص نمبر
- ۳۔ مون ڈائجسٹ، چوتھا خاص نمبر
- ۴۔ مختصر تاریخ قوم بلوج

۵۔ متدرک

۶۔ مذہب اہل سنت والجماعت

۷۔ مقامات خیر

۸۔ ماہنامہ "درویش" لاہور

۹۔ مختسبیں حصہ اول

۱۰۔ ماہنامہ "سلسبیل"

۱۱۔ ماہنامہ "لغت" لاہور

۱۲۔ مصباح الظلام

۱۳۔ مواعظ حسنہ

ن

۱۔ فتح الطیب

۲۔ نزہت المجالس

۱۱۔ چل سرمت

۱۲۔ سید الانبیاء کے والدین

۱۳۔ سیرۃ ابن ہشام

۱۴۔ سیارہ ڈائجسٹ

ش

۱۔ شمس المعارف

۲۔ شفای القلوب

۳۔ شوابہ الحق

۴۔ شفای الاسقام

ص

۱۔ صادق خواب

ع

۱۔ عمدۃ التحقیق

۲۔ عقد الجید

۳۔ عظیم مائیں

ف

۱۔ فیض الباری جلد اول

۲۔ فض

۳۔ فتح الرسول

۴۔ فتوح الحریمین فی مشرات

۵۔ فتوحات مکیہ

۶۔ فیوض الحریمین

ق

۱۔ قلائد الجواہر

و

- ۱۔ وسطی ایشیا کے مسلمان
- ۲۔ والمقصود موجودہ

و

- ۱۔ ہفت روزہ چٹان، لاہور
- ۲۔ ہمدرد ڈا بجست

1. THE DIVINE QURAN
2. THE ISLAMIC THREAT TO
THE SOVIET STATE

نوٹ: کل کتابیں ۱۳۰ سے زیادہ ہیں۔

خواب دیکھنے والوں کی فہرست

- | | |
|-------------------------------|----------------------------------|
| ۱۔ امام شامل | ۲۲۔ خواجہ محمد حافظ |
| ۲۔ زینب الغزالی | ۲۳۔ نصیر بانو سبز واری |
| ۳۔ ايضاً | ۲۴۔ مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری |
| ۴۔ ايضاً | ۲۵۔ مولانا سید احمد اشرف اشرفی |
| ۵۔ حضرت جلال الدین سیوطی | ۲۶۔ بخت نصر |
| ۶۔ علی متقی | ۲۷۔ ربیعہ بن نصر |
| ۷۔ مولانا اللہ یار خان | ۲۸۔ کسری |
| ۸۔ ایک مولوی صاحب | ۲۹۔ سیدی عبدالجلیل مغربی |
| ۹۔ ایک قصاب | ۳۰۔ سیدی مسعود دراوی |
| ۱۰۔ بعض بزرگ | ۳۱۔ سید محمود کردی |
| ۱۱۔ حضرت خواجہ اجمیری | ۳۲۔ سیدی علی بن علوی |
| ۱۲۔ شیخ عبدالهادی | ۳۳۔ بقی بن مخدود |
| ۱۳۔ بوہیرہ شاہ بصری | ۳۴۔ ابو علی القطان |
| ۱۴۔ حضرت آمنہ | ۳۵۔ شہاب الدین احمد |
| ۱۵۔ ابو جہل | ۳۶۔ ایک صابر شخص |
| ۱۶۔ امیر ابوالعلی | ۳۷۔ ایک شخص |
| ۱۷۔ حضرت عبد اللہ | ۳۸۔ ایک دکاندار |
| ۱۸۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری | ۳۹۔ ایک خادم |
| ۱۹۔ راشد کندی | ۴۰۔ امام طبرانی |
| ۲۰۔ حضرت شاہ ولی اللہ | ۴۱۔ شیخ ابو بکر تانی |
| ۲۱۔ مولانا محمد فضل علی قریشی | ۴۲۔ ایک صوفی |

- | | |
|----------------------------|----------------------------|
| ۶۶۔ ایضاً | ۳۳۔ یزید رقاشی |
| ۶۷۔ ایضاً | ۳۴۔ ابوالفضل اصفہانی |
| ۶۸۔ ایضاً | ۳۵۔ ابواسحاق ابراہیم |
| ۶۹۔ ایضاً | ۳۶۔ ایک خراسانی |
| ۷۰۔ ایضاً | ۳۷۔ عبدالرحیم |
| ۷۱۔ خواجہ حسن نظامی | ۳۸۔ بعض فقراء |
| ۷۲۔ ایک بزرگ | ۳۹۔ مہارشی دیاس جی |
| ۷۳۔ حامد آفندی | ۴۰۔ حمزہ الکتانی |
| ۷۴۔ سردار عبدالحمید | ۴۱۔ علی بن عیسیٰ |
| ۷۵۔ مولانا محمد ایوب دہلوی | ۴۲۔ وزیر احمد قریشی |
| ۷۶۔ علامہ بوصری | ۴۳۔ ایک شیکسی ڈرائیور |
| ۷۷۔ ایک خاتون | ۴۴۔ محترمہ شہنماز |
| ۷۸۔ حافظ فردوس | ۴۵۔ سید محمود کردی |
| ۷۹۔ محمد عبدالغفور ہزاروی | ۴۶۔ عبد الواحد بن زید |
| ۸۰۔ ایضاً | ۴۷۔ قاضی عبد القادر |
| ۸۱۔ ایک بزرگ | ۴۸۔ ایک بزرگ |
| ۸۲۔ شاہ فقیر اللہ علوی | ۴۹۔ ایک صالح شخص |
| ۸۳۔ مولانا شاہ محمد | ۵۰۔ عبد الحفیظ |
| ۸۴۔ حضرت امام حسنؑ | ۵۱۔ ایضاً |
| ۸۵۔ مولانا اللہ یار خان | ۵۲۔ ایضاً |
| ۸۶۔ ایضاً | ۵۳۔ ایضاً |
| ۸۷۔ صاحب کشف بزرگ | ۵۴۔ شیخ احمد بن ثابت مغربی |
| ۸۸۔ ایک بزرگ | ۵۵۔ ایضاً |

- | | |
|---------------------------------|-------------------------------------|
| ۸۹۔ امام بخاری | ۱۱۲۔ محمد حنفی |
| ۹۰۔ ابوالمواہب شاذلی | ۱۱۳۔ مولوی محمد عبدالحمید |
| ۹۱۔ ٹرک ڈرائیور | ۱۱۴۔ حاجی راتا منور حسین |
| ۹۲۔ ایک بزرگ | ۱۱۵۔ رضا حسین بلاں جمالی |
| ۹۳۔ غلام دشگیر افغانی | ۱۱۶۔ بیگم علامہ یوسف بہانی |
| ۹۴۔ مولانا غلام محی الدین قصوری | ۱۱۷۔ محمد بن علی بن جعفر |
| ۹۵۔ سعید محمد خان رحمانی | ۱۱۸۔ ابو بکر محمد بن سعدون |
| ۹۶۔ ایک شخص | ۱۱۹۔ ابو عبد اللہ بن حنفی |
| ۹۷۔ ایک شخص | ۱۲۰۔ حضرت ابراہیم بن علی |
| ۹۸۔ ایک شخص | ۱۲۱۔ تنسیم الدین احمد آفریدی |
| ۹۹۔ طالب علم | ۱۲۲۔ مولانا شیخ علی نور الدین |
| ۱۰۰۔ ایک شخص | ۱۲۳۔ سید عبد المقصود محمد سالم |
| ۱۰۱۔ ایک شخص | ۱۲۴۔ ایضاً |
| ۱۰۲۔ ایک شخص | ۱۲۵۔ حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی |
| ۱۰۳۔ ایک شخص | ۱۲۶۔ محترمہ رضیہ لال شاہ |
| ۱۰۴۔ ایک شخص | ۱۲۷۔ ایضاً |
| ۱۰۵۔ حافظ محمد احسن وحشی | ۱۲۸۔ ایضاً |
| ۱۰۶۔ مولانا عبدالرشید محمود | ۱۲۹۔ بشیر احمد چشتی نظامی |
| ۱۰۷۔ ایک نوجوان | ۱۳۰۔ ایضاً |
| ۱۰۸۔ ایک قیدی | ۱۳۱۔ والد محمد فیاض حسین چشتی نظامی |
| ۱۰۹۔ محمد بن عبد الملک | ۱۳۲۔ راجہ رشید محمود |
| ۱۱۰۔ ابوالغیث ریعنی | ۱۳۳۔ رانا منیر احمد غازی |
| ۱۱۱۔ نصرت فتح علی خان | ۱۳۴۔ حسان |

- ۱۳۵۔ احسان اللہ احسان
- ۱۳۶۔ شیخ عزار
- ۱۳۷۔ احمد بن موسیٰ مجمل
- ۱۳۸۔ ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب
- ۱۳۹۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ
- ۱۴۰۔ ابو عبد اللہ محمد بن عمر
- ۱۴۱۔ سید محمود
- ۱۴۲۔ ابو عبد اللہ محمد بن علی الاشغر
- ۱۴۳۔ ایک تاجر
- ۱۴۴۔ ابو عبد اللہ محمد بن عباس
- ۱۴۵۔ ایک آدمی
- ۱۴۶۔ شیخ ربیع
- ۱۴۷۔ مقری بشر بن عمران
- ۱۴۸۔ حضرت محمد صوفی
- ۱۴۹۔ والدہ محمد صدر الدین الگری
- ۱۵۰۔ امام بدر الدین غزی
- ۱۵۱۔ صاحب الشقائق
- ۱۵۲۔ والدہ ابو الحسن محمد
- ۱۵۳۔ شیخ صالح علی لولوی
- ۱۵۴۔ علامہ نجم الدین غزی
- ۱۵۵۔ شیخ صالح نجم الدین
- ۱۵۶۔ الگری صدیقی
- ۱۵۷۔ سیدی محمد بکری صدیقی
- ۱۵۸۔ حضرت شیخ محمد زین الگری
- ۱۵۹۔ حضرت محمد بن زین العابدین
- ۱۶۰۔ حضرت محمد بن عمر
- ۱۶۱۔ حضرت محمد سعید
- ۱۶۲۔ لاتعداد لوگ
- ۱۶۳۔ حضرت محمد کردی خلوتی شافعی
- ۱۶۴۔ سید محمد عثمان میر غنی
- ۱۶۵۔ ایضاً
- ۱۶۶۔ ایضاً
- ۱۶۷۔ شیخ محمد فاسی شاذلی
- ۱۶۸۔ حضرت ابو راشد
- ۱۶۹۔ ایضاً
- ۱۷۰۔ شیخ ابو الفیض محمد
- ۱۷۱۔ حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادری
- ۱۷۲۔ حضرت دیوان حضوری
- ۱۷۳۔ ڈاکٹر لیاقت علی نیازی
- ۱۷۴۔ ایضاً
- ۱۷۵۔ ایضاً
- ۱۷۶۔ ایضاً
- ۱۷۷۔ ایضاً
- ۱۷۸۔ ایضاً
- ۱۷۹۔ ایضاً
- ۱۸۰۔ شاہ محمد مظہر

- ۱۸۱۔ مولوی عبدالعزیز بنگالی
 ۱۸۲۔ مولانا عبدالعلی
 ۱۸۳۔ سید عبداللہ حلان
 ۱۸۴۔ فتح اللہ اندری
 ۱۸۵۔ مولوی جعفر شاہ
 ۱۸۶۔ حضرت شاہ ابوالخیر
 ۱۸۷۔ ملا عبدالحکیم
 ۱۸۸۔ ایضاً
 ۱۸۹۔ ایک شخص
 ۱۹۰۔ مولانا حکیم محمد اشرف
 ۱۹۱۔ ایضاً
 ۱۹۲۔ مفتی الہی بخش
 ۱۹۳۔ ایضاً
 ۱۹۴۔ ایضاً
 ۱۹۵۔ ایضاً
 ۱۹۶۔ سید محمد قلندر
 ۱۹۷۔ ایضاً
 ۱۹۸۔ مفتی الہی بخش
 ۱۹۹۔ حضرت خواجہ اجمیری
 ۲۰۰۔ بدھ راہب
 ۲۰۱۔ محترمہ عائشہ صدیقہ
 ۲۰۲۔ طاہرہ بیگم
 ۲۰۳۔ چوہدری غلام حیدر خان چشتی
- ۲۰۴۔ ایضاً ۲۰۳
 ۲۰۵۔ ایضاً ۲۰۵
 ۲۰۶۔ ایضاً ۲۰۶
 ۲۰۷۔ ایضاً ۲۰۷
 ۲۰۸۔ ایضاً ۲۰۸
 ۲۰۹۔ ایضاً ۲۰۹
 ۲۱۰۔ جناب مرزا
 ۲۱۱۔ چوہدری غلام حیدر خان چشتی
 ۲۱۲۔ چوہدری غلام حیدر خان چشتی صاحب
 کے چند دوست
 ۲۱۳۔ چوہدری غلام حیدر خان چشتی
 ۲۱۴۔ ایضاً ۲۱۴
 ۲۱۵۔ ایضاً ۲۱۵
 ۲۱۶۔ ایضاً ۲۱۶
 ۲۱۷۔ ایضاً ۲۱۷
 ۲۱۸۔ ایضاً ۲۱۸
 ۲۱۹۔ ایضاً ۲۱۹
 ۲۲۰۔ ایضاً ۲۲۰
 ۲۲۱۔ سید شفیع نقشبندی
 ۲۲۲۔ ایک خادم
 ۲۲۳۔ ایک مسترشد خاص
 ۲۲۴۔ مولانا محمد اویس ندوی نگرامی
 ۲۲۵۔ صوفی برکت علی لدھیانوی

- | | |
|---|---|
| <p>۲۲۶۔ ایک شخص</p> <p>۲۲۷۔ صوفی برکت علی لدھیانوی</p> <p>۲۲۸۔ ایضاً</p> <p>۲۲۹۔ بابا حمید</p> <p>۲۳۰۔ صوفی برکت علی لدھیانوی</p> <p>۲۳۱۔ شیخ عبدالکریم جیلی</p> <p>۲۳۲۔ ایضاً</p> <p>۲۳۳۔ ابو عبد اللہ بن سلطان</p> <p>۲۳۴۔ ایضاً</p> <p>۲۳۵۔ قاری محمد ابراہیم قادری</p> <p>۲۳۶۔ عرش صدیقی</p> <p>۲۳۷۔ ایک لوہار</p> <p>۲۳۸۔ امام عینی</p> <p>۲۳۹۔ ابراہیم بن علی</p> <p>۲۴۰۔ حضرت ابو محمد الحسن</p> <p>۲۴۱۔ شوکت علی خان</p> <p>۲۴۲۔ ڈاکٹر سید محمد محمود</p> <p>۲۴۳۔ شیخ ابن ابی جرہ</p> <p>۲۴۴۔ ابو محمد بن ابی جرہ</p> <p>۲۴۵۔ ایک شخص</p> <p>۲۴۶۔ سید احمد محمد تجانی</p> <p>۲۴۷۔ ایک حکمران</p> <p>۲۴۸۔ سید محمد عثمان میر غنی</p> | <p>۲۳۹۔ ایک نیک شخص</p> <p>۲۵۰۔ ایضاً</p> <p>۲۵۱۔ حضرت ابن عربی</p> <p>۲۵۲۔ ایضاً</p> <p>۲۵۳۔ ایضاً</p> <p>۲۵۴۔ ایضاً</p> <p>۲۵۵۔ ابوالعباس احمد</p> <p>۲۵۶۔ کمال الدین</p> <p>۲۵۷۔ ایضاً</p> <p>۲۵۸۔ حضرت ابن عربی</p> <p>۲۵۹۔ ایضاً</p> <p>۲۶۰۔ ایضاً</p> <p>۲۶۱۔ ایضاً</p> <p>۲۶۲۔ ایضاً</p> <p>۲۶۳۔ ایضاً</p> <p>۲۶۴۔ ایضاً</p> <p>۲۶۵۔ علامہ یوسف نہجی</p> <p>۲۶۶۔ ایضاً</p> <p>۲۶۷۔ ایضاً</p> <p>۲۶۸۔ ایضاً</p> <p>۲۶۹۔ محترمہ صفیہ</p> <p>۲۷۰۔ ادیب آفندی</p> <p>۲۷۱۔ داؤد آفندی</p> |
|---|---|

- ۲۷۲۔ علامہ یوسف بھائی[”]
- ۲۷۳۔ ایضاً
- ۲۷۴۔ ایضاً
- ۲۷۵۔ ابن ابی طیب الفقیر
- ۲۷۶۔ ایک شخص
- ۲۷۷۔ ایک دوست
- ۲۷۸۔ اہلیہ محمد یوسف
- ۲۷۹۔ عبدالغفور قمر
- ۲۸۰۔ مفتی عبدالحمید نقشبندی مجددی
- ۲۸۱۔ ایک رئیس
- ۲۸۲۔ قاری ابوالوفا ہرودی
- ۲۸۳۔ ایضاً
- ۲۸۴۔ مرادک
- ۲۸۵۔ ابراهیم تیمور خان
- ۲۸۶۔ حضرت ابراهیم لقانی مصری
- ۲۸۷۔ ایک شخص
- ۲۸۸۔ ابوالخیر المغربی
- ۲۸۹۔ حضرت ابوالرجال
- ۲۹۰۔ شیخ ابوالعباس
- ۲۹۱۔ ابن ابی الورد
- ۲۹۲۔ احمد بن یحییٰ جلا
- ۲۹۳۔ حضرت عبدالرحمٰن
- ۲۹۴۔ حضرت احمد بن مسعود
- ۲۹۵۔ حضرت ابوالعباس بوئی[”]
- ۲۹۶۔ حضرت ابراہیم متبوی[”]
- ۲۹۷۔ حضرت خواجہ ہجویری[”]
- ۲۹۸۔ شیخ ابوالمسعود
- ۲۹۹۔ حضرت سلطان باہو[”]
- ۳۰۰۔ ایضاً
- ۳۰۱۔ حضرت جنید بغدادی[”]
- ۳۰۲۔ محمد ہدایت علی نقشبندی
- ۳۰۳۔ ایضاً
- ۳۰۴۔ ایضاً
- ۳۰۵۔ ایک حاجی
- ۳۰۶۔ ہلال بن الحسن
- ۳۰۷۔ ایضاً
- ۳۰۸۔ ایضاً
- ۳۰۹۔ ایک شخص
- ۳۱۰۔ ہلال بن الحسن
- ۳۱۱۔ ایک درویش
- ۳۱۲۔ اورنگ زیب عالمگیر[”]
- ۳۱۳۔ حضرت بہزاد کھنوی[”]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ا۔ امام شامل[ؒ] نے قفقاری مسلمانوں کا اخلاق بلند و برتر کر دیا تھا۔ انصاف ان کا طرہ امتیاز تھا۔ ان کی اسلامی ریاست اسلام کے نظامِ عمل کا عملی نمونہ تھی۔ اقلیتیں بھی جن سے فیض یاب تھیں اور وہ سب اپنے مذہب کے مطابق زندگی بسرا کرتی تھیں۔ ان کے ۲۵ سال کے دور حکمرانی میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں کہ کسی کو زبردستی مسلمان بنایا گیا ہو۔ وہ صاحب شریعت تھے۔ ان کی کوشش تھی کہ ان کا ذلتی کردار کسی طور پر بھی باعث ملامت نہ بنے۔ وہ امیر المؤمنین تھے۔ عوام میں سے تھے اور عوام ہی میں رہتے تھے۔ لوگوں کی شکایات سننا اور انہیں رفع کرنا ان کی انتظامیہ کی اولین ترجیح تھی۔ مقدمات کے فیصلے سرعت کے ساتھ کر کے عموماً فیصلہ موقع پر ہی سنا دیتے تھے۔ غلامی اور بیگار کے خلاف تھے۔ انسان کی عزت نفس کا خیال کرنے والے اور محتاجوں کے والی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عوام کی تائید سے ۲۵ سال تک روس جیسی عظیم قوت سے بر سر پیکار رہے۔ وہ صلح جو انسان تھے لیکن روی استعمار کی راہ میں سد سکندری بنے رہے۔ اس محاذ پر کوئی کمزوری و کھانا پسند نہ کرتے تھے۔ جب کچھ چیزوں باشندوں نے ان کی والدہ محترمہ کے ذریعہ روس کی بالادستی قبول کرنے کے لئے کہا تو وہ تین روز کے لیے گوشہ نشین ہو گئے۔ یہ ۱۸۳۳ء کا واقعہ ہے۔ جب وہ باہر نکلے تو اعلان کیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے مجھے خواب میں حکم فرمایا ہے کہ جس نے رویوں کے سامنے پرڈالنے کی سفارش کی ہے اسے ایک سودڑے مارے جائیں۔ چنانچہ سزا کی تکمیل کرائی گئی۔ پانچ دن کے بعد کھا کر والدہ محترمہ بے ہوش ہو گئیں تو امام شامل[ؒ] سجدہ میں گر کر بڑی دیر تک گریہ و زاری کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حکم ہوا کہ بقیہ سزا تم خود بھلتو۔ چنانچہ باقی ۹۵ دن کے انہوں نے اپنے جسم پر کھائے اور چیزوں حاضرین سے کہا جاؤ یہ واقعہ بیان کر کے اپنے لوگوں سے کہہ دو کہ ہمارے لیے رویوں کے ہاتھوں شکست ناقابل قبول ہے، امام شامل[ؒ] ۱۸۶۸ء میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور ۱۸۷۸ء میں اپنے آقا و مولا کی سرزی میں مدینہ طیبہ میں خاک نشیں ہو گئے۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون۔ (و سلطی ایشیا کے مسلمان جلد ۵ شمارہ ۳۔ مارچ / اپریل ۱۹۹۷ء۔ انشی ثیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز۔ اسلام آباد۔ صفحہ ۳۰ تا ۳۱ سے ماخوذ۔ میں اس رسالہ کے لئے جناب ندیم شفیق ملک کا ممنون ہوں)۔

بعض لوگ تو یہاں تک سمجھتے ہیں کہ ۲۰۰۰ء سے پہلے یا اس کے فوراً بعد اٹھی جنگ چھڑ جانے والی ہے۔ اس تیری جنگ عظیم میں روی مسلمان نہایت اہم کردار ادا کریں

گے۔ وسطی ایشیا میں لوگ عام طور پر کہتے ہیں: ”ذر انتظار کرو، چینیوں کو آ لینے دو، پھر ہم رو سیوں کے خون سے اپنی دیواروں پر رنگ پھیریں گے۔“ نویں صدی عیسوی میں روس کے ساتھ مسلمانوں کے ربط کا آغاز ہوا۔ اس وقت اسلامی تہذیب دنیا کی سب سے بڑی تہذیب تھی۔ دسویں صدی عیسوی تک اسلام داغستان اور مشرقی ٹرانس کا کیشاں تک پھیل چکا تھا۔ ۱۹۰۳ء میں زار بورس گوڈرنوف نے داغستان پر حملہ کیا اور دارالحکومت ”ترکو“ کو فتح کر کے اسے گھنڈر بنادیا۔ امام شامل نے داغستان کے مسلمانوں کو جمع کر کے ان کے اندر جہاد کی روح پھونک دی جس کے نتیجہ میں روی فوج کو زبردست شکست ہوئی مگر مسلمانوں میں اتحاد قائم نہ رہا جس کی وجہ سے رو سیوں نے داغستان پھر فتح کر لیا۔ اس کے باوجود یہ علاقہ ۱۹۱۹ء میں صدی تک روی یلغار کا مقابلہ کرتا رہا۔ امام شامل جو نقشبندی سلسلہ کے رہنماء تھے انہوں نے ۱۸۵۷ء میں شکست کھان لیکن رو سیوں مسلمانوں کے جذبہ حریت کو دبانہ سکا۔ جبروت شدید کی چکنی میں پس کر بھی مسلمان نہ اقلیت میں تبدیل ہوئے اور نہ ہی انہوں نے اپنے دین کو جوانہیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز تھا چھوڑا۔ روی ماہرین کو اعتراف ہے کہ اس کا سہرا نقشبندیہ اور قادریہ روحانی سلسلہ کے بزرگوں کے سر بند ہتا ہے۔ داغستان کے علاقوں میں عربی کو مقدس زبان سمجھا جاتا تھا اور وہاں عربی پڑھنے کا بہت رواج تھا۔ اشتراکی حکمرانوں نے اسلام کو افیون کی گولی اور عربی کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ جدید دور کے تقاضے پورے نہیں کر سکتی۔ سکولوں میں بچوں کی تعلیم کی بنیاد الحاد پر رکھی۔ مسلمانوں کو اراضی اور املاک سے محروم کر دیا۔ تمام مسلم وقف املاک ضبط کر لی گئیں۔ مساجد کو سازشوں کے اڈے قرار دے کر بند کر دیا گیا۔ مجبوراً لوگ گھروں میں نمازیں پڑھنے لگے۔ ان کا نہ ہی عقیدہ اور پختہ ہو گیا اور زیرِ زمین تصوف کے سلسلے تیزتر ہو گئے۔ عیسائیت کی کھلی تبلیغ لیکن اسلام کی تبلیغ پر پابندی تھی۔ لاکھوں مسلمان جبرا عیسائی بنائیے گئے۔ با غی کہہ کر لاکھوں مسلمانوں کو دار پر لٹکا دیا۔ آٹھ لاکھ مسلمان جلا و طلن کر دیئے گئے جن میں ۲۰ تا ۳۰ فیصد راہ میں بھوک سے ہلاک ہو گئے۔ نوجوانوں کو بزرگوں کے خلاف بغاوت پر اکسایا گیا مگر برٹنیف کے زمانہ میں روی حکام کو تسلیم کرنا پڑا کہ مسلمانوں کے معاشرتی نظام میں بزرگوں کا احترام پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا ہے۔ تر غیب دی گئی کہ مسلمان رو سیوں سے شادی کریں مگر مسلمانوں نے سر کاری و باوکا کوئی اثر نہ لیا اور داغستان کے مسلمانوں نے مخلوط معاشرہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ سلسلہ نقشبندیہ خصوصی طور پر روس کے مسلمانوں میں بے حد مقبول ہے جس کا ایک ہی موقف اور مسلک ہے کہ اسلام کو تمام دنیا میں پھیلایا جائے اور اسلام دشمن طاقتلوں سے جہاد کیا جائے۔

شیخ محمد آفندی جنوبی داغستان میں نقشبندی مرشد تھے جنہوں نے روسیوں کے خلاف جہاد کی تبلیغ کی۔ ان کے شاگردوں میں غازی محمد اور امام شامل جیسے حریت پسند شامل تھے۔ روسی مسلمانوں میں بیداری کی نئی لہر پیدا ہوئی جو مجاہدین افغانستان کے حوالے سے ہے۔ وہ مجاہدین افغانستان سے متاثر ہوئے ہیں اور اپنے قدیم ہیر و امام شامل اور نقشبندی سلسلے کے دیگر شیوخ کا احترام ان کے دلوں میں پہلے سے بھی زیادہ رائج ہو گیا ہے۔ روسی مسلم فوجی جب افغانستان میں لڑنے کے تو انہیں پہلی مرتبہ اس حقیقت کا درکار ہوا کہ روسی فوج ہرگز اتنی مضبوط نہیں جتنا پوری دنیا کے سامنے ڈھنڈوڑا پیٹا جاتا ہے۔ اصل چیز جذبہ جہاد اور حریت پسندی ہے۔ جب افغان مجاہدین بے سروسامانی کے باوجود روسی فوج کو نکیل ڈال سکتے ہیں تو پھر وہ خود اسی روسی فوج کا مقابلہ اپنے علاقوں میں کامیابی کے ساتھ ضرور کر سکتے ہیں۔ روسی اشتراکی حکمران اس بات سے بھی بے حد بوکھلائے ہوئے ہیں کہ ہر ممکن جبر و تشدد کے باوجود پچھلی چند دہائیوں میں مسلمانوں کی آبادی بہت تیزی سے بڑھی ہے۔ اگر مسلمانوں میں شرح پیدائش کی رفتار یہی رہی تو وہ بہت جلد روس پر چھا جائیں گے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق سن دو ہزار عیسوی میں روس کی کل آبادی ۳۰/۳۱ کروڑ کے درمیان ہو گی جس میں ۲۵۲۲ تا ۲۰۰۰ء سے روسی مسلمانوں کی تاریخ کا سب سے تابناک دور شروع ہونے والا ہے۔ انہوں نے زارشاہی اور روسی اشتراکی حکومت کے ہاتھوں مصائب کا سامنا کیا اور بہادری سے اس کا مقابلہ کر کے اپنے دین کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ روسی مسلمانوں کا پختہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا صلہ انہیں ضرور دے گا۔ "The Islamic Threat to the Soviet State" از الیگز نذر بینی ڈان، پیرس میں بننے والے اسلامی عمرانیاتی سائنسی مطالعاتی ادارے کے سربراہ اور ماری بر و کسپ، سنٹرل ایشیان سروے کے معاون مدیر اور سنٹرل ایشیان نیوز لیٹر کے مدیر سے مخدوش یہ کتاب روس کے کریا کرم سے بہت پہلے شائع ہوئی تھی۔

۲۔ "زندگی کے شب و روز" اخوان المسلمون (مصر) کے شعبہ خواتین کی نذر اور بلند حوصلہ مجاہدہ زینب الغزالی کی رواداد زندگی ہے جنہوں نے جمال عبدالناصر کے دور حکومت میں کمکہ حق کی سر بلندی کے لئے اپنے سب کچھ قربان کر دیا۔ صعوبتوں، مشقتوں، جسمانی ایذاوں، روحانی کرب و بلاء، آزمائشوں اور ابتلاؤں کا موصوفہ نے جس جرأت اور بلند حوصلگی سے مقابلہ کیا وہ ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے پہلے یقین نہیں آتا کہ ایک نیک اور دیندار خاتون کے ساتھ اس کے مسلمان حکمران اس قدر سفا کی اور درندگی کا

سلوک بھی کر سکتے ہیں۔ کمرہ نمبر ۲۳ کی ابتلاؤں کے بعد وہ کمرہ نمبر ۳ میں منتقل کر دی گئی۔ جیل خانہ کے اس کمرہ کا دروازہ مسلسل چھ دن تک نہیں کھولا گیا۔ نہ کھانا، نہ پانی، نہ باہر سے رابطہ اور نہ ہی فطری ضروریات کے لئے کوئی انتظام۔ ان ہی حالات کے دوران موصوفہ نے وہ خواب دیکھا جو ان کی ابتلاؤں آزمائش کے دوران حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت کے چار خوابوں میں سے ایک تھا۔

فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ ایک بڑے صحراء میں بہت سے اونٹ ہیں جن پر روشنی سے بنے ہوئے ہو دن ہیں اور ہر ہو دن میں چار نورانی چہرے والے انسان میٹھے ہیں۔ میں نے خود کو تاحد نگاہ پھیلے ہوئے صحراء میں رواں، او نٹوں کے پیچھے ایک بار عرب نورانی شکل کے بزرگ کے پاس کھڑا پایا۔ وہ بے شمار او نٹوں کی گردنوں میں پڑی رسیوں کو پکڑے ہوئے تھے۔ میں نے آہستگی سے کہا: کیا حضور اقدس ﷺ موجود ہیں؟ اس پرانہوں نے میری جانب رخ کر کے جواب دیا: ”تم اے زینب! تم اللہ کے رسول اور اس کے بندے محمد (ﷺ) کے نقش قدم پر ہو۔“ میں نے دریافت کیا: کیا میں واقعی اللہ کے رسول اور اس کے بندے محمد (ﷺ) کے نقش قدم پر ہوں؟ آپ نے جواب دیا۔ ”تم اے زینب! اے غزالی! اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کے نقش قدم پر ہو۔“ میں نے دوبارہ دریافت کیا: اے میرے جبیب یار رسول اللہ (ﷺ)! کیا میں اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کے نقش قدم پر ہوں؟ آپ نے جواب دیا: ”تم اے زینب! حق پر ہو، تم اے زینب! اللہ کے بندے اور اس کے رسول (ﷺ) کے نقش قدم پر ہو۔“

جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اس خواب سے میں نئی طاقت کی ماک ہو گئی ہوں، خواب نے مجھے حال سے غافل کر دیا، اب نہ مجھے کوڑوں کی تکلیف کا احساس تھا نہ ابتلاء و آزمائش کا غم، اس کی بدولت میں اپنے مصائب کو بھول کر زندہ رہی (زندگی کے شب و روز صفحہ ۶۶ از زینب الغزالی کا اردو ترجمہ۔ ادارہ مطبوعات طلبہ۔ اچھرہ، لاہور)۔

دوسری حیرت کی بات یہ تھی کہ میرا تاریخی نام ”زینب غزالی“ ہے جبکہ لوگوں میں رائج و مشہور نام ”زینب الغزالی“ ہے۔ اس خواب میں مجھے حضرت رسول اللہ ﷺ نے میرے تاریخی نام سے ہی پکارا تھا۔

۳۔ کئی دن گذرنے کے بعد مقدمہ شروع ہونے سے پہلے فوجم آئی۔ جب میں نے احمد خواجہ کو وکیل بنانا چاہا تو مجھے سے کہا گیا کہ وہ اس کیس میں تمہاری مدافعت نہیں کر سکتے۔ تب میں نے کہا: مجھے کسی وکیل کی ضرورت نہیں، میں اپنا مقدمہ خود لڑوں گی۔

اسی ماحول میں میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک میدان میں کھڑی ہوں۔ بتایا گیا کہ وہ عدالت ہے جس میں ہمارا فیصلہ ہو گا۔ میں ابھی کھڑی ہی تھی کہ دیواریں گرنے لگیں اور میں نے اپنے کو ایک بہت بڑے میدان میں پایا جس کی ساخت پوری زمین تھی اور آسمان زمین پر سایہ فلکن تھا۔ ایک نور آسمان سے زمین تک پھیلتا چلا گیا۔ میری نظروں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ قبلہ رو میرے سامنے کھڑے ہیں اور میں آپؐ کی پشت کی جانب کھڑی سن رہی ہوں۔ آپؐ فرمائے ہیں: ”زینب! حق کی آواز غور سے سنو۔“ میں نے آسمان و زمین کو چیرتی ہوئی ایک آواز سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ یہاں باطل کی عدالتیں قائم ہونگی جو طاغوت کے فیصلے صادر کریں گی، تم امانت کے حامل اور راہبر ہو، تم صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو، ایک دوسرے سے رابطہ رکھو اور اللہ سے ڈر و شاید کہ تم فلاح پاسکو۔

جب یہ آواز ختم ہو گئی تو حضور نبی کریم ﷺ میری جانب متوجہ ہوئے اور دائیں جانب اشارہ فرمایا۔ میں نے نظر ڈالی تو آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہوا چوٹیوں والا ایک پہاڑ نظر آیا۔ مگر وہ بزر فرش کی طرح تھا جس پر ہر یا لی چھائی ہوئی تھی۔ حضور اقدس ﷺ نے مجھے فرمایا: زینب اس پہاڑ پر چڑھ جاؤ، چوٹی پر تم کو حسن ہضیبی ملیں گے، ان تک یہ باتیں پہنچا دو۔ پھر مجھ پر گہری نظر ڈالی جو میرے پورے وجود پر چھائی۔ اگرچہ حضور انور ﷺ نے ان الفاظ میں کچھ نہ فرمایا مگر مجھے احساس ہوا کہ میں فی الواقع باتیں سن چکی ہوں اور ان کا مقصد بھی سمجھ چکی ہوں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ پہاڑ کی طرف اٹھایا تو میں نے اپنے آپ کو اس پر چڑھتا ہوا پایا۔ میں چڑھتی رہی یہاں تک کہ چوٹی پر پہنچ گئی۔ اس کے درمیان میدان میں فرش بچھا ہوا تھا جس پر گاؤں تکے اور مند لگی تھی۔ بیچ میں حسن ہضیبی تشریف فرماتھے۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو کھڑے ہو کر مجھے سلام کیا اور میری آمد سے خوش ہوئے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی جانب سے چند باتیں بطور امانت آپؐ کو پہنچانے کی ذمہ دار ہوں۔ انہوں نے جواب دیا وہ مجھ تک پہنچ گئی ہیں۔ الحمد لله۔ پھر ہم بیٹھ گئے۔ گویا یہ باتیں لفظاً نہیں بلکہ معنار و حانی طور پر منتقل کی گئیں اور ان کی تصور کشی کر دی گئی۔ استاد امام سید قطب مفسر قرآن مجید، مجاہد، مجدد و مجتهد تھے۔ آپ اور آپ کے ساتھی جن میں امام حسن ہضیبی بھی تھے، شہید کیے جا چکے تھے۔ وہ اخوان المسلمين سے تعلق رکھتے تھے۔ احکام شریعت کے نفاذ کا عہد کرتے تھے اور اللہ کی راہ میں چہاد کرتے تھے تاکہ پوری امت اسلامیہ کتاب و سنت کی طرف لوٹ جائے۔ (زندگی کے شب و روز صفحہ ۷۱۹ تا ۲۰۰۰ سے ماخوذ)۔

۳۔ جمال عبد الناصر اور اس کی فوج نے میرے نیک اور شریف شوہر (میں گذشتہ ۳۵ سال سے ان کے نکاح میں تھی) کو دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ تیرے کی کوئی گنجائش ہی نہ رکھی:-

(۱) زینب الغزالی کو طلاق دو یا (۲) جیل جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

میرے شوہر نے غور و خوض کرنے کے لئے دو ہفتہ کی مہلت مانگی جونہ دی گئی اور زبردستی ان سے طلاق نامہ پر دستخط کرایے گئے۔ دستخط کرتے وقت میرے شوہر نے کہا ”اے اللہ! تو گواہ رہ کہ میں نے اپنی بیوی زینب الغزالی کو طلاق نہیں دی۔ میری موت قریب ہے مجھے عزت و کرامت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہونے دو۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے آخری دم تک وہ مجھ سے وابستہ رہیں۔ ہوا بھی یہی۔ میرے شوہر پہلے ہی مریض تھے۔ عبد الناصر نے ان کی کمپنیوں، مال و اسباب، زمین اور گھر پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا جس سے ان کو فانی سا ہو گیا تھا۔ طلاق نامہ پر دستخط کرنے کے بعد ختم ہو گئے۔ اللہ بس باقی ہوں۔

جمعہ کے دن اخبارات پہنچے تو میں صفحات پلنے لگی۔ اچانک میرے شوہر کے انتقال کی خبر نظر آئی۔ میں نے کلمہ شہادت اور انا اللہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہا اے حاجی محمد! آپ انشاء اللہ جنت میں ہو گئے۔ پھر میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور بے ہوش ہو گئی۔ تہائی میں مجھے وہ خواب یاد آیا (جو اللہ کا احسان ہے۔ جس میں مجھے حضور اکرم ﷺ کی زیارت با برکت نصیب ہوئی تھی۔ میں نے اس مصحف کے بین السطور خواب کی تاریخ لکھ لی تھی جس کی میں تلاوت کرتی تھی۔ میں نے تاریخ ملائی تو وہ طلاق کے حادثہ کی تاریخ کے مطابق تھی)۔

میں نے خواب میں حضرت نبی پاک ﷺ کو سفید لباس میں چلتے دیکھا جن کے عین پیچھے حسن هضیبی سفید لباس اور ٹوپی پہنے چل رہے تھے۔ میں کھڑی تھی اور میرے ساتھ ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و سری متعدد خواتین کے ساتھ موجود تھیں۔ میرے دل میں احساس ہوا کہ شاید وہ ان کی سہیلیاں ہیں۔ مجھے وہ کچھ فحیحتیں کر رہی تھیں کہ حضور اکرم ﷺ ہمارے برابر آگئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پکار کر فرمایا: عائشہ! صبر کرو، عائشہ! صبر کرو اور مجھ حضرت عائشہ ہر بار میرے ہاتھ کو زور سے دباتیں اور صبر کی تلقین کرتیں۔ میں بیدار ہوئی تو اللہ سے دعا کرنے لگی کہ وہ مجھے صبر و برداشت کی قوت دے۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میرے لیے اب کوئی نئی آزمائش شروع ہونے والی ہے۔

کئی سال کی سخت ترین آزمائش کے بعد زینب الغزالی کو ۱۹ اگست ۱۹۷۴ء کی شب تین بجے رہائی ملی۔ اس دور ابتلاء و آزمائش میں آپ کو چار مرتبہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا۔ اس کتاب میں تین ہی کاذکر ہے جو بیان کردیئے گئے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں اسلامی حکومت کا قیام مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کی تیاری اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت ہے جیسا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی۔ یہ ہر مسلم کا پیغام ہے خواہ اخوانی ہو یا غیر اخوانی۔

ایک جگہ لکھتی ہیں کہ جب تک عالمی صیہونیت دونوں بڑی طاقتوں (امریکہ اور روس) کو حکومت کرنے کے طریقے سکھاتی رہے گی۔ اس وقت تک حکمرانوں کے لیے بڑی طاقتوں کا حکم ماننے اور نافذ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ فلسطین اسلام ہی سے آزاد ہو گا اور جس دن اسلام کی حکمرانی ہو گی فلسطین آزاد ہو جائے گا۔

۵۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (ولادت ۸۵۰ھ لـ ۱۳۳۰ء۔ وصال ۹۱۵ھ ۱۵۰۵ء) اولیاء اللہ میں بہت بڑے ولی گنے جاتے ہیں، جو سوتے جاگتے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت با برکت سے مشرف ہوتے تھے۔ آپؐ سے بالمشافہ گفتگو فرماتے اور بہت سی غیب کی باتیں معلوم کرتے تھے۔ شیخ عبد القادر شاذلیؒ نے علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے مناقب ایک کتاب میں جمع کیے ہیں جن کی تلخیص علامہ شعرانیؒ نے اپنی کتاب ”لوائح الانوار“ میں کی ہے۔ حضرت علامہؓ اپنی پوری زندگی میں کبھی کسی بادشاہ یا امیر کے یہاں نہیں گئے۔ علم حدیث چھ سو علماء سے سیکھا۔ ۳۶۰ سے زیادہ کتابیں تالیف کیں۔ حافظ حدیث و حافظ قرآن تھے۔ ابن حجرؓ نے بہت سی احادیث جن کے راویان کا انہیں علم نہ تھا نہ ان کے درجات سے واقف تھے کہ حدیث حسن ہے یا مرسلاً یا ضعیف حضرت علامہؓ کے پاس بھیجیں۔ حضرت علامہؓ نے راویوں کی اسناد بتادیں اور حسن و ضعیف کو بھی علیحدہ کر دیا۔ شیخ الاسلام علامہ او جانیؒ نے شیخ سلیمان الصوفی کے ذریعے بہت سی احادیث علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی خدمت میں بھیجیں، جن کے راویوں کا پتہ نہ چلتا تھا اور ان کے مراتب کا بھی علم لوگوں کونہ تھا۔ علامہ سیوطیؒ نے ان کے راویوں کا سلسلہ بھی بتادیا اور ان کے مراتب سے بھی اسکاہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر شیخ الاسلام ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا..... شیخ سلیمانؒ نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں حضرت امام شافعیؓ کے دروازے پر بیٹھا ہوں کہ سفید لباس میں ملبوس لوگوں کی ایک جماعت آئی۔ ان کے سروں پر نور کے گما ہے تھے۔ جب میرے پاس آئے تو معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ معاً میں نے آپؐ کے ہاتھوں کو چوما۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آؤ ہمارے ساتھ روضہ کی طرف چلو۔ میں ساتھ ہو لیا تو آپ علامہ جلال الدینؒ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت علامہ باہر آئے۔ انہوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ چوئے، صحابہؓ کو سلام کیا اور ان سب کو اپنے گھر میں لے گئے۔ علامہ سیوطیؒ حضرت رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ آپؐ سے سوال کرتے جاتے تھے اور حضرت رسول اللہ ﷺ ان کو ”شیخ السنۃ“ کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ شیخ عبدالقادر شاذلیؒ نے بھی علامہ سیوطیؒ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بھی بالکل ایسا ہی خواب دیکھا تھا اور حضرت رسول اللہ ﷺ ان کو ”شیخ الحدیث“ کہہ کر خطاب فرماتے تھے۔ شیخ عبدالقادر شاذلیؒ نے حضرت علامہ سیوطیؒ کا وہ خط دیکھا تھا جو انہوں نے اس شخص کو بھیجا تھا جس نے ان سے سوال کیا تھا کہ اس کی حاجت سلطان غوری سے بیان کریں۔ حضرت علامہؓ نے اسے لکھا کہ اے بھائی! میں بیداری میں حضرت رسول اقدس ﷺ سے ملاقات کیا کرتا ہوں، میں ڈرتا ہوں کہ اگر سلطان کے پاس جاؤں تو پھر حضرت رسول اقدس ﷺ مجھ سے ملاقات نہ کریں لیکن میں تیری حاجت حضرت رسول اقدس ﷺ سے بیان کروں گا۔ یہ دیکھ کر حضرت شیخؒ سے دریافت کیا گیا کہ اب تک بحالت بیداری آپؐ کی حضور اقدس ﷺ سے کتنی مرتبہ ملاقات ہوئی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا: تقریباً ستر (۷۰) مرتبہ۔ ان ملاقاتوں کے متعلق حضرت علامہ سیوطیؒ نے ایک کتاب بھی لکھی تھی جس کا نام ”تزویر الحلق فی رویۃ النبی والملک“ تھا۔ اس میں انہوں نے ان تمام اولیاء، صحابہؓ اور علماء کا ذکر کیا ہے جو فرشتوں سے اور حضرت رسول اللہ ﷺ سے بحالت بیداری ملاقات کرتے تھے۔ حضرت علامہ سیوطیؒ کو طے ارض حاصل تھا۔ چشم زدن میں مصر سے مکہ مکرمہ اور مکہ مکرمہ سے مصر آجاتے تھے۔ حضور انور ﷺ نے آپؐ کے لیے فرمایا کہ بغیر کسی سابقہ عذاب کے جنت میں جائیں گے۔ (البلاغ المسبّن حصہ سوم از خان صاحب آغا محمد سلطان مرزا۔ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ ڈسٹرکٹ و سیشن نجج۔ پنجاب (ریٹائرڈ) صفحہ ۸۱۵ تا ۸۲۰ کا خلاصہ۔ امامیہ کتب خانہ، مغل حوالی، اندرودن موچی گیٹ، لاہور)۔

۶۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی کتاب ”اخبار الاخیار“ میں لکھتے ہیں کہ علی المتنقی صاحب کنز العمال برہان پور میں پیدا ہوئے جبکہ آپؐ کے آباؤ اجداد کا وطن جونپور تھا۔ بہت بڑے عالم، فقیہہ و شیخ زمانہ تھے۔ آخر کار مکہ معظمه میں اقامت اختیار کری تھی۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ و مشاہدہ سے عقل حیران ہوتی ہے اور یقین کرنا پڑتا ہے ایسی ایسی عمدہ اور علوم سے معمور کتابیں بغیر اس توفیق کامل و برکت الہیہ کے جود رجہ ولایت پر پہنچ کر نصیب

ہوتا ہے نہیں لکھی جاسکتی تھیں۔ علامہ سیوطیؒ کی جامع صغیر و جمع الجواع کی ازسر نواب فقہ کے مطابق ترتیب دی اور یہ حق ہے کہ ان دونوں کتابوں پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انتخاب و ترتیب و تصحیح میں کتنی محنت کی ہو گی۔ ان کی مکرات کو نظر انداز کر کے انہیں نہایت عمدہ بنا دیا۔ شیخ ابوالحسن بکریؒ کہا کرتے تھے کہ علامہ سیوطیؒ کا احسان تو تمام دنیا پر ہے اور علی مقیؒ کا احسان سیوطیؒ پر ہے۔ ان کے مناقب میں ہے ایک یہ ہے کہ علی مقیؒ نے ۲۰۱۷ء میں شبِ رمضان کہ شبِ جمعہ بھی تھی، حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ فضیلت والا انسان کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم ہو۔ اسی رات کو علی مقیؒ کے ایک شاگرد عبدالوهاب نے بھی حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا اور یہی سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں افضل الناس تمہارے استاد یعنی علی مقیؒ ہیں۔ آپؐ کی ولادت ۱۳۸۵ھ م ۱۳۸۲ھ م ۱۳۸۸ھ م ۱۴۵۶ء میں ہوئی اور وفات ۱۴۹۵ء بمقابلہ ۱۴۵۶ء میں ہوئی۔

۔۔۔ میں نے علوم ظاہری سے فارغ ہو کر علوم باطنیہ کی طرف توجہ کی۔ منازل سلوک طے کرتے ہوئے جب دربار نبوی ﷺ تک رسائی ہوئی تو ارادہ کیا کہ اب بقیہ عمر تخلیہ میں بیٹھ کر یادِ الہی کروں گا۔ ایک روز سحر کے وقت اپنے معمول میں دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو اچانک حضور اکرم ﷺ کی طرف سے یہ القاء روحانی میرے قلب پر شروع ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسلام کا مکان پھر وہ اور اینٹوں سے تیار نہیں ہوا اس میں میرے صحابہؓ کی ہڈیاں لگائی گئیں، پانی کی جگہ میرے صحابہؓ کا خون لگایا گیا اور گارے کی جگہ میرے صحابہؓ کا گوشت لگایا گیا، اب لوگ اس مکان کو گرانے پر تھے ہوئے ہیں، میرے صحابہؓ کی توہین کی جا رہی ہے، جو شخص اس کے استعداد کی قدرت رکھتے ہوئے خاموشی سے بیٹھا رہے تو کل روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا جواب دے گا؟ ایک صوفی، عارف اور عالم کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل رکھنا چاہیے، جب تک اللہ تعالیٰ کو اس کے وجود سے کام لینا ہے اس کو محفوظ رکھے گا، جب اس کی ڈیوٹی پوری ہو گی اس کو بلا لے گا۔

یہ واقعہ تقسیم ملک کے بعد حضرت مولانا اللہ یار خان صاحبؒ کو پیش آیا۔ اس وقت سے اپنی استعداد کے مطابق انہوں نے دینی خدمت کا کام شروع کر دیا اور کئی نہایت اہم کتب مثلاً دلائل سلوک، الدین الخالص، حیات برزخیہ وغیرہ تحریر فرمائیں (الدین الخالص صفحہ ۳۵۹۔ مدی کتب خانہ، گلپت روڈ، لاہور نمبر ۲)۔

۔۔۔ جناب اصغر علی نے اپنے مفہوموں ”قیام پاکستان کی گولڈن جوبی منانے والوں کے

نام! اس صدی کا پیغام“ کی پہلی قسط میں اس خواب کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب محمد مشتاق قادری قلندری میرے انتہائی مشفق و محترم بزرگ ہیں اور ایک صائب الراء شخصیت۔ ایک دن میں ان کے ہمراہ جا رہا تھا۔ قیام پاکستان کے سلسلہ میں وہ اپنے مشاہدات بیان فرمائے تھے اور میں ہمہ تن گوش تھا کہ ایک پرائیویٹ اسپتال کے پاس سے گذرتے ہوئے فرمائے گے: اس ڈاکٹر کا باپ مولوی صاحب (نام یاد نہیں رہا) ریاست کپور تھلہ میں رہتے تھے اور میرے دوست تھے۔ ایک مرتبہ مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ میں جس گاؤں میں رہتا تھا وہاں ایک برہنہ مست درویش بھی رہتا تھا۔ شریعت کے تقاضوں کے مطابق مجھے اس کے ننگے پھرنا کی وجہ سے اس سے نفرت تھی اور میں اسے برا بھلا بھی کہتا تھا۔ غالباً ۱۹۳۸ء یا ۱۹۳۷ء کا واقعہ ہے۔ ایک رات ذکر واذکار کے بعد سویا تو حضرت نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت با برکت سے مشرف ہوا۔ آپ ایک حوالی کے اندر تشریف لے گئے جہاں کافی لوگ جمع تھے۔ میرے دل میں بھی خواہش ہوئی کہ اس محفل میں شرکت کی سعادت حاصل کروں۔ میں آگے بڑھا تو وہ نگاہ مست درویش لنگوٹ باندھے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس نے مجھے اندر جانے سے روک دیا یہ کہہ کر کہ تمہیں اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اتنے ہی میں ایک آواز آئی کہ اسے اندر آنے دو۔ میں اندر داخل ہوا اور محفل کے عقب میں بیٹھ گیا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے محفل میں بیٹھے ہوئے علامہ اقبال“ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ”اقبال! تیرے ذمے میں نے ایک کام لگایا تھا کیا نہیں؟“۔ اقبال“ نے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ اپنے ساتھ کھڑے ہوئے ایک دبلے پتلے شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا: ”یا رسول اللہ (ﷺ) میں نے اب اس کام کی ذمہ داری ان محمد علی کو سونپ دی ہے۔“ اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔ میں اس مست درویش کی تلاش میں نکل کر بھاگا مگر اس کا کہیں نام و نشان نہ پایا۔ مجھے اس کو برا بھلا کہنے پر احساس شرمندگی ہوا اور میں نے توبہ کی۔ مجھے یہ بھی یقین ہو گیا کہ پاکستان (علیحدہ اسلامی ریاست) کا قیام اب ناگزیر ہے۔ (روزنامہ ”الاخبار“ اسلام آباد مورخہ ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ بمقابلہ ۲۰ اگسٹ ۱۹۹۶ء بروز منگل)۔

- ۹ - تبلیغی جماعت کی ایک نہایت اہم شخصیت نے لاہور میں ۱۹۸۶ء میں مجھے (مؤلف کتاب ہذا) کو یہ واقعہ سنایا تھا:- مدینہ طیبہ میں ایک بدجنت نے دو بکرے پلے اور ان کا نام ابو بکر و عمر رکھا۔ ایک دن ان کو ذبح کرنے کے لئے قصائی کو ساتھ لایا اور ملازم سے کہا کہ ابو بکر و عمر کو لا۔ قصائی کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ دو بکروں کے نام ہیں تو اسے بہت غصہ آیا مگر ضبط کر گیا۔ دوسرے سال جب پھر یہی قصہ ہوا تو قصائی سے نہ رہا کیا اور بکروں کو ذبح کرنے سے

- پہلے اس نے بکروں کے مالک کا پیٹ پھاڑ دالا۔ گرفتار کر لیا گیا، مقدمہ چلا تو اس نے قاضی سے کہا کہ میں نے آدمی نہیں بلکہ ایک خزری کو مارا ہے، جس کا جی چاہے قبر کھود کر دیجے لے۔ قبر جو کھودی گئی تو واقعی وہاں ایک مردہ خزری پڑا تھا۔ ہوایوں کہ جس روز فیصلہ سنایا جانا تھا حضور انور ﷺ نے تشریف لا کر قصاب سے فرمایا کہ قاضی سے یہ کہنا اور پھر ایسا ہی ہوا (غیر مطبوعہ) ۱۰۔ حدیث پاک ہے کہ فقراء اغذیا سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ بعض بزرگوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ فقراء کی فضیلت بیان فرمائے ہیں۔ آپ نے بہت کچھ ارشاد فرمایا اور یہ بھی کہ فقراء کی فضیلت میں یہی کافی ہے کہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنے زمانے کے اغذیا سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گی جبکہ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) عائشہ، (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے چالیس برس پہلے جنت میں جائے گی کیونکہ اسے بہ نسبت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) دنیا کم حاصل ہوئی ہے (تجلیات اولیاء مرتبہ جناب محمد ارشد سمیع۔ کتب خانہ فیض عثمانی، کورنگی، کراچی۔ صفحہ ۳۸)۔
- ۱۱۔ حضور اقدس ﷺ نے عالم ارواح میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کو حکم فرمایا تھا کہ قطب الدین اللہ کا دوست ہے اس کو خرقہ پہناؤ اور دہلی کی ولایت بھی اس کے پرد کرو۔ پس حضرت خواجہ اجمیریؒ نے آپ کو بیعت کیا اور جب آپ ۷۱ برس کے تھے خرقہ و اجازت عطا فرمادہلی میں قیام فرمانے کا حکم دیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ آپ کے سب سے اول خلیفہ ہیں (تجلیات اولیاء صفحہ ۳۱۳)۔
- ۱۲۔ امر دہہ (یو۔ پی، بھارت) کے نواحی میں یتیم شاہ نام کے ایک مجدوب رہتے تھے۔ حضرت شیخ عبد الہادیؒ کی اتفاقاً ان سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے کہا مجھے حکم ہوا ہے کہ تمہیں اپنے ساتھ رکھوں۔ چنانچہ ایک مدت ان کے پاس رہے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میرا سلسلہ پانچ واسطوں سے حضرت شیخ نظام الدین بخشی تک پہنچتا ہے، اس لیے تم امر دہہ جا کر حضرت شیخ عضد الدینؒ سے بیعت ہو کر کمال حاصل کرو۔ پس آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ آپ صاحب کشف تھے۔ تنہائی پسند ہونے کی وجہ سے زیادہ تر صحراء میں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں فرمایا کہ آبادی میں رہ کر خلق اللہ کو نفع پہنچاؤ۔ اس حکم کی تعییل میں آپ آبادی میں تشریف لاۓ اور موضع برائی میں رہنا شروع کر دیا۔ (تجلیات اولیاء صفحہ ۳۳۱ تا ۳۳۰)۔
- ۱۳۔ حضرت بوہبیرہ شاہ بصریؒ فرماتے ہیں کہ جب مجھے خرقہ خلافت عطا ہوا تو حضور اقدس ﷺ کی روح مبارک مع جملہ اکابر کی ارواح کے منکشف تھیں اور مجھے دعا دے رہی

تھیں۔ آپ کے ابرس کی عمر میں عالم، فاضل، حافظ قرآن غرض علوم ظاہر سے علی وجہ الاتم فراغت پا چکے تھے۔ مجاہدہ کے شروع سے عادی تھے۔ روزانہ دو مرتبہ کلام مجید ختم فرمایا کرتے تھے۔ تیس سال کے مجاہدہ کے بعد ناکامی پر بہت روئے تو مغفرت کی بشارت کے ساتھ ساتھ آواز آئی کہ فقیری سکھنے کے لئے خواجہ حذیفہ مرعشی کے پاس جاؤ۔ پس ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ ۳۰ سال مجاہدہ کر چکے تھے۔ پس ایک سال کے اندر ہی خلافت و اجازت حاصل ہو گئی۔ یک سوی پسند تھے۔ اکثر حجرہ ہی میں رہتے تھے۔ شدت سے گریہ وزاری کی عادت تھی۔ دنیا کی لذیذ چیزیں کھانی ترک کر دی تھیں۔ آپ کا جو منظور نظر ہو جاتا تھا، ایک توجہ سے اس پر علوم منکشف ہو جاتے تھے۔ (تجلیات اولیاء۔ صفحہ ۳۰۲)۔

مجھے یہ کتاب جناب محمد ارشد سمیع نے خود عنایت فرمائی جس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں۔ ۱۴۔ متعدد صحابہ اکرام سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور خاتم الانبیاء اس وقت سے ہوں جبکہ میرا بابا (حضرت آدم) آب و گل میں تھا۔ میں اپنے بابا ابراہیم کی دعا، عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ آمنہ کا خواب ہوں۔ جب میں اپنی والدہ کے شکم میں تھا تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک روشنی نکلی جس نے شام کے تمام محلات روشن کر دیئے۔ اسی خواب سے متاثر ہو کر آپ کا نام محمد ﷺ رکھا گیا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۵۶۷) (متدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۱۰۰) (ابن سعد جلد اول صفحہ ۹۶) (سیرۃ ابن ہشام)۔

۱۵۔ ابو جہل نے خواب دیکھا تھا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کا یہ خواب اس کے بیٹے (اس کے ایک جز) حضرت عکرمة کے متعلق پورا ہوا۔ (تعظیر الانعام فی تعبیر المنام صفحہ ۶)۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے خواب میں ابو جہل کے لئے جنت میں ایک خوشہ دیکھا۔ جب عکرمة بن ابو جہل مسلمان ہوئے تو حضور اقدس ﷺ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے۔ (سیرۃ المصطفیٰ جلد ۳ صفحہ ۳۵ از حضرت مولانا محمد ادریس کا ندھلوی)

(المبشرات از قاری محمد ادریس ہوشیار پوری۔ صفحہ ۵۵۔ کتب خانہ مجیدیہ۔ ملتان۔ مجھے یہ شاندار کتاب حبیب الرحمن ہاشمی نے عنایت فرمائی جس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں)۔

۱۶۔ حضرت سیدنا شاہ امیر ابوالعلی قطب دوراں تھے۔ دادا سمرقند سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے۔ والد بزرگوار کا نام امیر الوفاق ہے۔ والدہ حضرت خواجہ محمد فیض المعرف

بے خواجہ فیضی کی دختر نیک اختر تھیں۔ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے احراری ہیں۔ ولادت ۹۹۰ھ میں ہوئی۔ کم سن تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ نانا نے ایک مہم میں جام شہادت نوش کیا۔ ان کے کوئی لڑکانہ تھا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کی لیاقت، قابلیت اور ہنر مندی دیکھ کر آپ کے نانا کے عہدے پر آپ کا تقرر کر کے اکبر بادشاہ سے پروانہ تقرری حاصل کر لیا اور آپ اپنے نانا کی جگہ عہدہ نظمamt پر متین ہو گئے۔ منصب سے ہزاری ذات و سوار سے ممتاز ہوئے۔ ایک شب آپ نے تین بزرگوں کو خواب میں دیکھا جنہوں نے فرمایا اے سید ابوالعلی! یہ کیا وضع اختیار کی ہے؟ اس کو قطع کرو اور ہماری طرح ہو جاؤ، اگر فکرِ معیشت ہے تو کوئی خطرہ یا اندیشہ دل میں نہ لاؤ۔ اس کے بعد ایک بزرگ نے استرہ سے آپ کے سر کے بال تراشے، دوسرے نے آپ کو کفنی پہنائی اور تیسرا نے آپ کے سر پر عمائد رکھا۔ صبح آپ نے جام کو بلا کر سر کے بال ترشوائے، پیر ہن پہنا اور خود کو دنیا سے بیزار پایا۔ کسی کام میں جی نہ لگتا تھا۔ راجہ مان سنگھ نے آپ کا سنتھنی منظورہ کیا۔ وہ آپ کے نانا کے پرانے رفقائیں سے تھا اور آپ کا بے حد خیال رکھتا تھا۔ اس زمانے میں آپ کو ایک لڑائی میں امیر لشکر کی حیثیت سے شامل ہونا پڑا میں پوری کے میدان میں گھسان کارن پڑا اور آپ کو فتح حاصل ہوئی (اسرار ابوالعلی صفحہ ۱۳)۔ کامیاب و کامران برداں پہنچے۔ وہاں خواب میں چار بزرگ دیکھے جن میں تین وہی پہلے والے تھے۔ چوتھے بزرگ حضور اقدس ﷺ تھے جن کا چہرہ انور نہایت نورانی اور آفتاًب و مہتاب سے زیادہ منور تھا۔ جن بزرگ نے آپ کے سر کے بال تراشے تھے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور باقی دو آپ کے صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ اس خواب کے بعد آپ دنیا سے دل برداشتہ ہو گئے۔ ابھی برداں، ہی میں تھے کہ اکبر بادشاہ کا انتقال ہو گیا اور جہاں گیر تخت نشین ہوا۔ آگرہ میں جب بادشاہ جہاں گیر سے آپ کی ملاقات ہوئی تو وہ آپ کے جمال و کمال سے بے حد متأثر ہوا۔ ایک روز اس نے آپ کو جام شراب پیش کیا جسے آپ نے پینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ”میں غصب سلطانی سے نہیں ڈرتا، قهر الہی سے ڈرتا ہوں“ اور دربار سے باہر نکل آئے۔ اسی دن مراقبہ میں حضرت علیؑ بصورت مثالی تشریف لائے اور فرمایا: فرزند اٹھو اور خواجہ معین الدین چشتی کے پاس اجھیر جاؤ، دیرنہ کرو۔ پس آپ تمام مال و متاع راہ الہی میں لٹا چادر اوڑھ اور تھہ بند باندھ کر اجھیر شریف روانہ ہو گئے۔ اجھیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتیؑ نے بصورت مثالی آپ کو سامنے بٹھا کر توجہ دی۔ حسب فرمان خواجہ آپ حضرت امیر عبداللہ سے بیعت ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد

نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت امیر عبد اللہ نے اپنی بیٹی سے آپ کی شادی کر دی۔ ۹ صفر ۱۴۰۷ھ کو رحلت فرمائی۔ آگرہ (یو۔ پی، بھارت) میں آپ کا مزار فیض آثار مرجع خاص و عام ہے۔ بوقت وصال عمر ۱۷ سال تھی۔ آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت امیر فیض اللہ اور حضرت امیر نور العلاز اہد مقی و پرہیز گار اور صاحب مقامات عالیہ تھے (جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند از ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی۔ صفحہ ۲۹۸ تا ۲۹۳ سے مأخوذه)۔

۱۔ شام کے راہبوں (ربوں) نے جب حضرت عبد اللہ بن خواجہ عبد المطلب کی غیر معمولی صفات کے بارے میں سنا تو انہوں نے بڑے زیب سے حضرت عبد اللہ کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے مشورہ کیا۔ اس نے انہیں منع کیا مگر وہ انہیں قتل کرنے پر مصروف ہے۔ وہ حضرت عبد اللہ کو اس لیے قتل کرنا چاہتے تھے کہ ان کی کتابوں کے مطابق حضرت نبی آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آمد کا وقت آگیا ہے۔ اس نئے مذہب کی وجہ سے خود ان کا مذہب خطرہ میں پڑ جائے گا۔ اور ان کی چودھر اہٹ ختم ہو جائے گی۔ وہ اپنی شرارت پر بعذر ہے اور تاجریوں کے بھیس میں مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ تجارتی مال کو اس لئے گراں بتاتے کہ زیادہ سے زیادہ دن وہاں رہنے کا موقعہ مل جائے۔ اس دوران حضرت عبد اللہ نے خواب دیکھا کہ چند جنگلی جانوروں نے ان پر حملہ کر دیا لیکن اللہ نے انہیں ہوا میں معلق کر دیا اور ان جانوروں پر آسمان سے آگ برنسے لگی جس سے وہ جل کر ختم ہو گئے۔ دوسرا دن انہوں نے یہ خواب اپنے والد خواجہ عبد المطلب کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تمہیں مصائب سے بچائے گا مگر یاد رہے تمہاری پیشانی میں جونور جلوہ گر ہے اس کی وجہ سے لوگ تم سے حد کرنے لگے ہیں۔ والد کے ہمراہ حضرت عبد اللہ بھی شکار کے لئے جاتے تھے۔ اس وجہ سے یہوداں پر حملہ کرنے سے گریز کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ تنہاشکار کے لئے نکل گئے۔ یہودی جو آپ کی تاک میں تھے انہوں نے حضرت عبد اللہ کو ایک ٹنگ گھائی میں گھیر لیا۔ لیکن حضرت عبد اللہ نے اپنے تیروں سے ذرا سی دیر میں چار یہودی ہلاک کر دئے۔ ان کی بہادری دیکھ کر یہودی گھبرا گئے اور حضرت عبد اللہ کو دھوکہ دینے کے لئے کہنے لگے کہ ہم تمہارے دشمن نہیں۔ ہم کوشک ہوا کہ یہ ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے۔ ان کی اس بد حواسی پر حضرت عبد اللہ مسکرا دیئے لیکن جب رخصت ہوئے تو یہود نے آپ پر پھراؤ شروع کر دیا جس پر حضرت عبد اللہ نے چشم زدن میں اپنی تلوار سے اک یہودی قتل کر دیا۔ اس پر یہودی پیچھے ہٹ گئے مگر پھراؤ بند نہیں کیا۔ حضرت عبد اللہ نے ایک چٹان کی آڑ لے لی اور یہود سے پنج نکلنے کے لئے سوچ رہے تھے

کہ عین اس وقت وہب بن مناف ادھر آنکے۔ صورت حال کا جائزہ لے کر وہ کعبہ کی طرف بھاگے اور بنوہاشم کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ وہ فوراً تکواریں لے کر جائے واردات کی طرف بھاگے۔ جب قریب پہنچے تو خواجہ عبدالطلب نے بلند آواز سے فرمایا: ”بیٹا یہ ہے تمہارے خواب کی تعبیر۔“ (سید الانبیاء کے والدین گرامی صفحہ ۵۵ تا ۶۵ از علی اصغر چودھری)۔

۱۸۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریٰ نے خواب دیکھا کہ میں ایک الیک جگہ ہوں جہاں بہت سے راستے ہیں۔ اس کے بعد تمام راستے ختم ہو گئے۔ صرف ایک پگڑنڈی رہ گئی جس پر چل کر میں ایک پہاڑ پر پہنچا جس پر آنحضرت ﷺ تھے اور آپؐ کے پہلو کے قریب حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کر رہے تھے کہ آجاؤ تو میں نے انا اللہ و انا الیہ راجعون کہا۔ اللہ کی قسم! امیر المؤمنین کی وفات ہو گئی۔ میرے جی میں آیا اس بات کو حضرت عمرؓ کو لکھوں، پھر سوچا کہ یہ مناسب نہیں کہ میں خود ان کو ان کی مرگ کی خبر دوں۔ (حیات الصحابة جلد ۳ صفحہ ۵۵۷)۔

۱۹۔ ایک شخص نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اس وقت آپؐ کے پاس حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ تھے کہ اچانک ایک شخص آگیا جسے دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ شخص ہمیں برا بھلا کہتا ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اسے ڈانٹا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ان کو تو نہیں میں تو اس (یعنی حضرت معاویہؓ) کو برا کہتا ہوں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ توہلاک ہو گیا، کیا وہ میرا صحابیؓ نہیں؟ آپؐ نے تین بار یہ بات فرمائی۔ پھر ایک نیزہ حضرت معاویہؓ کو دیا اور فرمایا کہ اس کے سینے میں اتار دو۔ انہوں نے اس کو نیزہ مارا۔ صحیح بیدار ہو کر جب میں اس کے گھر کی طرف گیا تو معلوم ہوا کہ رات اس کے سینے میں درد ہوا اور وہ مر گیا۔ اس کا نام راشد کندی تھا (تاریخ ابن کثیر جلد ۸ صفحہ ۹۹۲ تا ۹۹۱)۔

۲۰۔ تفہیمات الہیہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بیسوں واقعات درج ہیں جن میں آپؐ نے علمی اور دینی مسائل میں حضور اقدس ﷺ کی روح پر فتوح سے استفادہ کیا ہے۔ ایک مرتبہ روحانی طور پر آپؐ نے شیعوں کی بابت سوال کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کا مذہب باطل ہے اور اس کے بطلان کی وجہ لفظ ”امام“ سے ظاہر ہے اگر اہل بیت سے مراد نسبی اولاد ہی لی جائے تو میری اولاد میں صرف بارہ کوشامل کرنا اور باقی کو چھوڑ دینا اس کے بطلان کی دلیل ہے۔ جب میں نے غور کیا تو یہ راز مجھ پر کھلا کہ شیعوں کے نزدیک امام معصوم ہوتا ہے اور اس کی اطاعت فرض ہے۔ اس پر باطنی وجہ ہوتی ہے اور یہی اوصاف نبی

کے ہوتے ہیں، اس لیے ان کے اس عقیدے سے انکار ختم نبوت لازم آتا ہے۔ (تمہیمات الہیہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۰) (فیوض المحریین)۔

حضرت رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ نے فرمایا: لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے)۔ تمام فریق اسلامیہ اسی کے قائل ہیں لیکن شیعوں کے چند فرقے جیسے خطابیہ، منصوریہ، معموریہ، اسحاقیہ، سبعیہ بر ملا اس عقیدے کے مخالف ہیں۔ امامیہ بظاہر ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں لیکن در پردہ نبوت ائمہ کے قائل ہیں۔ انہیں انبیاء سے بہتر اور بزرگ تر سمجھتے ہیں۔ امر تحلیل و تحریم یعنی حلال و حرام پھر انے کا خاصہ نبوت بلکہ بالآخر نبوت سے ہے۔ اس کی پر دگی بھی واسطے ائمہ کے ثابت کرتے ہیں اور یوں منکر ختم نبوت کے ہیں۔ (تحفہ اشنا عشریہ (اردو) از حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ ۳۳۔ ناشر = نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی)۔

علامہ آیت اللہ روح اللہ خمینی اپنی کتاب "الحكومة الاسلامية" میں امامت اور ائمہ کے بارے میں وہی خیالات ظاہر کرتے ہیں جو ان کو مقام الوہیت تک پہنچاتے ہیں اور ان کو انبیاء و رسول اور ملائکہ سے افضل ثابت کرتے ہیں اور یہ کہ یہ کائنات تکوینی طور پر ان کے تابع فرمان اور زیر اقتدار ہے۔ (صفحہ ۵۲)۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں لکھا ہے کہ اگر مقلد اپنے امام کے بارے میں یہ تصور کرے کہ اس سے غلطی ممکن ہی نہیں ہے تو پھر اس مقلد کے لیے تقیید حرام ہے، کیونکہ وہ اپنے اس خیال سے ایک ایسے شخص کے بارے میں معصوم ہونے کا فیصلہ کر رہا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معصوم نہیں بنایا۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ امام کو کسی حال میں کسی چیز کو حلال کرنے یا حرام کرنے کی طاقت نہیں۔ وہ صرف اللہ پاک اور اس کے رسول پاک ﷺ کے ترجمان ہیں۔ شریعت بتانے والے ہیں شریعت بنانے والے نہیں۔ یہ ہے مذہب اہل السنۃ۔ اہل تشیع کا عقیدہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ امام کو ترجمان شریعت نہیں بلکہ شریعت سازمانے ہیں اور اسے حلال و حرام کے پورے اختیارات دیتے ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ امام غیب داں اور عالم ماکان دمایکون ہوتا ہے۔ اہل سنت والجماعت نے امامت تو امامت خود نبوت کے متعلق بھی اس عقیدے کو تسلیم نہیں کیا ہے اور انہوں نے عقائد کی کتابوں میں یہ بات کھول کر بتادی ہے کہ غیب داں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ (مذہب اہل سنت والجماعت از مولانا محمد علی الصدیقی صفحہ ۱۶۹ تا ۳۷۱ اسے ماخوذ۔ ناشر = ایم شاہ اللہ خان اینڈ سنز۔ ۲۶ ربیلوے روڈ، لاہور)۔

۲۱۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد فضل علی قریشی مسجد میں تشریف فرماتھے اور حاضرین حلقہ بنائے حاضر خدمت تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے پیٹ میں اس قدر شدید درد ہوا کہ میں گھر کے صحن میں لوٹ پوٹ ہوتا رہا اور مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے جان نکل رہی ہے۔ اچانک رتع خارج ہوئی اور درد ختم ہو گیا۔ پھر حاضرین حلقہ سے پوچھا وہ فقیر جو رتع کا محتاج ہو کیا وہ بڑا بول بول سکتا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا ”نہیں۔“ فرمایا: سنو! مجھے خواب میں سید نار رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”قریشی جیسی متبع سنت لوگوں کی جماعت جو آپ نے تیار کی ہے، من جیسی الجماعت دنیا میں کہیں موجود نہیں۔“ بس جان اللہ! بس جان اللہ! (حیات حبیب) یعنی حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی مجددی قدس سرہ کی سوانح حیات۔ صفحہ ۱۵۶۔ خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ، چکوال۔

حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی نے بارہا فرمایا کہ میں مسکین پور شریف (ضلع مظفر گڑھ) سے اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ سراج الدین کی خانقاہ واقع موسیٰ زئی شریف (ڈیرہ اسماعیل خان) پیدل جایا کرتا تھا۔ مختصر زاد راہ کے ساتھ قریب اڑھائی سو میل کا سفر تھا طے کرتا تھا۔ دوران سفر بھوک ستائی تو بھنے پنے چبائیتا اور گا جریں وغیرہ خرید کر کھالیتا مگر خوشی سے پھولانہ ساتا کہ میں اپنے پیرو مرشد کی زیارت سے مشرف ہوں گا۔

میرے پیرو بھائی تو سارا دن پیرو مرشد کی مجلس میں بیٹھ کر علوم و معارف سیکھتے اور میں تمام دن اپنے شیخ کے جانور چراتا، جانور خود بھی چرتے اور میں بھی گھاس کاٹ کر ان کے منہ میں ڈالتا کہ خوب سیر ہو جائیں، رات اپنے پیرو بھائیوں کے درمیان لیٹ جاتا، جب دیکھتا کہ سب سو گئے ہیں تو اٹھ کر باہر چلا جاتا اور پوری رات اللہ اللہ کر کے گزار دیتا۔ کبھی کبھار پیرو مرشد کی مجلس میں بیٹھنے کا موقع ملتا تو یہ سوچ کر کہ اس در کا گھٹا ہوں جو توں کے قریب بیٹھتا۔ میرے شیخ بڑے صاحب فراست اور صاحب نظر تھے۔ وہ حاضرین مجلس سے فرماتے: ”کہ تم سب کو غافل پاتا ہوں اور اس قریشی پچ کو ذاکر پاتا ہوں“ (حیات حبیب) از جناب ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی صفحہ ۱۵۰ تا ۱۳۹۔

حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی کے خلیفہ تھے حضرت خواجہ محمد عبد المالک صدیقی (خانیوال) اور حضرت صدیقی کے خلیفہ مجاز تھے حضرت مولانا غلام حبیب۔ چکوال۔ اب آپ کے صاحزادے حضرت مولانا عبدالرحیم نقشبندی مجددی آپ کے سجادہ نشین ہیں اور چکوال میں خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ بقعہ نوری ہوئی ہے۔ بس جان اللہ)

۲۲۔ حضرت خواجہ عبد الوہاب چل سرست (۱۴۵۲ھ مطابق ۱۸۳۹ء تا ۱۸۲۱ھ بمطابق

لے ۱۸۲۱ء) کا شجرہ نسب حضرت فاروق اعظم سے جاتا ہے۔ آپ کے آبا و اجداد پہلی صدی ہجری میں محمد بن قاسم کے ساتھ سندھ میں آئے تھے۔ محمود غزنوی کے عہد تک سیستان یا سہون کے حکمران رہے۔ حضرت چل سرست نے فارسی، پنجابی اور سندھی تینوں زبانوں میں اپنے دادا حضرت خواجہ محمد حافظ فاروقی عرف میاں صاحب ڈنہ کا بڑے اہتمام سے ذکر کیا ہے جو کامل ولی اور بلند پایہ شاعر تھے ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۹۲ھ میں وفات پائی۔ سندھ کے مشہور بزرگ شاعر شاہ لطیف بھٹائی (۱۱۰۲ھ مطابق ۱۶۸۹ء تا ۱۱۶۵ھ بمقابلہ ۱۷۵۲ء) کے ہم عصر تھے۔ اور نگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد سندھ پر سے مغلوں کی حکمرانی کا طویل دور ختم ہوا جو حضرت خواجہ محمد حافظ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بعدہ سندھ پر کلہوڑوں کے سورج کا طlosure اور غروب بھی دیکھا۔ آپ کلہوڑوں کے عہد میں متاز عہدے پر فائز تھے۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے ماتحت افراد کے ہمراہ گھوڑوں پر سوار کی دوڑے پر جا رہے تھے کہ راہ میں ایک مجدوب عورت بی بی بصری نے آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر روک لیا اور کہا کہ آپ کو تو بارگاہ ایزدی سے حقیقی بادشاہت عطا ہوئی ہے، آپ کہاں دنیا کے دھندوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں؟ یہ سن کر آپ کے اندر انقلاب آگیا۔ اسی دم گھوڑ سوار ساتھیوں، تذکر و احتشام اور جاہ و مراتب کو خیر باد کہہ کر جنگل کی راہ لی اور ایک غار میں مسلسل چالیس چلتے کائے یعنی کم و بیش وہاں ساڑھے چار سال بسر کیے کہ اسی اثناء میں پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی اولاد میں سے ایک بزرگ حضرت خواجہ عبید اللہ جیلانی تشریف لائے اور غار کے منہ پر کھڑے ہو کر آواز دی: "اب خربوزہ پک چکا ہے، باہر تشریف لا میں تاکہ خلق خدا آپ سے مستفیض ہو۔" یہ سن کر حضرت خواجہ محمد حافظ باہر آگئے۔ رخصت ہونے سے پہلے حضرت خواجہ عبید اللہ جیلانی نے آپ کو خاص طور پر یہ تین نصیحتیں کیں:- (۱) آپ کے یہاں دو بیٹے پیدا ہوں گے، چھوٹے بیٹے کو گدی پر د کرنا کیونکہ اس کی پشت قائم رہے گی، بڑے بیٹے سے ایک سرست پیدا ہوں گے جو لاولد ہوں گے۔ (۲) آپ کے خاندان کا ہر فرد اپنے سجادہ نشین کو اپنا مرشد بنائے گا اور کوئی کسی دوسری درگاہ کا مرید نہیں ہوگا (۳) آپ اور آپ کی وفات کے بعد جو بھی سجادہ نشین ہوگا وہ اپنی درگاہ کی حدود سے باہر نہیں جا سکتا۔

آخری ارشاد سن کر حضرت خواجہ محمد حافظ رنجیدہ ہوئے اور عرض کیا کہ اگر مجھے حضرت سرور کائنات ﷺ کے روضہ، مبارک کی زیارت کا شوق ہو تو کیا کروں گا؟ یہ سن کر حضرت عبید اللہ نے فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں، آپ کی درگاہ پر حضرت رسول اللہ ﷺ کی

پکھری لگا کرے گی جس میں دوسرے اولیاء اکرام بھی شامل ہوا کریں گے، آپ کو حضور ﷺ کی خاطر کہیں جانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اسی بات کو حضرت سچل سرمستؒ کے خلیفہ اور سندھی شاعر نائک یوسف فقیر نے ایک سندھی قطعہ میں کہا ہے جس کا مطلب یہ ہے ”یہ حکم بارگاہ ایزدی سے جاری ہوا اور شاہ قطب جیلانیؒ نے فرمایا کہ دراز اشرف میں روزانہ حضرت بنی اکرام ﷺ کی پکھری لگا کرے گی۔“

(سچل سرمستؒ صفحہ ۷ تا ۱۰ سے مأخوذ۔ لوک ورثہ اشاعت گھر، اسلام آباد۔ اس کتاب میں جناب شفقت تنویر مرزانے سچل سرمستؒ کا سندھی، پنجابی، فارسی اور اردو کلام پیش کیا ہے)۔ حضرت خواجہ محمد حافظؒ کے بڑے صاحبزادے خواجہ صلاح الدین کے گھر درازا میں سچل سرمستؒ پیدا ہوئے۔ چونکہ بچپن میں بہت کم بولتے تھے اور جو کچھ کہتے تھے ہو جاتا اس لئے بچپن سے آپ کا نام سچو یا سچل پڑا گیا تھا۔

۲۳۔ اردو ڈا جسٹ لاہور کے ”عظیم مائیں نمبر“ فروری ۱۹۹۳ء میں صغیرہ بانو شیریں اپنی عظیم والدہ ”نصیر بانو سبز واری“ کی بابت تحریر فرماتی ہیں کہ میری امی کو روحانیت سے شغف تھا۔ پانچ سال کی عمر سے نماز کی پابند تھیں۔ ان کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی پہلی زیارت نوبرس کی عمر میں ہوئی تھی۔ انہیں کچھ وظائف ملے جن پر ادائیل عمر سے آخر وقت تک عمل رہا۔ مکہ مکرمہ میں رباط بھوپال کے مہتمم ان کے ماموں حاجی محمد احسن تھے۔ امی ۱۹۵۱ء میں دوبارہ حج پر گئیں۔ حج سے ایک دن پہلے فرد افراد اسپ کو خط لکھے۔ ابا جی کو لکھا کہ آپ دوسری شادی کر لیں کیونکہ آپ بچے نہ سنجدال سکیں گے اور بچوں کو صبر کی تلقین کی۔ پھر اونچی آواز سے یہیں شریف پڑھنی شروع کر دی۔ یہیں شریف کے بعد بلند آواز سے کلمہ پڑھنے لگیں۔ ممکنی جان نے ساتووہ مسکراتی ہوئی آئیں اور کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے اور ان کے سامنے کعبہ شریف کو دیکھتے کلمہ پڑھتے پڑھتے دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ مکہ مکرمہ کے عظیم قبرستان جنت المعلی میں اب دفن ہیں۔ اللہ پاک نے الحمد للہ ان کی یہ خواہش پوری کر دی۔ امی کی وفات کے بعد میں نے ان کی شدت سے کمی محسوس کی۔ ان دونوں میں مال بننے والی تھی۔ امی روزرات میں آتیں اور تمام کام سمجھا جاتیں۔ ایک بکس میں کپڑوں کے بہت سے نکڑے جمع کر گئی تھیں۔ فراکوں کے ڈیزاں، چھوٹی رضاۓ یوں اور گدوں تک کے کپڑے بتاتیں کہ ان سے بناؤ۔ ساتواں ماہ شروع ہونے والا تھا کہ میرے یہاں نہایت ہی نحیف بیٹا ہوا۔ ڈاکٹر نے اوپر نیچے روئی بچھا کر بچے کو اس پر لٹا دیا۔ ڈر اپر سے وہ دو چار قطرے دو دھنپے کے منہ میں ڈالتے۔ تیرے دن اسے یرقان ہو گیا۔ ساتویں دن اس کی حالت

بہت ابتر ہو گئی۔ رات کا وقت تھا اور میں اسے گود میں لئے بیٹھی تھی کہ جھپکی آگئی۔ میں نے دیکھا کہ سفید ساز ہمی میں ملبوس امی آئی ہیں۔ انہوں نے میری گود سے بچے کو لیا اور ساز ہمی کے آنچل میں پیٹ کر چل دیں۔ میں پچھے پچھے ہوں، گیٹ کھولا، گلی عبور کی اور ایک بڑے میدان میں آگئیں۔ وہاں حلقہ بنائے سر جھکائے بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔ سامنے سفید کپڑوں میں ملبوس ایک انتہائی پاکیزہ ہستی تھی۔ میرے کانوں میں آواز آئی: ”سامنے سرور کائنات ﷺ تشریف فرمائیں۔“ میری امی نے ادب سے سلام کیا اور حضور انور ﷺ نے اپنے دست مبارک بڑھادیئے۔ امی نے بچہ آپ کی گود میں دے دیا۔ آپ نے کچھ دیرا سے ہاتھوں میں سنجالے رکھا اور پھر امی کو دے دیا۔ امی سلام کر کے واپس آگئیں۔ میری آنکھ کھلی تو بچے کی حالت بہتر پائی۔ اسے جھولے میں لٹا کر اطمینان سے سو گئی۔ صحیح ڈاکٹر آیا تو بچے کی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میں نے کہا اب اسے کچھ نہیں ہوتا اور رات کا خواب سنایا۔ ڈاکٹر بھی امی کا معتقد تھا۔ بہت خوش ہوا۔ بعد میں اس نے بتایا کہ مجھے اتنی بھی امید نہیں رہی تھی کہ یہ بچہ چند گھنٹے بھی زندہ رہے گا۔

میری دوسری امی ”احمد جہاں“ انتہائی نیک، دیندار، پاک بازا اور مفسار خاتون تھیں۔ انہوں نے تمام بچوں کو نہایت شفقت و محبت سے پالا۔ ایسی نیک خواتین شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہیں۔ میں جب بھی قرآن مجید پڑھتی ہوں، اپنی امی کے ساتھ ان کا نام بھی لیتی ہوں۔ جب بھی عمرے پر گئی تو ان کی طرف سے عمرہ پہلے کیا۔ حدیہ کہ میرے بچے بھی انہی کو ای کہتے اور انہی سے فرمائش کرتے ہیں۔ وہ بھی ان کی ہر خواہش پوری کرتی ہیں۔ افسوس کہ ان کا بھی سایہ اب ہم پر نہیں رہا مگر ان کی یاد ہمارے دلوں میں تازیت باقی رہے گی۔ (صفحہ ۲۱۹ تا ۲۲۲ سے مأخوذه)۔

۲۳۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری (اعظم گڑھ کی تحصیل پھولپور، یو۔ پی، بھارت) نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی بارہ مرتبہ زیارت کی ہے۔ ایک مرتبہ زیارت میں مجھ کو آپ کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی نظر آئے اور میں نے خواب ہی میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا عبدالغنی نے آج آپ کو خوب دیکھ لیا؟ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں! آج تو نے مجھے خوب دیکھ لیا۔ (مواعظ حسنہ نمبر ۲۲ صفحہ ۱۱۔ ”راہ مغفرت“ از عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲ کراچی ۷۳)۔

قریب خلفاء تھے۔ وہ سب جید عالم تھے۔ ان ہی میں ایک حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری تھے، جن کی چال تک سے فائیت ظاہر ہوتی تھی۔ جونپور (یو۔ پی۔ بھارت) میں حضرت مولانا اصغر میاں کے ساتھ پڑھاتے تھے۔ صدر مدرس حضرت مولانا انور شاہ کشمیری جب ڈھانیل (گجرات۔ کاٹھیاواڑ۔ بھارت) چلے گئے تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے درالعلوم دیوبند میں حضرت پھول پوری کو صدر مدرس بنانے کی تجویز پیش کی تھی۔ اعظم گڑھ میں قصبه کے باہر جنگل میں آپ نے ایک مکان بنایا تھا۔ تہجد کے وقت تاروں کی روشنی میں آپ وہاں تلاوت قرآن مجید اور آہ وزاری کرتے تھے۔ گریباں چاک، عجائب عاشقانہ انداز ہوتا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۰ سال تھی۔ حضرت تھانوی نے حضرت پھول پوری کے لئے فرمایا تھا کہ آپ حامل علوم شریعت اور حامل علوم طریقت ہیں۔ حضرت پھول پوری نے حضرت تھانوی کے لیے فرمایا:

ہمیں نقش قدم اشرف علی ملحوظ رکھنا ہے وہ جو فرمائے ہیں بس اسے محفوظ رکھنا ہے
حضرت مولانا پھولپوری اس بات کو کہہ کر رونے لگتے تھے کہ اگر روز قیامت اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ عبدالغنی ہم نے تجھے حکیم الامم مجدد ملت تھانوی جیسا پیر دیا تھا، تو نے اس کا کیا شکر ادا کیا؟ تو یہی کہوں گا کہ اے اللہ! اس نعمت کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہو سکا اور حضرت یہ کہہ کر رونے لگتے تھے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مولانا اسعد اللہ محدث مظاہر العلوم سہارپور (یو۔ پی، بھارت) نے فرمایا:

یہ نگاہ حضرت تھانوی کا اثر ہے اسعد بے نوا نظر آرہی ہیں حقیقتیں تجھے اس جہانِ مجاز میں
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اجل حضرت خواجہ عزیزاً الحسن مجدد
اپنے مرشد کے لئے فرماتے ہیں:

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فروں کر دیا پہلے جاں پھر جاں جاں پھر جاں جاناں کر دیا
ابوالاسرار حضرت رمزی اٹاوی نے حضرت تھانوی کے لیے فرمایا:

ع صحابی گو نہیں لیکن نمونہ تھا صحابی کا

بزرگوں کا فرمان ہے: ”ضیح کی ہوا لا کھ روپیہ کی دوا۔“ حضرت تھانوی نماز فجر کے بعد جنگل میں شہلنے نکل جاتے تھے اور اس حالت میں روزانہ قرآن پاک کے پانچ پارے پڑھتے تھے۔ آپ حافظ اور قاری بھی تھے۔ فرماتے تھے کہ جو کچھ ملنا ہوتا ہے اسی جنگل میں اُن علوم کا القاء ہو جاتا ہے کیونکہ جنگل میں گناہ نہیں ہوتے، وہاں کی پاک اور صاف ستری فضا میں

سب کچھ مل جاتا ہے۔

امداد الفتاویٰ میں حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ جو کوئی نماز عشاء کے بعد چند رکعت نماز نفل بہ نیت تہجد پڑھ لیا کرے تو وہ بھی روز قیامت تہجد گزاروں میں اٹھایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اہل اللہ کی صحبت کا ایک ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ ان سے تعلق رکھنے والا گناہ پر قائم نہیں رہتا۔ توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ جو صاحب نسبت ہو جاتا ہے اس کے قلب میں ہر مومن کا اکرام پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے کو سب سے حریر سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کی خیر چاہتا ہے۔ اپنے نفس کو مٹانا یہی سلوک کا حاصل ہے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ کا علم معمولی نہ تھا۔ آپ حضرت تھانویؒ کے خلیفہ تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت تھانویؒ سے دریافت فرمایا کہ حضرت تصوف کس چیز کا نام ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ آپ جیسے فاضل کو مجھے جیسا طالب علم کیا بتا سکتا ہے، البتہ جو اپنے بزرگوں سے سنائی سبق کو دہرائے دیتا ہوں۔ تو یہ تھی شان فناست و تواضع۔ اتنا بڑا مجدد، آفتاب علم اور اکابر علماء کا شیخ اپنے کو طالب علم کہہ رہا ہے۔

حضرت شمس الدین تبریزیؒ کی چند روز کی صحبت کے بعد حضرت مولانا رومؓ پر حق تعالیٰ نے علوم کے دریا کھول دیئے اور صاحب نسبت ہونے کے بعد آپ کی زبان سے ساڑھے اٹھائیں ہزار اشعار نکلوادیئے۔ کسی کو اپنا شیخ بنانا یعنی اس سے بیعت ہونا فرض نہیں۔ صرف اصلاحی تعلق کافی ہے۔ کسی ایسے صاحب نسبت سے جس سے آپ کی مناسبت ہو کیونکہ اگر طبیعتوں میں مناسبت نہ ہوگی تو فائدہ نہ ہو گا۔ اصلاح نفس البتہ فرض ہے جس کے لیے زندگی میں ایک مرتبہ چالیس روز مسلسل اپنے مصلح کے پاس رہنے کی بزرگوں نے ہدایت فرمائی ہے۔

جو عالم کسی اللہ والے سے اپنے نفس کا تذکیرہ کرائے صاحب نسبت ہو جاتا ہے اس کی صحبت سے ہزار ہمارہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔ جو علماء کسی اللہ والے کی چند دن جو تیار سیدھی کر لیتے ہیں تو کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ”شیخ العرب و الجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر علیؒ“ قریب آٹھ سو علماء کے شیخ تھے، جن میں حضرت مولانا قاسم نانو تویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بھی شامل تھے، حاجی صاحبؒ خود اتنے بڑے عالم نہ تھے مگر حاجی صاحبؒ کے فیضان صحبت سے پہلے ہمارے علوم بے جان تھے، جب حاجی صاحبؒ کا ہم نے ہاتھ پکڑا اور ذکر اللہ شروع کیا تو دل کے دروازے کھل گئے، اللہ کا نور قلب میں داخل ہو گیا، قلب محسوس کرنے لگا کہ ہمارے دل میں اللہ ہے، ایمان اعتقادی

سے بڑھ کر ایمان حالی عطا ہوا، قوم میں پہلے ہماری ایسی عزت نہ تھی جیسی بعد میں حضرت حاجی صاحبؒ کی نسبت اور غلامی کے صدقہ میں عطا ہوئی اور قوم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں چکا دیا۔ حضرت تھانویؒ کا تخلص ”آہ“ تھا آپ نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرؒ لیعنی اپنے پیر و مرشد کی شان میں فرمایا:

سے حقیقت کیا تمہاری تھی میاں آہ
یہ سب امداد کا لطف و کرم ہے

(حضرت تھانویؒ کے مواعظ حسنے بار بار شائع ہونے چاہئیں۔ حکیم محمد اختر صاحب کے مواعظ حسنے بھی آج کے دور میں بہت بڑی نعمت ہیں جن سے ہر مسلمان کو استفادہ کرنا چاہیے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشنِ اقبال، کراچی سے یہ مفت ملتے ہیں)۔

۲۵۔ بریلی شریف اور پکھو چھا شریف (یو۔ پی، بھارت) ایک جان دو قلب ہیں۔ علماء میں اعلیٰ حضرت کا نام جب بھی لیا جائے تو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ ہی کی ذات قدسی صفات سے نسبت ہوتی ہے لیکن صوفیاء میں اعلیٰ حضرت کا لقب شاہ سید حضرت محمد علی حسین اشرفی میاںؒ سجادہ نشین سر کار کلاں پکھو چھا شریف کو دیا گیا تھا۔ آپ کے خلف اکبر حضرت بحر العلوم عقلیہ و نقلیہ جامع الکلام مولانا شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانیؒ نے اپنے علم کی تکمیل پر حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ ان کے سر پر دستار فضیلت رکھ رہے ہیں۔ آنکھ کھلی تو اپنے مقدر پر نازل اپنے والد اعلیٰ حضرت اشرفی میاںؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواب بیان فرمایا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاںؒ نے ان کے مستند ہونے کی خبر سنائی اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے فضیلت پانے پر مبارکباد دی۔ اس کی برکت سے مولانا احمد اشرفؒ بحر العلوم ہو گئے۔ ایسے خطیب تھے کہ اس دور میں کوئی خطیب آپ کے پائے کانہ تھا بلکہ عمر زیادہ نہ پائی۔ (حضرت شاہ سید محمد حسین اشرفی میاںؒ پر مضمون از ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف۔ روز نامہ جنگ، کراچی۔ جمعہ ایڈیشن، مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۹۴ء۔)

۲۶۔ حضور نبی آخر الزماں ﷺ کے ظہور کے بارے میں بخت نصر کا خواب اور حضرت دانیال علیہ السلام کی تعبیر ملاحظہ ہو:

شاہ بابل بخت نصر نے ایک پریشان کن خواب دیکھا اور بھول گیا۔ بادشاہ نے یہ ماجرا حضرت دانیال علیہ السلام سے ذکر کیا۔ آپ نے وحی کے ذریعہ وہ خواب اور اس کی تعبیر بتائی جو اس طرح تھی:- بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک صورت اس کے سامنے کھڑی ہے جو نہایت خوبصورت اور پرہیبت ہے، اس کا سرسونے کا ہے، سینہ اور بازو چاندی کے ہیں، شکم

اور رانیں تابنے کی ہیں، پنڈلیاں لو ہے کی ہیں اور پاؤں لو ہے اور مٹی سے مل کر بنے ہیں۔ بادشاہ اس عجیب و غریب مورتی کو دیکھ رہا ہے کہ یکایک خود بخود ایک پتھر ظاہر ہوا جو اس مورتی کے پاؤں پر گرا اور اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور مورتی جو لو ہے، مٹی، تابنے، چاندی اور سونے کی بنی ہوئی تھی، بھوسے کے مثل تنکاتنکا ہو گئی، ہوا اسے اڑا کر لے گئی اور اس کا کچھ پتہ نہ ملا۔ وہ پتھر جس نے مورت کو مارا تھا ایک بڑا پھاڑ بن گیا اور تمام زمین کو بھر دیا۔

حضرت دانیال علیہ السلام نے حسب وحی خداوندی مذکورہ بالاخواب بیان کر کے اس کی یہ تعبیر بتائی:- اس خواب میں یکے بعد دیگرے پانچ سلطنتوں کی طرف اشارہ ہے۔ سونے کے سر سے بادشاہ بابل مراد ہے اور تیری سلطنت سونے کی مانند ہے۔ تیرے بعد جو سلطنت آئے گی چاندی کے مانند ہو گی اور تیری سلطنت سے کم تر ہو گی۔ اس کے بعد تیری سلطنت آئے گی۔ جو تابنے کی مانند ہو گی۔ پھر چو تھی سلطنت آئے گی جو لو ہے کی طرح مضبوط ہو گی۔ پھر پانچویں سلطنت ہو گی جس کے پاؤں کچھ لو ہے اور کچھ مٹی کے ہونگے یعنی یہ سلطنت قوت اور ضعف کا مجموعہ ہو گی۔ کبھی اس میں قوت اور کبھی ضعف ہو گا۔ اس کے دور میں یکایک غیب سے ایک پتھر نمودار ہو گا جو اس کے پاؤں پر گر کر اسے نکڑے کر کے مثل بھوسے کے بنادے گا، ہوا اس کو اڑا کر لے جائے گی یہاں تک کہ اس کا نام و نشان نہ رہے گا اور رفتہ رفتہ وہ پتھر پھاڑ بن کر پوری زمین کو بھر دے گا۔ جانا چاہیے کہ اس تعبیر میں آنحضرت ﷺ کی بعثت، نبوت و رسالت اور آپ ﷺ کی آسمانی بادشاہت کو ایک پتھر سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ پتھر بہت جلد ایک پھاڑ کی صورت اختیار کر لے گا یعنی ابتداء میں وہ ایک چھوٹی سی سلطنت ہو گی جو بعد میں پوری دنیا پر چھا جائے گی۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ عہد فاروقی میں قیصر و کسری کی شان و شوکت کا خاتمه ہو گیا۔ آسمانی بادشاہت کا پتھر زمین پر ایسا گرا کہ دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں کو پیس کر رکھ دیا اور جو شریعت آنحضرت ﷺ پر آسمان سے نازل ہوئی وہ قیامت تک باقی رہے گی اور پوری دنیا پر پرچم اسلام لہرائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ سیرۃ المصطفیٰ جلد ۳۔ صفحہ ۵۱۹ تا ۵۲۰۔)

۲۔ ابن اسحاق ”لکھتے ہیں کہ ربیعہ بن نصر یمن کے ملوک تابعہ میں کمزور ترین بادشاہ گذرائے۔ ایک دن خواب میں اس نے اپنے گردہ لے کی شکل کے ایک حلقة کو کھنچا ہوا دیکھا جسے دیکھ کر وہ سخت پریشان ہو گیا۔ اس کا قاعدہ تھا کہ اپنے نجومیوں، کاہنوں اور مستقبل بینوں کو جمعہ کے علاوہ کسی اور دن نہیں بلایا کرتا تھا لیکن اس روز صحیح ہوتے ہی اس نے انہیں بلا بھیجا اور ان کو خواب سنا کر تعبیر پوچھی اور اپنی ذات پر اس کے اثرات کے بارے میں بھی دریافت کیا۔

سب نے ایک ہی جواب دیا کہ کچھ عرصے میں اس کے ملک پر جشہ کا بادشاہ حملہ کرے گا، یعنی پر قبضہ کر لے گا اور جتنے عرصے تک وہ یہاں قابض رہے گا اسی کے دوران عدن یا ارم کے کسی علاقے سے کوئی دوسرا شخص شاہ جشہ کو یعنی سے بھگا دے گا، لیکن وہ بھی یہاں کم و بیش ستر سال تک ہی حکومت کرے گا، جس کے بعد نبی غالب یہاں آجائیں گے اور ان کا زمانہ یعنی کے لیے بڑی آسودگی کا زمانہ ہو گا کیونکہ ان میں اس وقت جو نبی ہو گا وہ سب نبیوں سے زیادہ رحم دل ہو گا، وہ اللہ تعالیٰ کا آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو گا جس کے زمانے میں قریب قریب پوری دنیا سکھ اور اطمینان کا سائز لے گی۔ ان کی بتائی ہوئی ایک ایک بات درست نکلی (تاریخ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)۔

۲۸۔ حضرت سعد بن ابی و قاص نے جب کسری سے اس کا دار الحکومت اور خزانہ چھین لیا تو وہ وہاں سے حلوان منتقل ہو گیا۔ جب مسلمانوں نے حلوان پر قبضہ کر لیا تو وہ رے چلا گیا، اس کے بعد مسلمانوں کا حلوان اور رے پر قبضہ ہوا تو وہ اصفہان چلا گیا، جب مسلمانوں نے اسے بھی فتح کر لیا تو کرمان چلا گیا اور جب مسلمانوں نے کرمان بھی فتح کر لیا تو خراسان جا کر فروکش ہو گیا۔ وہ آتش پرست تھا اور ہر شہر میں آتش کدہ اس کے ساتھ جاتا تھا۔ وہ ان شہروں کی طرف رات کو اونٹ پر سوار ہو کر سفر کرتا تھا۔ ایک رات دوران سفر اونٹ پر ہودج میں سورہاتھا کے سامنے پانی آگیا۔ اس ڈر سے کہ پانی میں گھنے کی وجہ سے کہیں گھبرانہ جائے لوگوں نے اسے پہلے سے بیدار کر دیا، جس پر وہ سخت ناراض ہوا اور انہیں گالیاں دینے لگا اور کہا: تم نے مجھے ان ممالک میں ان لوگوں کی بقا کی مدت معلوم کرنے سے محروم کر دیا ہے۔ میں نے اپنے اس خواب میں دیکھا کہ میں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے پاس موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے فرمایا کہ تمہاری حکومت سو سال ہو گی۔ انہوں نے کہہ میری حکومت میں اضافہ کیجئے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک سو بیس سال۔ انہوں نے کہا: میری حکومت میں اور اضافہ کیجئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کے لیے بھی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ تم لوگوں نے مجھے جگا دیا، اگر تم ایمانہ کرتے تو میں اس قوم کی مدت معلوم کر لیتا۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۷، صفحہ ۲۵۸ تا ۲۵)۔

۲۹۔ سیدی عبدالجلیل مغربیؒ نے حضور نبی پاک ﷺ کو خواب میں اپنے مکان کے ایک کمرے میں دیکھا کہ میرا مکان آپؐ کے نورانی چہرے کی چمک سے جگگارا ہا ہے۔ دست بستہ تین مرتبہ میں نے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہا اور عرض کیا کہ میں آپؐ کے پڑوس میں آپؐ کی شفاعت کی آس لگائے بیٹھا ہوں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور

مکراتے ہوئے مجھے بوسہ دیا اور فرمایا: ہاں بخدا! ہاں بخدا! اس اثنامیں دیکھتا ہوں کہ میرا ایک پڑوی جو مرچکا ہے مجھ سے کہتا ہے کہ تم سرکار (علیہ السلام) کے مداح خواں اور خدمت گار ہو۔ میں نے اس سے کہا: تجھے کیسے معلوم ہوا؟ اس پر وہ بولا: بخدا! تیرے اس وصف کا آسمان پر ذکر ہوا ہے۔ حضور نبی اکرم (علیہ السلام) اس وقت خاموش مسکرار ہے تھے۔ میں بیدار ہوا تو بہت خوش تھا۔ (تنبیہ الانام فی علوم مقام نینا علیہ الصلوٰۃ والسلام از سیدی عبدالجلیل مغربی)۔

۳۰۔ سیدی مسعود در اوی فاس کے صلحائیں سے تھے اور بحالت بیداری حضور انور (علیہ السلام) کی زیارت با برکت سے مشرف ہوا کرتے تھے۔ جب بھی آپ گھر سے باہر تشریف لاتے، ہر شخص آپ کی خدمت کرنا چاہتا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ آپ کوئی خاص عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہر کوئی آپ کی خدمت کے لیے بے قرار ہو جاتا ہے۔ جب آپ سے اس کی وجہ معلوم کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: بیٹھ جاؤ! ہم سب حضور اقدس (علیہ السلام) پر درود و سلام صحیح ہیں۔ نماز عصر تک درود و سلام کی یہ پاک محفل برپا رہتی۔ پھر آپ لوگوں کو معاوضہ دے کر رخصت فرمادیتے۔ اصل میں اس بے لوث عمل کی برکت تھی جس کے صدقے میں آپ کو زیارت نبی (علیہ السلام) بحالت بیداری کی انمول نعمت حاصل ہوئی تھی۔ (کنوza السرار)۔

۳۱۔ سید محمود کردیؒ نے حضور انور (علیہ السلام) کے روضہ اطہر علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کھڑے ہو کر سلام عرض کیا تو سلام کا باقاعدہ جواب انہوں نے سا حالانکہ اس وقت وہاں کوئی اور نہ تھا۔ ایسا ہی واقعہ حضرت حمزہؓ کے مزار مبارک کے پاس پیش آیا۔ سید الشہداء حضرت حمزہؓ نے سید محمود کردیؒ کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے کا نام ان کے نام پر رکھو۔ پس سید محمود کردیؒ نے اپنے بیٹے کا نام حمزہ رکھا (الباقیات الصالحت از سید محمود کردیؒ)۔

۳۲۔ عارف باللہ سیدی علی بن علوی بن عبد اللہ بن احمد بن عیسیٰ علوی المشہور "قسم توز" متوفی ۵۵۲ھ بے حالت بیداری حضور اقدس (علیہ السلام) کی زیارت، با برکت کیا کرتے تھے اور مشکل مسائل بھی دریافت فرماتے تھے تو حضور انور (علیہ السلام) کو توضیح و تشریع کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے۔ (المشروع الروی فی السادات بنی علوی از سید شبلی)۔

۳۳۔ امام بخاری اور امام احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) کے ہم عصر جلیل القدر محدث بقی بن مخلدؓ گذرے ہیں، جنہوں نے اپنی کتاب میں تیس ہزار احادیث جمع کی ہیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس (علیہ السلام) نے ان کو دودھ کا پیالہ دیا جسے انہوں نے پی لیا۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو اس کی تصدیق کرنے کے لیے منہ میں انگلی ڈال کر قے کر دی تو قے میں دودھ نکل آیا، پس انہیں یقین ہو گیا کہ وہ دودھ دینے والے واقعی حضور انور (علیہ السلام) ہی تھے۔

مذکورہ بالا خواب حضرت مجی الدین ابن عربی نے نقل فرمایا ہے، جس کی توثیق حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیری نے بھی فرمائی ہے (فیض الباری جلد اول صفحہ ۱۷۹)۔ شاید اسی تذبذب کی وجہ سے مذکورہ بالا محدث کو وہ مقبولیت حاصل نہ ہوئی جو دوسرے محدثین کرام کو حاصل ہے۔

۳۲۔ ابو علی القطان نے خواب میں دیکھا کہ میں الکرخ کی جامع الشرقيہ میں داخل ہوا۔ مسجد میں حضور انور ﷺ دوایے آدمیوں کے ہمراہ جلوہ افروز تھے جنہیں میں نہیں جانتا تھا۔ میں نے حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں شب و روز اتنی اتنی مرتبہ آپ پر درود و سلام بھیجتا ہوں اور آج مجھے سلام کے جواب سے محروم کر دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجتے ہو اور میرے صحابہ پر تبر اکرتے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے دست مبارک پر توبہ کرتا ہوں، آئندہ بھی ایسا نہ کروں گا۔ اس پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ“ (شفاء الاسقام)۔

۳۵۔ ابو سعید شعبان بن محمد القرشی فرماتے ہیں کہ سفر یمن سے پہلے ﷺ میں اپنی کتاب ”اسیرۃ الشریفۃ“ کی ترتیب و تالیف کے سلسلہ میں جب مکہ مکرمہ پہنچا تو اس قدر سخت بیمار ہو گیا کہ بچنے کی امید نہ رہی تو میں اپنے آقا و مولیٰ سید المرسلین ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں ایک نعمتیہ قصیدہ لکھا اور اس کے دیلے سے اللہ تعالیٰ سے مدد اور اس بیماری سے شفاء طلب کی۔ صح سویرے شہاب الدین احمد بن محمد بن علی جوابن عنبر مکی کے نام سے مشہور تھے میرے پاس آئے اور اپنا یہ خواب بیان کیا۔ ”میں اپنے ملک ”دارلنباۃ“ میں سورہاتھا۔ سحری کے وقت میں نے خواب دیکھا کہ حرم شریف میں باب العمرہ کے پاس کھڑا خانہ کعبہ کی زیارت کر رہا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور نبی اقدس ﷺ ایک پردے سے برآمد ہوئے، آپ لوگوں کے جھرمٹ میں چل رہے ہیں، چلتے چلتے آپ ضیا حموی کی بیٹھک پر پہنچ گئے جو کہ رباط حوری گیٹ پر واقع ہے۔ وہاں تم بزرگ کے سجادے پر بیٹھے کن یمانی کی طرف رخ کیے بیت اللہ شریف کا مشاہدہ کر رہے تھے، جب حضور ﷺ تمہارے سامنے سے گذرے تو آپ نے تمہاری طرف دیکھا اور اپنی انگشت شہادت سے تمہاری طرف اشارہ کر کے فرمایا: ”وَعَلَيْکُمُ السَّلَامُ شعبان“ دوبار ایسا ہی ہوا۔ میں وہ دلنواز آواز کانوں سے سن رہا تھا اور آپ کا نور انی چہرہ مبارک آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے خواب دیکھنے والے سے جو نہایت دیانتدار، سچا اور امین شخص تھا پوچھا کہ اس وقت میرا کیا حال تھا؟ اس نے کہا تم اپنے قدموں پر کھڑے یہ کہہ رہے تھے: ”یا سیدی! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک و علی اک واصحابک۔“ پھر حضرت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ باب الصفا سے اندر آگئے اور تم اپنے مقام پر چلے گئے اور مجھ سے کہا: ”اللہ تعالیٰ میری طرف سے تم کو جزائے خیر عطا فرمائے اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اپنی جان تم پر فدا کرتا۔ (شفاء الاسقام از ابو سعید شعبان بن محمد القرشی)۔

۳۶۔ بغداد میں ایک بڑا عبادت گزار اور صابر شخص تھا۔ عیالدار اور غریب تھا۔ رات نماز کے لیے اٹھا تو بچے بھوک سے رونے لگے۔ اس نے اپنے بیوی بچوں سے کہا کہ تم سب حضور اقدس علیہ السلام پر درود و سلام بھیجو انشاء اللہ اس کی برکت سے اللہ پاک ہمیں غنی کر دے گا۔ یہ سب مل کر درود و سلام پڑھنے لگے یہاں تک کہ ان پر نیند کا غلبہ ہوا اور یہ شخص حضور انور علیہ السلام کی زیارت با برکت سے مشرف ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا: صحیح فلاں مجوسی کے گھر جا کر اس سے کہنا کہ تیری دعا قبول ہو گئی ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دیا ہے تو اس میں سے میری مدد کر۔ یہ شخص جاگا تو خوشی سے بھولانہ ساتا تھا۔ علی الحص اس مجوسی کے گھر پہنچ گیا اور حضور انور علیہ السلام کا پیام اس کو جاسنا یا۔ مجوسی نے اس شخص سے کہا: تجھے معلوم ہے وہ دعا کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ اس پر مجوسی نے کہا میں مسلمان ہوتا ہوں۔ کلمہ پڑھ کر وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کا بیٹا اور بیٹی بھی مسلمان ہو گئے۔ پھر مجوسی نے بتایا کہ جب میں نے اپنی لڑکی کی شادی اس کے بھائی سے کی تو بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا۔ کھانا کھا کر جب لوگ چلے گئے تو میں فرش پر لیٹ گیا۔ میرے سامنے ایک بیوہ رہتی تھی جس کی چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں۔ وہ اپنی ماں سے کہہ رہی تھیں کہ ہم حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں اور فقر و فاقہ کا شکار تھے۔ اس مجوسی نے ہمارے اندر کھانے کی خواہش پیدا کر دی۔ اللہ اس کو ہماری جانب سے بہتر جزانہ دے۔ مجوسی نے جب یہ سناتو مغموم ہوا اور بہت سا کھانا، کپڑے اور ضرورت کی چیزیں ان کے گھر بھجوادیں۔ لڑکیاں یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں مگر کہنے لگیں کہ یہ مجوسی ہے ہم اس کے یہاں کا کھانا اس صورت میں کھا سکتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اسلام اور ہمارے جد امجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے جنت میں داخل ہونے کی رغبت پیدا کر دے۔ اب وہ اللہ پاک سے دعائیں گے رہی تھیں اور ماں ان کی دعا پر آمین کہتی جاتی تھی۔ یہ ہے وہ دعا جس کی خبر حضرت رسول اللہ علیہ السلام نے تجھے اور خوش خبری مجھے سنائی۔ میں نے جب اپنے بیٹے سے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اپنا نصف ماں ان کو دے دیا تھا۔ اب چونکہ اسلام نے ان کے درمیان تفرق کر دی ہے اس لیے میں نے تجھے ان کا قائم مقام نہ ہرا لیا ہے، سو یہ ماں اب تیرا ہے، اس سے اپنے اہل و عیال کی پرورش کر۔ (تحفہ از ابو عبد اللہ الرصاع)

۳۔ ابو عبد اللہ المہتدی فرماتے ہیں کہ حج کے دوران مجھ سے ایک شخص ملا جو پانی نہ پیتا تھا۔ میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگا کہ میں شیعہ مدھب سے تعلق رکھتا ہوں۔ ایک رات سویا تو دیکھتا ہوں قیامت قائم ہو چکی ہے۔ مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ میں حضور اقدس ﷺ کے حوض پر آیا اور دیکھا کہ وہاں حضرات ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی مرضی رضی اللہ عنہم لوگوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے محبت تھی۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ مجھے پانی پلا میں مگر آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔ یہی سلوک حضرات صدیق اکبر، فاروق اعظم اور عثمان ذالنورین رضی اللہ عنہم نے میرے ساتھ کیا۔ حضور انور ﷺ لوگوں کے ہجوم میں کھڑے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ: مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ میں حضرت علیؓ کی خدمت میں گیا مگر پانی پلانے کے بجائے آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔ اس پر حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میرے صحابہ سے بغض رکھتے ہو تو علی تمہیں کیسے سیراب کر سکتے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں؟ توبہ کرو اور مسلمان ہو جاؤ، میں تمہیں ایسا شربت پلاوں گا کہ پھر کبھی پیاس نہ رہو گے۔ پس میں مسلمان ہو گیا اور حضور انور ﷺ کے دست مبارک پر توبہ کی۔ پھر آپ نے مجھے ایک پیالہ عطا فرمایا، میں نے اسے خواب میں نوش کیا، بیدار ہوا تو مجھے بالکل پیاس نہ تھی، ابھی تک بدستور سیراب ہوں، جب چاہوں پانی پی لوں اور نہ چاہوں تو نہ پیوں (مصطفیٰ الظلام از امام علامہ ابو عبد اللہ محمد بن نعمان التمسانی)۔

۴۔ شیخ دمشق کئی سال سے جاہز میں سکونت پذیر تھے۔ ایک سال تقطیپڑا۔ آٹا خریدنے بازار گیا تو دکاندار نے مجھ سے رقم لے لی اور کہا شیخین (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق) پر لعنت بھیجو گے تب آٹا تمہارے ہاتھ بیچوں گا۔ میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے ہنستے ہوئے بار بار مجھے یہی پیش کش کی۔ مجھے اس پر غصہ آگیا اور میں نے کہا جو ان دو پر لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔ اس پر اس نے میری آنکھ پر تھپڑ مارا۔ میں مسجد میں لوٹ آیا۔ آنسو میری آنکھ سے روائی تھے۔ میرا دوست جو مدینہ منورہ میں کئی سال میرے ساتھ رہ چکا تھا اسے جب علم ہوا تو وہ میرے ہمراہ روضہ اقدس پر پہنچا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم مظلوم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، ہمارا بدله لیں، میرے ساتھی نے بہت آہ وزاری کی اور پھر ہم واپس آگئے۔

دوست سونے کے بعد انھا تو آنکھ بالکل درست تھی۔ زخم یا ضرب کا نام و نشان

تک نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد مسجد میں ایک نقاب پوش داخل ہوا جو میری بابت دریافت کر رہا تھا۔ اس نے میرے پاس آ کر سلام کیا اور کہنے لگا: اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں مجھے حرم سے باہر نہ نکالو، میں وہی شخص ہوں جس نے تیری آنکھ پر تھپٹ مارا تھا۔ میں نے کہا: ایسا نہیں ہو سکتا، مجھے یاد ہے جو تو نے میرے ساتھ کیا تھا۔ وہ کہنے لگا اس حرکت کے بعد میں سو گیا تو میں نے حضور انور ﷺ کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ آپؐ کے ہمراہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور علی الرضاؑ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا: "اسلام علیکم" اس پر حضرت علی المرتفع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہ اللہ تعالیٰ مجھ پر سلامتی نازل کرنے نہ تجھ سے راضی ہو۔ کیا میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ حضرات شیخین (حضرت صدیق و حضرت فاروق) پر لعنت کرو؟" یہ فرمائے حضرت علیؓ نے اپنی انگلیاں ڈال کر میری دونوں آنکھیں پھوڑ دیں، اس پر میں بیدار ہو گیا، میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور تجھ سے اپنے جرم کی معافی کا خواستگار ہوں۔ میں نے جب اس کی یہ بات سنی تو کہا: جاؤ میری طرف سے حرم میں رہ سکتے ہو (مصباح الظلام)۔

۳۹۔ ابو محمد الخراسانی فرماتے ہیں کہ خراسان میں ایک بادشاہ تھا جس کا ایک خادم نہایت عبادت گزار تھا۔ بادشاہ نے اسے اس شرط پر حج بیت اللہ کی اجازت دی کہ جب مدینہ منورہ میں روضہ اطہر پر پہنچے تو کہے: "یار رسول اللہ! میرا آقا کہتا ہے کہ میں آپؐ کے دونوں ساتھیوں (حضرت صدیق و حضرت فاروق) سے بیزار ہوں۔" حج کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ کر روضہ انور کے پاس سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ حضور انور ﷺ حضرت صدیق اکبر و حضرت فاروق اعظمؓ کے ہمراہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں: اے عقائد! پیغام کیوں نہیں پہنچاتے؟ میں نے عرض کیا: مجھے شرم آتی ہے کہ آپؐ کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں وہ پیغام پہنچاؤں جو میرے آقانے میرے ہاتھ بھیجا ہے۔ اس پر حضرت رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کو میرا یہ پیغام پہنچاویں کہ جو کوئی صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) سے بیزار ہے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اس سے بیزار ہیں، سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں رسول اللہ ﷺ! پھر فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ تمہارے پہنچنے کے چوتھے دن مر جائے گا، سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا: دیکھنا مر نے سے پہلے اس کے منہ سے گندگی نکلے گی، سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں رسول اللہ ﷺ! پھر میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مجھے حضرت رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے دونوں ساتھیوں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور اس بات پر بھی شکر ادا

کیا کہ مجھے پیغام مذکور پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔ حج کے بعد بہت سے تھائف لے کر میں خراسان اپنے آقا کی خدمت میں پہنچا۔ دو دن وہ خاموش رہا اور تیرتے دن کہنے لگا: میری حاجت کا کیا بنا؟ میں نے کہا: پوری کردی۔ کہنے لگا: جواب لاو۔ میں نے کہا: جواب نہ سنیں تو بہتر ہے۔ بولا: نہیں! جواب لاو۔ اس پر میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا، جب میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان سنایا کہ ”اللہ تعالیٰ اور میں اس آدمی سے بیزار ہیں جوابو بکرو عمر (رضی اللہ عنہما) سے بیزار ہے۔“ تو کھلکھلا کر ہنسا اور بولا، ہم ان سے بری اور وہ ہم سے بری۔ اب چیزیں سے رہیں گے۔ میں نے دل میں کہا: اے دشمن خدا! عنقریب پتہ چل جائے گا۔ مجھے آئے چوتھا دن تھا کہ اس کے چہرے پر گندگی ظاہر ہونے لگی، میں نے اس کو ملامت کی اور نماز ظہر سے پہلے ہم اس کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے (مصباح الظلام)۔

۳۰۔ حافظ امام سخاویؒ نے فرمایا کہ ہم سے امام طبرانیؓ کی ایک دعا کی بابت روایت بیان کی گئی کہ انہوں نے خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کو اس نورانی شکل میں دیکھا جو صحیح روایات کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے، تو امام طبرانیؓ نے عرض کیا: اسلام عليکم یا ایها النبی و رحمة الله برکاته یا رسول الله! اللہ تعالیٰ نے مجھے چند کلمات القاف فرمائے ہیں جن کو میں پڑھتا ہوں۔ فرمایا: وہ کون سے ہیں؟ عرض کیا؟ اللهم لک الحمد..... آخر تک (اس درود شریف کو ”سعادت الدارین“ حصہ اول کے صفحے ۲۶۳ تا ۲۶۲ پر دیکھا جاسکتا ہے)۔ یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا نے لگے یہاں تک کہ آپؐ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور دانتوں کے درمیان خلا ہے نور نکلتا نظر آیا (سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکوئین حصہ اول مصنفہ علامہ یوسف بن اسماعیل بیہانی قدس سرہ کا اردو ترجمہ از علامہ مفتی عبدالقیوم خان صاحب، مکتبہ حامدیہ، گنج بخش روڈ، لاہور)۔

۳۱۔ ”شیخ ابو بکر کتابی“ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو اندر وہی اور حقیقی حالات کے خلاف ظاہر کرتا ہے تو اللہ اسے رسوا کر دیتا ہے (رسالہ قشیریہ از امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری (۲۷۳ھ تا ۴۲۵ھ) کا اردو ترجمہ از ڈاکٹر پیر محمد حسن صفحہ ۶۷۳)۔

۳۲۔ ایک صوفی کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو اس نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرم رہے ہیں: ”ابن عون کی زیارت کرو کیونکہ اسے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت ہے“ (رسالہ قشیریہ صفحہ ۶۷۹)۔

۳۳۔ کہتے ہیں یزید رقاشی بن ابان الرقاشی (۱۱۰ھ اور ۱۲۰ھ کے درمیان وفات پائی)

نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ آپ نے فرمایا: یہ تو
قرأت ہوئی آنسو کہاں ہیں؟ (رسالہ قثیرہ صفحہ ۶۸۵)۔

۳۳۔ ابو الفضل اصفہانی (اصفہانی بھی درست ہے۔ متوفی ۷۲۳ھ) نے حضور
اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا تو درخواست کی یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرمائیے اللہ پاک میرا
ایمان سلب نہ کرے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تو پہلے سے لکھ چکا ہے (رسالہ قثیرہ
صفحہ ۶۸۷)۔

۳۴۔ قطب طبی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن عطیہ کو دیکھا۔
انہوں نے بتایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یا رسول اللہ
(ﷺ)! میں آپ کی شفاعة عت چاہتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود و
سلام بھیجا کرو (اللَّغْرِ الْأَعْتَارِ فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَارَفَ بِاللَّهِ نَبِيُّ شِرِيفٍ أَحَدٌ بْنُ ثَابَتٍ الْمَغْرِبِیِّ)۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیک خیر الخلق لكم

۳۵۔ ابو الفضل بن زیر ک قرمسانی بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک خراسانی آیا۔
اس نے کہا کہ میں شہر کی مسجد میں سورہ تھا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ
نے فرمایا: جب ہمدان جاؤ تو میری طرف سے فضل بن زیر ک کو میر اسلام کہنا کیونکہ وہ مجھ
پر روزانہ ایک سو مرتبہ درود و سلام پڑھتا ہے۔ اس کے پوچھنے پر میں نے اس کو وہ درود
شریف دے دی جو میں روزانہ سو مرتبہ پڑھا کرتا ہوں:

اللهم صلی علیٰ محمد النبی الامی و علی الٰی محمد،
جزی اللہ محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم عنا ما هوا هله
(ترجمہ): الٰی محمد نبی اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما، الٰی! محمد ﷺ کو ہماری طرف
سے ایسی جزا عطا فرماجس کے وہ حقدار ہیں)۔

اس شخص نے مجھ سے یہ درود شریف حاصل کر کے کہا کہ وہ نہ مجھے پچھانتا تھا نہ میر انام جانتا تھا،
یہ سب کچھ مجھے نبی اکرم ﷺ نے بتایا۔ میں نے اس کی خدمت میں کچھ تحائف پیش کیے مگر
اس نے قبول نہ کیے اور کہا کہ میں دنیاوی مال و دولت کے عوض حضرت رسول اللہ ﷺ کا
پیغام نہیں بیچتا، یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں نے اسے پھر کبھی نہ دیکھا (اللَّغْرِ الْأَعْتَارِ)۔

۳۶۔ ابو عبد اللہ بن نعیان ذکر کرتے ہیں کہ میں نے عبد الرحیم بن عبد
الرحمن کو یہ کہتے سنا کہ میں حمام میں گرم کیا تھا جس کے باعث میرے ہاتھ پر سخت ضرب آئی،

ہاتھ متور م تھا اور شدید درد ہوا تھا۔ درد میں بتلا تھا کہ آنکھ لگ گئی اور مجھے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! تمہارے درود و سلام نے مجھے متوجہ کیا۔ صحیح آنکھ کھلی تو آپ کی برکت سے نہ درد تھانہ و رم (التفکر الاعتبار)۔

۲۸۔ حافظ امام سخاویؒ نے حدیث نقل کی کہ ”جو بھی دو بندے محض اللہ کی رضا کے لیے آپس میں محبت کریں۔“ ایک اور روایت میں ہے ”جو دو مسلمان ایک دوسرے کے سامنے آ جائیں، ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجیں، وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونے پاتے کہ ان کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔“ اس حدیث کے بعد یہ خواب بیان کیا کہ بعض فقراء نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ کا فرمان ہے کہ دو بندے جو اللہ کی رضا کے لیے محبت کریں، جب ملیں، ایک دوسرے سے مصافحہ کریں، توجہ اہونے سے پہلے ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور وہ دعا جس کے آگے پیچھے مجھ پر درود پڑھی جائے رہ نہیں ہوتی۔“ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ (التفکر الاعتبار)۔

۲۹۔ محمد ﷺ کی بشارت بھوشیہ پوران میں:

ہندو دھرم میں پوران نام کی ۱۸ آکتا ہیں، جن میں ایک بھوشیہ پوران ہے۔ اس کا یہ نام اس لیے ہے کہ اس میں آئندہ پیش آنے والے واقعات کی خبریں ہیں۔ اس میں حضور نبی پاک ﷺ سے متعلق نہایت صاف اور صریح پیشین گوئیاں ہیں جو ویدوں کے مصنف مہارishi ویاس جی کے ایک مکاشفہ پر منی ہیں۔ اس مکاشنے میں انہوں نے جو کچھ دیکھا اور ہندو عقیدے کے مطابق فرشتوں سے سنا، اس سرگ کے مندرجہ تا ۱۸ کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:-
۱۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غیر آریہ روحانی معلم جو محمد، ”محمد“ کے نام سے معروف ہے اپنے سپاہیوں کے ہمراہ آیا۔

۲۔ اس عرب کے رہنے والے عظیم مقدس شخص کی صمیم قلب سے تعظیم کے لیے راجہ بھونج اٹھا اور گنگا کا پانی، پانچوں پاک کرنے والی چیزیں اور صندل وغیرہ کے ہدیے پیش کیے۔

۳۔ اس سے راجہ بھونج نے کہا: آپ پر سلام اے نسل انسانی کے فخر! اے سر زمین عرب کے رہنے والے! اور اے شیطانوں کو مارنے کے لیے بہت سی قوت دینے والے!
ان منتروں میں جو بشارات ہیں اور جو باقی کبھی گئی ہیں سوائے حضرت رسول اللہ ﷺ کے کسی دوسرے پران کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر بھی کچھ وضاحت کر دی جائے:

- ۱۔ یہاں محمد نام بتایا گیا ہے جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور پیغمبر کا نام نہیں۔ یہی نام آگے منتر ۲۳ اور ۱۸ میں بھی آیا ہے۔
- ۲۔ بتایا گیا کہ وہ آریہ نہ ہو گا یعنی وہ ہندوستان سے نہیں ہو گا۔
- ۳۔ بتایا گیا کہ وہ ملک عرب سے ہو گا اور عرب میں صرف محمد ﷺ ہوئے ہیں۔
- ۴۔ ہندو عقیدے کے مطابق جود ریائے گنگا میں غسل کرے وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، عرب میں گنگا نہیں، یہ تو ہندوستان کے دریا کا نام ہے۔ اس لیے مراد مخفض مجازی ہے یعنی آپ گناہوں سے یوں پاک و صاف ہوں گے گویا گنگا میں غسل کیا ہو۔ حضرت محمد ﷺ ہر قسم کے گناہ اور عیوب سے پاک و صاف تھے۔
- ۵۔ وہ شیاطین کو بڑی نہت سے مارنے والا ہو گا اور شیطان جسمانی قوت سے نہیں مارے جاتے۔ آپ ﷺ نے بہت سی قرآنی آیات اور اوراد و وظائف دیے ہیں، جن سے شیطان مارے جاسکتے ہیں۔ شیطانی وساوس کو ختم کر دینے کے لیے ان میں سے ہر ورد اور دعا کافی ہے۔
- ۶۔ اس کی خصوصیت یہ بھی ہو گی کہ وہ فخر نسل انسانی ہو گا۔ یہ بات صرف آپ ﷺ ہی کے لیے درست ہے۔ زمانے گذر گئے مگر آپ کا مثل نہ لاسکے۔
- ۷۔ اس روحانی معلم کے ساتھ راجہ بھونج کا قصہ اس مکاشفے کے عجائبات میں سے ہے۔ بھونج ایک ہندوستانی راجہ کا نام ہے۔ آج بھی کچھ (گجرات، کاٹھیاوار، بھارت) کے علاقے میں بھونج نام کا ایک شہر موجود ہے۔ بھوشیہ پوران کی تالیف کے کئی صد یوں بعد راجہ بھونج، محمد ﷺ کے زمانہ میں ہوا ہے۔ اس کا قصہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کاٹھیا واڑ کے ساحلی علاقے کچھ کا حکمران تھا۔ ایک رات اس نے دیکھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے جس پر اسے بڑی حیرت ہوئی۔ پنڈ توں سے پوچھا تو انہوں نے پرانوں اور ویدوں کو دیکھ کر بتایا کہ یہ آخری پیغمبر کا معجزہ ہے۔ اس نے اس پیغمبر کی نشانیاں پوچھیں تو انہوں نے بتایا کہ وہ ”امن والے شہر“ کی ایک گھاٹی میں دینی پیشوائے گھر میں پیدا ہو گا، اس کا نام زراشنس (محمد) ہو گا، اس کے چار خلفاء ہوں گے اور اس کی بارہ بیویاں ہوں گی۔
- جس تو کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوا ہے جس پر اس نے زراشنس کا دین اختیار کر لیا۔ اس پر اس کی رعایا نے ناراضی ہو کر اس کو راج پات سے بے دخل کر دیا۔ اس کا اسلامی نام شیخ عبد اللہ رکھا گیا تھا۔ نہایت با خدا اور عابد وقت تھا۔ اس کا مزار دھار وار (گجرات، کاٹھیا واڑ) میں آج بھی موجود ہے۔ (ترجمہ): صاحبِ مکافہ آخر میں لکھتا ہے:-

اس فرشتہ صفت صاحب حکمت نے راجہ بھوج سے رات کے وقت کہا:

- اے راجہ! میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ دین جاری کروں گا جو گوشت خوروں کا دین ہو گا۔
- میرا رہنمای ختنہ کیا ہوا، بغیر چوٹی (چرکی) کا، ڈاڑھی والا، انقلابی، اوپنجی پکار (اذان) والا اور تمام حلال اشیا کھانے والا ہے۔
- وہ حلال مویشی کھاتا ہے، سور نہیں کھاتا، اس کے ساتھیوں کی پاکیزگی مقدس گائے کی بجائے جنگ سے ہوتی ہے۔
- وہ کافروں اور بے دینوں کے خلاف جنگ کی وجہ سے مسلمین (مسلمان) کھلاتے ہیں اور اس گوشت کھانے والی قوم کا دین میری طرف سے ہو گا۔
- گوان منتروں کا مفہوم واضح ہے۔ پھر بھی بعض گوشوں کی وضاحت کی جاتی ہے:-
۱۔ اس مصلح رسول جس کی بشارت دی جا رہی ہے اس کا نام محمد ﷺ ہو گا۔
۲۔ ملک عرب کا رہنے والا ہو گا۔
- اس کا دھرم آریوں کے دھرم سے علیحدہ ہو گا اور وہی اللہ کا درست دین ہو گا۔
- وہ ختنہ کیا ہوا ہو گا (جبکہ ہندو ختنہ نہیں کرتے)۔
- اس کے سر پر چوٹی (یعنی چرکی) نہیں ہو گی جبکہ ہندوؤں کی یہ دھارک اور اہم ترین نشانی ہے۔
- وہ انچالابی (یعنی بلند آواز سے اذان دینے والا) ہو گا۔ دیکھیئے محمد ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے مذہب میں اذان یا اس جیسی اوپنجی آواز سے ادا کیا جانے والا کوئی شعار نہیں، ہندو اور یہودی سنکھ پھونکتے ہیں، نصاری (عیسائی) ناقوس بجاتے ہیں، مجوہی (پارسی) اور بعض ہندو فرقے آگ روشن کرتے ہیں۔
- وہ گوشت خور ہو گا، حلال مویشیوں کا گوشت کھائے گا، تمام حلال چیزیں کھائے گا اور خنزیر (سور) نہیں کھائے گا۔ ہندو گوشت (ماں) بالکل نہیں کھاتے جو کھاتے ہیں اپنے دھرم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ان کے سادھو گوشت تو در کنار کئی قسم کی سبزیاں اور ترکاریاں بھی نہیں کھاتے اور اسے اپنے دھرم کا لازمی حصہ سمجھتے ہیں۔ اسی لئے بتایا گیا کہ وہ ﷺ ہر حلال چیز کھائے گا یعنی وہ ﷺ ہندوؤں میں سے قطعاً نہ ہو گا۔ ادھر یہودیوں نے بہت سی پاکیزہ چیزیں اپنے اوپر حرام کر لی تھیں اور نصاری نے سب سے خبیث جانور یعنی سور کو بھی حلال کر لیا تھا، اس لیے وہ یہود و نصاری میں سے بھی نہ ہو گا۔ لہذا اس صفت کے پیغمبر صرف محمد ﷺ ہی ہوئے۔
- وہ کافروں اور بے دینوں کو حق کی دعوت دے گا، ان کے انکار پر ان سے جہاد کرے گا اور یہ

جہاد، ہی اس کے ساتھیوں کی پاکیزگی کا ذریعہ ہو گا۔

۹۔ اس کے ساتھی مسلمین (مسلمان) کہلائیں گے۔

مذکورہ بالا تمام اوصاف اور خوبیاں صرف حضرت محمد ﷺ ہی میں پائی جاتی ہیں، اس لئے وہی اس بشارت کے مصدق ہیں اور یہ بشارات ان کی پیدائش سے کئی سو برس پہلے کی ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

اسی موضوع پر ایک اور نہایت اہم ہندو عالم تلسی داس کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ ان کی کتاب ”رامائن“ بہت مشہور ہے، جس میں اصلاح اسلام چندر جی کی کہانی ہے لیکن ضمناً اور بھی بہت کچھ ہے۔ رامائن تو بہت سی لکھی گئیں لیکن بالمسکنی رامائن بازی لے گئی۔ کہا جاتا ہے بالمسکنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے گزر آہے۔ اس کے دور کی زبان کو سمجھنا خواص تک کے لیے مشکل ہو گیا تھا۔ لہذا تلسی داس جی نے اسے اپنے دور کی ہندوی زبان میں تقلیل کیا اور ہندوؤں کی بہت سی دوسری کتابوں سے استفادہ کر کے مفید اضافے بھی کیے۔ سنگرام پوران ویدوں کے مصنف وید ویاس کی تالیف بتائی جاتی ہے۔ تلسی جی نے رامائن (جس کا اصلی نام رام چرت مانس ہے) میں ”سنگرام پوران“ کھنڈ ۱۲ ادھیائے ۶ میں آئی ہوئی ایک پیشین گوئی کا تذکرہ اور تجزیہ کیا ہے جس کا رد و ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:-

۱۔ یہاں میں کسی کی پاسداری نہ کروں گا۔ ویدوں اور پرانوں کی روشنی میں سادھوؤں سنتوں نے جو کچھ کہا ہے وہی کہوں گا۔

۲۔ وہ ساتویں صدی بکری میں پیدا ہو گا اور سخت اندھیرے میں اپنے چار سورجوں کی روشنی کے ساتھ ظاہر ہو گا۔

۳۔ اور ہر ایک کو حکمت اور سیاست سے اپنے دین کی تبلیغ کرے گا، چنانچہ حالات کے مطابق خوش خبری بھی دے گا اور ڈرائے گا بھی۔

۴۔ اس کے چار مقدس خلیفہ ہونگے اور ان کی تائید و مدد سے اس پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت ہو جائے گی۔

۵۔ اور جب سے اس کا دین اور اس کی بات ظاہر ہو گی تو محمد ﷺ کے بغیر کسی کی نجات نہ ہو گی۔

۶۔ پھر اس کا کوئی نظیر اور نہم مثل پیدا نہ ہو گا۔ تلسی داس جو کچھ کہہ رہا ہے وہ حق اور حق ہے۔ بعض نسخوں میں تین اشعار زیادہ ہیں جن کا ترجمہ یوں ہے:-

۷۔ دس ہزار سال تک رسالت کا مرتبہ پورا ہو جائے گا، پھر یہ رسالت کسی کو بھی نہ ملے گی۔

- ۱۔ ملک عرب میں ایک ستارہ چمکے گا اور اس سر زمین کی شان قابل رشک ہو گی۔
- ۲۔ اس سے خرق عادت چیزیں اور معجزات ظاہر ہونگے اور اسے اللہ کا پیغمبر کیا جائے گا۔
- ۳۔ مذکورہ بالترجمے میں کوئی ابہام نہیں، پھر بھی ہلکا سا اشارہ کر دینے میں کوئی حرج نہیں:-
- ۴۔ ساتویں صدی بکری جس کی بشارت دی گئی ہے اس میں محمد ﷺ ۶۲۸ بکری میں پیدا ہوئے۔
- ۵۔ اس کا ظہور سخت اندھیرے میں ہو گا۔ جب محمد ﷺ پیدا ہوئے تو ہر طرف جاہلیت کا سخت اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔
- ۶۔ چار سورج کے ساتھ وہ ظاہر ہو گا۔ یہ آپؐ کے چاروں خلفائے راشدین یعنی ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، جنہیں آگے چل کر صاف لفظوں میں مقدس خلیفہ کہا گیا ہے۔
- ۷۔ تبلیغ دین میں وہ ﷺ خوش خبری بھی سنائے گا اور ڈرائے گا بھی۔ قرآن مجید کی سورت ”الفتح“ کی آیت نمبر ۸ کا ترجمہ ہے:- ہم نے (اے محمد ﷺ) تم کو حق ظاہر کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور خوف دلانے والا (بنا کر) بھیجا ہے۔
- ۸۔ وہ سرور عالم ہو گا، اس کا کوئی نظریہ ہو گا اور محمد ﷺ کے لیے دونوں باتیں معروف ہیں۔
- ۹۔ ان سب سے بڑھ کر یہ کہ آپؐ کا نام محمد ﷺ بھی ذکر کیا گیا ہے اور آپؐ کے ملک عرب کی بھی نشاندہی کی گئی ہے جو آپؐ ﷺ کے لیے اس بشارت کو قطعی بنا دیتی ہے۔
- ۱۰۔ رامائن کے مطابق ملک عرب میں آنے والے نبی (محمد ﷺ) کے بعد رسالت کسی کو نہ ملے گی اور درنبوت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا یعنی آپؐ کی ختم نبوت اہل ہندو کی مقدس کتاب سے بھی ثابت ہو گئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدٌ كثِيرٌ۔
- (جناب ابن اکبر الاعظمی کا یہ مبارک مضمون ماہنامہ ”الدعوات“ لاہور، مارچ ۱۹۹۸ء مطابق ۱۴۱۸ھ میں شائع ہوا تھا۔ وہاں سے شکریہ کے ساتھ اس کتاب میں شامل کر رہا ہوں)۔
- ۱۱۔ ”ماکلی او تار“ کا ظہور حضرت محمد ﷺ کی صورت میں ہو چکا ہے۔ ہندوؤں کو مزید انتظار کی بجائے اب اسلام قبول کر لینا چاہیے۔

بھارتی پنڈت وید پرکاش کی کتاب نے بھارت میں تہلکہ مچا دیا

ہندو مذہب کے ماننے والے اپنے جس ”ماکلی او تار“ (ہادی عالم) کا انتظار کر رہے ہیں وہ درحقیقت حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے، جس کا ظہور آج سے چودہ سو سال قبل

ہو چکا ہے۔ لہذا ہندوؤں کو اب کسی "کالکی او تار" کے انتظار میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے اور فوراً اسلام قبول کر لینا چاہیے۔

اس امر کا انکشاف بھارت میں حال ہی میں چھپنے والی ایک کتاب "کالکی او تار" میں کیا گیا ہے، جس نے پورے بھارت میں تہلکہ مجاہدیا ہے۔ اس کتاب کا مصنف اگر کوئی مسلمان ہوتا تو اسے یقیناً جیل کی سلاخوں کے پیچھے جانا پڑتا اور اس کتاب کی اشاعت پر پابندی لگ چکی ہوتی لیکن اس کتاب کا مصنف ایک بھرمیں پنڈت وید پرکاش ہے، جو سنکرت کا ممتاز عالم اور الہ آباد یونیورسٹی میں ایک اہم عہدہ پر متمکن ہے۔ مصنف نے اپنی اس تحقیق کو بھارت کے آٹھ بڑے پنڈتوں کے سامنے پیش کیا جو تحقیق کے میدان میں ممتاز مقام رکھتے ہیں اور بھارت کے بڑے مذہبی رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان پنڈتوں نے بھی وید پرکاش کی تحقیق کو درست تسلیم کیا ہے۔ مصنف نے اپنے اس دعوے کی حمایت میں ہندوؤں کی مقدس کتابوں کے حوالے دیے ہیں۔ مقدس کتاب "ویدا" میں درج ہے کہ "بھگوان کا آخری پیغمبر" (کالکی او تار) ہو گا جو پوری دنیا کو رہنمائی فراہم کرے گا۔ مصنف کہتا ہے کہ یہ بات صرف حضرت محمد ﷺ پر صادق آتی ہے۔ ہندو ازام کی پیش گوئی کے مطابق "کالکی او تار" ایک بڑے جزیرے میں جنم لے گا اور یہ در حقیقت عرب کا علاقہ ہے جو جزیرہ العرب کے نام سے جانا جاتا ہے۔ "ویدا" میں کالکی او تار کے باپ کا نام "وشنو بھگت" اور ماں کا نام "سومنب" تحریر ہے۔ سنکرت میں وشنو اللہ اور بھگت غلام کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح وشنو بھگت کا عربی ترجمہ "عبد اللہ" بنتا ہے۔ "سومنب" سنکرت میں امن و آشتی کو کہتے ہیں اور عربی میں اس کا مترادف لفظ "آمنہ" ہے۔ حضرت عبد اللہ اور بی بی آمنہ حضرت محمد ﷺ کے والد اور والدہ ماجدہ کے نام ہیں۔

"کالکی او تار" کے بارے میں مزید کہا گیا ہے کہ بھگوان اپنے خاص پیغام رسال کے ذریعے انہیں ایک غار میں علم سکھائیں گے اور یہ بات بھی صرف حضرت محمد ﷺ پر ہی صادق آتی ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے غار حرام میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے علم سے نوازا۔ ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں تحریر ہے کہ بھگوان "کالکی او تار" کو ایک تیز رفتار گھوڑا دیں گے جس کی مدد سے وہ اس دنیا کے گرد اور ساتوں آسمانوں کی سیر کریں گے۔ حضرت محمد ﷺ کی براق کی سواری اور واقعہ معراج اسی جانب اشارہ کرتا ہے۔ مقدس کتابوں میں تحریر ہے کہ کالکی او تار گھڑ سواری، تیر اندازی اور تنقیزی میں ماہر ہو گا۔ مصنف وید پرکاش کہتا ہے کہ اس پیش گوئی کی جانب خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ گھوڑوں، نیزوں اور

تمواروں کا دوراب گزر چکا ہے اور اب اس کی جگہ جدید ہتھیار، ٹینک، میزائل وغیرہ نے لے لی ہے اور پھر ایسی صورت میں نیزوں، بہالوں سے مسلح اوتار کا انتظار غیر دانشمندانہ اقدام ہو گا۔ مصنف کہتا ہے کہ ”کاکلی اوتار“ در حقیقت حضرت محمد ﷺ کی طرف واضح اشارہ ہے، جسے اللہ نے آسمانی کتاب قرآن دے کر پوری کائنات کے لیے رہنمابنا کر بھیجا، لہذا ہندوؤں کو اب فوراً اسلام قبول کر لینا چاہیے۔ (۱۹ ستمبر ۱۹۹۸ء روزنامہ ”نوائے وقت۔“ راولپنڈی) پنڈت جی اب نور الہدیٰ ہو چکے ہیں۔

۵۰۔ حمزہ الکتائی کا بیان ہے کہ میں حدیث لکھا کرتا تھا اور جب حضور نبی اکرام ﷺ کا نام آتا تو صرف صلی اللہ علیہ لکھ دیتا تھا و سلم نہ لکھتا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے مجھ پر پورا درود وسلام نہیں بھیجتے؟ اس کے بعد سے میں نے صلی اللہ علیہ کے ساتھ وسلم لکھنا بھی شروع کر دیا (الفکر الاعتبار)۔

۵۱۔ علی بن عیسیٰ وزیر کثرت سے حضور انور ﷺ پر درود وسلام پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ جب وزارت سے معزول کر دیئے گئے تو خواب میں دیکھا کہ گدھے پر سوار ہوں، اسی حال میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑی تو احتراماً سواری سے اتر کر پیدل چلنے لگے۔ آپ نے فرمایا: اپنی جگہ واپس لوٹ جاؤ۔ صحیح اسٹھنے تو وزارت کی ذمہ داری پھر سپرد کر دی گئی۔ یہ صدقہ ہے حضور اقدس ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا (اس خواب کو ابن الملقن نے الحدائق میں بیان کیا ہے)۔

۵۲۔ ۱۴۱۶ھ رات کو سویا تو حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت سے مشرف ہوا۔ ایک مجلس میں حاضر ہوا جس میں آپ بھی موجود ہیں۔ میری آپ سے عربی میں گفتگو ہوتی۔ سلام کے بعد میں نے دریافت کیا: کیا پڑھا کروں؟ اس پر آپ نے اپنا دست مبارک میری دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر پھیرا، جس سے وہ چک اٹھی جیسے ابرق (mica) سے بنی ہوئی ہو۔ اس میں نہایت دیدہ زیب حروف میں حضور انور ﷺ کا اسم مبارک لکھا ہوا واضح تھا، جس سے میں نے سمجھ لیا کہ اشارہ درود شریف پڑھنے کا ہے جسے میں پہلے ہی بکثرت پڑھنے کا عادی ہوں۔ اس کے بعد میں نے وہ (قلم) آپ کی خدمت میں پیش کیا جو مجھے گذشتہ سال تبلیغی جماعت کے سربراہ مولانا انعام الحسن صاحبؒ نے دہلی میں تحفتاً دیا تھا۔ حضور انور ﷺ نے وہ فاؤنسٹین پین قبول کر لیا۔ سحری کے وقت میری آنکھ کھل گئی تو زیارت پاک سے مشرف ہونے کے آثار بالکل واضح تھے۔ میری زبان پر درود شریف جاری تھا اور آنکھوں سے خوشی کے آنسو۔ میں نے اپنے بچوں سے کہا کہ ابھی مجھے حضور

سر اپانور ﷺ کی زیارت ہوئی ہے، سب نے مجھے مبارکباد دی۔ (غیر مطبوعہ)۔

یہ خواب جناب وزیر احمد قریشی ولد اللہ بچایا قریشی قدس سرہ نے دیکھا تھا۔ آپ ضلع ملتان میں جلال پور پیر والا کے رہنے والے ہیں۔ جہاں آپ کا خاندان دربار پیر اولیاء کا سجادہ نشین ہے۔ حکومت پاکستان کے نہایت اہم افران میں قریشی صاحب کا شمار ہوتا ہے۔ آپ علم دوست ہونے کے علاوہ نہایت نیک اور دیندار مسلمان ہیں جن سے ملاقات کر کے طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ آپ کے بخوبی صاحبزادے عامر احمد قریشی نے دوران تعلیم قرآن پاک بھی حفظ کر لیا ہے، ماشاء اللہ۔

۵۳۔ اوائل مئی ۱۹۹۱ء کو ایک ضروری کام سے مجھے کراچی جانا پڑا۔ وہاں میری ملاقات ایک ٹیکسی ڈرائیور سے ہوئی، جسے نعمت رسول ﷺ لکھنے اور گانے کا شوق دیوانگی کی حد تک تھا۔ مجھے کافی فاصلہ پر کچھ لوگوں سے ملنا تھا پس میں نے اس کی ٹیکسی دو سخنے کے لیے کرایہ پر لے لی تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور کی عمر تمیں بتیں برس کے قریب ہو گی۔ وہ دہلی کا رہنے والا تھا۔ اسے شکایت تھی کہ اس کے شوق کے باوجود ریڈ یو اور ٹی وی والوں نے اس کی پذیرائی نہیں کی۔ میں نے اس سے کہا کہ آج کل سخت مقابلہ ہے اور ان جگہوں پر بغیر سفارش کے مشکل ہی سے کام ہوتا ہے۔ میں نے اس کی دلجموئی کے لئے اس سے کہا کہ عشق رسول ﷺ کے رائیگاں نہیں جاتا اور اسے حضرت بہزاد لکھنؤیؒ کا واقعہ سنایا کہ کس طرح حضور ﷺ کے اشارے پر لوگوں نے ان کی مدد کی اور روضہ رسول ﷺ پر پہنچایا۔ اس پر اس ٹیکسی ڈرائیور نے اپنا عجیب و غریب واقعہ سنایا جو مندرجہ ذیل ہے:-

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک جگہ بہت سے لوگ سوگوار بیٹھے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ آپ لوگ کیوں پریشان ہیں؟ اس پر ان لوگوں نے جواب دیا: تمہیں نہیں معلوم حضرت رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے ان لوگوں سے گزگڑا کر کہا کہ میں بھی آپؐ کے دیدار کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر ایک شخص مجھے لے گیا اور چہرہ انور سے چادر ہٹائی۔ کیا بتاؤں کہ وہ چہرہ کس قدر پر نور تھا۔ میں اپنی اس وقت کی کیفیت کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس وقت بھی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور اس کی آواز بھر گئی تھی۔ مجھے سے کہنے لگا، دیکھیے! اس وقت بھی میرے روئی کھڑے ہو رہے ہیں۔ اس نے مجھے بتایا کہ چند سال قبل میرے ہاتھوں سے خوب شبو آتی تھی لیکن روز گار کے چلر میں پڑ کر نہ اب نعمت لکھنے کا وقت ملتا ہے اور نہ ہی نماز کی پابندی ہوتی ہے۔ میری بد نصیبی کہ میں اپنے بلند مقام سے نیچے گر گیا ہوں۔ میں نے اسے تسلی دی کہ تم

اپنے عشق رسول ﷺ کی بدولت اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکتے ہو۔ بس نمازوں کی جس حد تک ہو سکے پابندی کرتے رہو اور درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ (غیر مطبوعہ)۔

جناب سید آفتاب احمد ولد جناب سید محمود عالم بڑے ہی نیک، نمازی اور سادہ طبیعت انسان ہیں۔ چند سال قبل مرکزی حکومت کے پلانگ اینڈ ڈیلپمنٹ ملکہ سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہ واقعہ مجھے تحریر کر کے دیا جسے شکریہ کے ساتھ شامل کر رہا ہوں۔ ۵۳۔ محترمہ شہناز (بیگم نعیم اللہ صاحب) نے یہ خواب دیکھا تھا۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، با پردہ، نہایت پرہیز گار خاتون ہیں۔ لھقی ہیں:-

میں نے دیکھا کہ مدینہ منورہ کی ایک مسجد میں بیٹھی ہوں۔ عصر کا وقت ہے۔ سر سے پاؤں تک چادر سے ڈھکی ہوئی ہوں۔ مسجد کے صحن میں صفیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ میری بائیں جانب کچھ فاصلے پر دو یا تین صحابہ اکرام ہی بیٹھے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد میں کہتی ہوں کہ اب مجھے گھر جانا چاہئے۔ یہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی ہوں تو وہ صحابہ اکرام میرے پاس آ کر کہتے ہیں کہ آپ نہ جائیں، بیٹھ جائیں، ابھی تھوڑی ہی دیر میں حضرت رسول پاک ﷺ تشریف لانے والے ہیں۔ میں یہ سن کر بیٹھ جاتی ہوں۔ ذرا دیر بعد ہی صحابہ اکرام احتراماً کھڑے ہو جاتے ہیں اور حضرت رسول اللہ ﷺ مسجد کے صدر دروازے سے تشریف لاتے نظر آتے ہیں، میں بھی احتراماً کھڑی ہو جاتی ہوں، رسول پاک ﷺ میرے سامنے تھوڑے فاصلے پر آکر رک جاتے ہیں، مجھ میں ہمت نہیں ہوتی کہ میں ایک دم نظر اٹھا کر آپ کی طرف دیکھوں، احترام سے میری نظریں جھکی رہتی ہیں، پھر میں رسول پاک ﷺ کو آپ کے پیروں کی طرف سے دیکھنا شروع کرتی ہوں اور دیکھتے ہوئے آپ کے سینہ مبارک اور گردن تک نظر پہنچتی ہے، توجیہے ہی اب آپ کے چہرہ انور کی طرف میری نظر اٹھنے لگتی ہے تو کچھی طاری ہو جاتی ہے اور عجب سی میری کیفیت ہونے لگتی ہے، بس اسی حالت میں میں جاگ جاتی ہوں، میری زبان پر درود شریف جاری ہے اور میں بہت خوش ہوں کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کر لی (غیر مطبوعہ)۔

۵۵۔ سید محمود کردی قادری شیخانی اپنی کتاب ”الباقيات الصالحات“ میں فرماتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا ایک یہ بھی احسان ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھے اپنی گود میں اٹھایا، میرا سینہ آپ کے سینہ مبارک کے ساتھ لگا ہوا تھا اور میرا منہ آپ کے منہ مبارک اور پیشانی آپ کی پیشانی اقدس سے مس کر رہی تھی۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو اور آپ نے مجھے اپنی رضا کی

خوشخبری سنائی، جس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی شامل ہوتی ہے۔ اس عزت افزائی پر خوشی سے میرے آنسو نکل آئے۔ میں نے دیکھا کہ حضور نبی پاک ﷺ کی چشم ان مبارکے بھی آنسو پک رہے ہیں۔ یہ سب اس شفقت و محبت کی بناء پر تھا جو میرے حال پر آپؐ کے دل میں تھی۔ میں بیدار ہوا تو میرے رخسار آنسوؤں سے تر تھے۔ میں مواجهہ شریف کی طرف گیا تو میں نے جھرہ مبارک کے اندر سے حضور اقدس ﷺ کی آواز میں ایسی ایسی بشارتیں سنیں جن کا ذکر میں عوام کے سامنے نہیں کر سکتا، پھر میں جلدی سے واپس لوٹ آیا۔

آگے لکھتے ہیں کہ میں نے بحالت بیداری مواجهہ شریف کے سامنے اپنے پاؤں پر کھڑے کھڑے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اپنے سلام کا جواب سنایا اور مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ آپؐ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اہل اسلام کے سلام کا جواب دیتے ہیں انہیں۔

۵۶۔ عبد الواحد بن زید سے مردی ہے کہ ہمارا ایک پڑوسی بادشاہ کی خدمت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل اور فتنہ و فساد پھیلانے میں مشہور تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اس کا ہاتھ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ برا شخص تو ان لوگوں میں ہے جو اللہ تعالیٰ سے منہ موڑے ہوئے ہیں، پھر آپؐ نے اپنا دست مبارک اس کے ہاتھ میں کیوں دے دیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کا علم ہے اور سنو کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی سفارش کرنے جا رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ اس مقام پر کس دلیل سے پہنچا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے کی وجہ سے۔ یہ شخص ہر رات سوتے وقت مجھ پر ہزار مرتبہ درود و سلام بھیجا کرتا ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائے گا۔ عبد الواحد کا بیان ہے کہ جب صبح کے وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہی نوجوان روتا ہوا مسجد میں داخل ہو رہا ہے۔ اس وقت میں اپنے دوستوں کے سامنے وہ سب کچھ بیان کر رہا تھا جو میں نے اس کے متعلق دیکھا تھا۔ مسجد میں آکر اس نے مجھے سلام کیا، میرے سامنے بیٹھ گیا اور بولا اے عبد الواحد! اپنا ہاتھ بڑھا و تاکہ تمہارے ہاتھ پر تائب ہو جاؤں، اس مقصد کے لیے حضور اقدس ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور آپؐ نے مجھ سے اس مذاکرے کا ذکر فرمایا ہے جو گذشتہ رات تمہارے اور حضور انور ﷺ کے درمیان میرے متعلق ہوا ہے۔ جب اس نے توبہ کر لی تو میں نے اس سے خواب کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس حضرت رسول اللہ ﷺ شریف لاے تھے۔ آپؐ نے میرا ہاتھ

پکڑ کر فرمایا کہ میں اپنے رب کے یہاں ضرور تمہاری شفاعت کروں گا اس درود وسلام کی وجہ سے جو تم مجھ پر بھیجتے ہو۔ جب میں حضور انور ﷺ کے ہمراہ چلا تو آپ نے میری شفاعت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ صحیح سویرے عبد الواحد کے پاس جانا اور اس کے ہاتھ پر توبہ کرنا اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا (سعادة الدارین حصہ اول مصنف علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی) کا اردو ترجمہ از علامہ مفتی عبدالقیوم خان صاحب۔ صفحہ ۲۷۳ تا ۳۷۲۔

۷۵۔ رمضان ۱۴۹۳ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۳ء میں بیکاری نے ایسا زور باندھا کہ حج کو جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ ادھر مدنی احباب کا اسرار تھا کہ میں حج کو جاؤں۔ اس دوران شب ۱۲ ذی القعده میں زکریا نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے قاضی عبد القادر صاحب کو پیام بھیجا ہے کہ زکریا کون حج پر لے جانے پر اصرار نہ کریں۔ خود قاضی صاحب نے بھی میں النوم والیقظہ دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ احرام تقسیم فرمائے ہیں اور تو (زکریا) پاس کھڑا ہے مگر تجھے احرام نہیں دیا اور میں (قاضی صاحب) دل میں سوچ رہا ہوں کہ اس کو احرام کیوں نہیں دیا؟ زکریا نے قاضی صاحب سے کہا اب تو آپ نے بھی خود ملاحظہ فرمایا کہ اس ناکارہ کو حج کے لیے نہیں جانا، مگر احباب کا اصرار ہوتا ہی رہا مگر یہ ناکارہ نہ گیا (قطب عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی) کی آپ بیتی نمبرے کا صفحہ ۳۲۔ مکتبہ مدنیہ، اردو بازار، لاہور)۔

۷۶۔ حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ کا سفرِ حجاز کا سلسلہ ۱۴۸۳ھ سے شروع ہوا۔ یہ خیال بھی ہوا کہ جب علمی کام نہیں ہے تو دارالکفر میں خالی پڑے رہنے کے بجائے دیارِ حبیب اللہ میں ہی وقت گذارا جائے۔ میرے امراض اور عوارض کا تقاضا بھی یہی تھا کہ سفر نہ کروں مگر جب بھی یہاں آیا ساتھ ہی ہندوستان کے اکابر و احباب کا واپسی کا تقاضا مسلط ہوا۔ اس سال میرا جانے کو دل نہ چاہتا تھا۔ ایک بزرگ نے جنہوں نے اپنانام ظاہر کرنے کو منع کر دیا تھا، استخارہ کیا۔ ۱۶ جمادی الاولی ۱۴۹۵ھ کو خواب میں انہیں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی اور میرے ہند کے سفر کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا وہ یہاں بیکار ہے؟ عرض کیا: بیکار تو نہیں کام میں لگا رہتا ہے۔ تو ارشاد فرمایا کہ جب ہمارے مدینہ منورہ میں بھی کام میں لگے ہوئے ہیں تو پھر باہر جانے کی کیا ضرورت ہے؟ عرض کیا: کیا آپ کامشا یہ ہے کہ حضرت شیخ مدینہ منورہ میں رہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہمارا منشا یہی ہے۔ عرض کیا: بالکل یہی بات ہے جا کر کہہ دوں؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں ہمارا منشا تو یہی ہے۔ تو اس پر زکریا نے جانا بالکل طے کر لیا، مگر تعجب ہے امسال کی مدنی احباب اور پاکی

احباب کا بھی بہت شدید اصرار رمضان ہند میں گزارنے پر ہوا۔ میں نے فیصلہ مولانا انعام الحسن صاحب پر رکھا۔ انہوں نے ہر دفعہ یہی کہا کہ وہاں کی مختلف ضرورتوں کا تقاضا تو جانے کا ہے مگر اس کی بیماری کی حالت دیکھ کر میری ہمت جانے کے لیے کہنے کی نہیں پڑتی۔ اس دوران عزیز عبد الحفیظ نے یکے بعد دیگرے استخاروں پر دو خواب مسلسل دیکھے۔ دوسرے خواب میں جانے کی تائید حضور اقدس ﷺ نے تحریر افرمای۔ خواب دونوں طویل ہیں اس لیے ارادہ کر ہی لیا۔ ہندوستان سے بھی بعض دوستوں کے خواب اسی تائید میں پہنچے۔ مجھ ناکارہ کا قریب پچاس سال سے یہی معمول ہے کہ اہم کام میں استخارہ کا اہتمام کرتا ہے (آپ بیتی نمبر ۷ کے صفحہ ۱۰۵ اتاے ۱۰ سے ماخوذ)۔

رمضان ۹۵ھ میں مولانا انعام الحسن صاحب کی مسجد میں ۲۸ ملکوں کے دوسو سے زیادہ حضرات مختلف رہے۔ حضور اقدس ﷺ کا تشریف لانا اور معتکفین سے مصافی کرنا وغیرہ منامات کی تفصیل روز نامچہ میں ہے (صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۷)۔

۵۹۔ ذکریا کا معمول ہمیشہ سے یہ ہے کہ ہندوستان سے واپسی پر پہلے ہی سے آئندہ رمضان کے لیے استخارہ شروع کر دیتا ہے۔ ۹۶ھ میں اولاً ممانعت آئی مگر ۲۳ جمادی الثانی کو ایک صالح شخص کے مکاؤفہ میں جو کئی دن سے ہو رہا تھا، یہ الفاظ حضور اقدس ﷺ کے پہنچے: (ترجمہ) ”سفر سعید ہے، موافق ہے، مبارک ہے، مقبول ہے، انشاء اللہ۔“ تقریباً چھ مرتبہ یہ الفاظ فرمائے جن میں ایک دو مرتبہ ”مقبولة“ فرمایا اور بقیہ اس کے بغیر۔ اس پر سفر ہند کا ارادہ کر لیا اور ۲۳ جمادی الثانی کو مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ روانگی ہوئی (آپ بیتی نمبر ۷ کا صفحہ ۲۱۶)۔

۶۰۔ نومبر ۱۹۷۱ء کی ایک شب کامکاؤفہ عزیزم عبد الحفیظ نے سنایا کہ تو (مولانا زکریا) مجلس میں حاضر ہے اور حضور اقدس ﷺ ذرالاوپنجی جگہ تشریف فرمائیں۔ آپ کے سامنے متعدد کتب ایسی خوشنما جلدیوں کی رکھی ہیں کہ زیارت نہ جسمے۔ ان میں سب سے اوپر فضائل حج، پھر فضائل درود، پھر حکایات صحابہ اور ان کے نیچے دوسری کتب۔ تحوزی ہی دیر میں مولانا یوسف نبوری نہایت خوش پوشائک ہنتے ہوئے تشریف لائے، سر پر پشاوری عمائد گول سا بندھا ہے، ان کے آنے پر تو (مولانا زکریا) اٹھا اور معافقة کیا، مولانا نہایت خوش ہیں، تو نے پوچھا کہ کیا گذری؟ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی جانب اشارہ کر کے کہا کہ آپ کی برکت سے بہت اچھی گذری۔ تو (مولانا زکریا) نے کہا کہ آپ کی برکتیں تو سب ہی پر ہیں۔ حضور اقدس ﷺ دونوں کی گفتگو سن رہے ہیں اور تبسم فرمائے ہیں (آپ بیتی نمبر ۷ کا صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۴)۔

۶۱۔ عزیزم عبدالحفیظ نے چند روز بعد دوسرا مکافہ بیان کیا کہ تو (مولانا زکریا) حضور اقدس ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوا ہے۔ آپ کی طرف سے کچھ عطا ہو رہا ہے جسے تو کھا رہا ہے۔ اسی دوران ابوالحسن تجھے کوئی دوا پلانے کے لیے آیا اور تجھے وہ دوادی، تو نے پیلی، آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: (ترجمہ) ”تیری اس عزت کرنے کی وجہ سے جیسے تو نے میری عزت کی اللہ تعالیٰ تیری عزت کرے۔“ ”ہذا“ میں تیری طرف اشارہ تھا۔ اللہ جل شانہ عزیزم عبدالحفیظ صاحب کو بہت بلند درجات عطا فرمائے کہ ان کی برکات سے بہت مبشرات سننے میں آتے ہیں۔ (آپ بیتی نمبرے صفحہ ۲۳۲)۔

۶۲۔ ۱۹ جون ۱۹۷۸ء کی شب میں عبدالحفیظ نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ صلوٰۃ وسلام کے بعد عرض کیا کہ حضرت (ﷺ)! بہت فکر مند ہوں، میرا کس منہ سے سامنا ہو گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: (ترجمہ) ”بے شک وہ ہمارا دوست ہے، بے شک وہ کامیاب لوگوں اور چمکتی پیشانیوں والے لوگوں کی جماعت میں سے ہے۔“ پھر تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے ایک خوبصورت صندوق تھا، اس پر تہہ کیا ہوا ایک خوبصورت عمامہ ہے جس پر سفید رنگ کی کڑھائی ہے، جو بہت چمکدار ہے۔ حضور اقدس ﷺ بہت پیار سے اس کی تہہ کھولتے ہیں اور ہاتھ پھیرتے جاتے ہیں، پھر اسی طرح تہہ فرمائ کر کہ دیتے ہیں اور مسکرا کر فرماتے ہیں کہ یہ ان (مولانا زکریا) کے لیے تیار کر رکھا ہے (آپ بیتی نمبرے صفحہ ۲۲۳)۔

۶۳۔ ۱۹ جون ۱۹۷۸ء کی شب میں عبدالحفیظ نے دیکھا کہ جیسے حضور اقدس ﷺ چار زانو تشریف فرمائیں اور جیسے مدرسہ شرعیہ (مذینہ منورہ) کی طرف کوئی نورانی دروازہ کھلا ہے جہاں حضرت شیخ (مولانا زکریا) چارپائی پر مضطرب نظر آرہے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے میری جانب دیکھ کر فرمایا: (ترجمہ) ”وہ ہماری ملاقات اور ہماری زیارت کے لیے مضطرب ہے اور ہم بھی اس کے مشتاق ہیں، محبت ہیں۔“ (آپ بیتی نمبرے صفحہ ۲۲۳)۔

۶۴۔ عارف باللہ سیدی شیخ احمد بن ثابت مغربی مولف ”کتاب التفکر والا اعتبار فی فضل الصلوٰۃ علی النبی المختار“..... اس کتاب میں فرماتے ہیں کہ میں نے درود وسلام کے فضائل و بشارات سے متعلق اتنے مشاہدات دیکھے جن کا شمار ممکن نہیں۔

میرے پیر بھائی سیدی احمد بن ابراہیم حیدری ہمارے یہاں تشریف لائے پس ہم سیدی احمد بن موسیٰ کے ہمراہ شیخ سیدی علی مکیؒ کی قبر پر جمع ہوئے۔ نماز عشاء پڑھ کر اور ادوات طائف سے فارغ ہو کر میرے ساتھی سو گئے اور میں ایک تھائی رات تک فضائل

درود وسلام پر غور و فکر کرتا رہا۔ سیدی ابراہیم نے غیند سے بیدار ہو کر وضو کیا اور نماز پڑھ کر پھر سو گئے۔ آپ پھر بیدار ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی خواب میں ایک منادی کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کا دیدار کرنا چاہے ہمارے ساتھ دوڑے۔ پس میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر درود کے ہمراہ دوڑنا شروع کر دیا۔ ہم ایک مکان کے پاس پہنچے جس کا دروازہ بند تھا۔ میں نے کوشش کی مگر دروازہ نہ کھول سکا، جبکہ آپ نے دروازہ کھول دیا، مگر آپ سے پہلے میں مکان میں داخل ہو گیا۔ وہاں حضور اقدس ﷺ تشریف فرماتھے۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو آپ نے اپنا چہرہ اقدس پھیر لیا اور فرمایا: اے فلاں! میری طرف نہ دیکھو، اپنا خیال رکھو۔ جبکہ آپ کی جانب متوجہ ہو کر آپ کو اپنے سینہ اقدس سے لگا لیا، میں مرعوب ہو کر بیدار ہو گیا۔ وضو کر کے نماز پڑھی اور تلاوت کر کے یہ دعا کر کے سو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زیارت کرادے۔ دوبارہ پھر وہی زیارت ہوئی۔ اب میں سمجھ گیا کہ آپ کے اعمال ضرور ایسے ہیں جن سے حضرت رسول اقدس ﷺ راضی ہیں، پس آپ میرے لیے دعا کریں۔ ادھر سے پتہ چلا کہ میری نیت اچھی تھی اور حضور اقدس پر میرا درود وسلام بھیجنا مقبول ہے۔ میں نے کسی کو کچھ نہ بتایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بارہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے دیدار سے مشرف فرمایا۔

۶۵۔ شیخ احمد بن ثابت مغربی فرماتے ہیں کہ درود کے فضائل جو میں نے دیکھے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ میں غار الملح (نمکین غار) سے ٹیونس کی طرف آیا اور اپنے شیخ سے سیر و سیاحت کی اجازت مانگی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں بھری جہاز میں سوار ہوا۔ اٹھارہ دن تک سمندری ہوا میں ہمیں ادھر ادھر لئے پھرتی رہیں۔ ہم تنگ آگئے اور بھری جہاز کے بجائے بذریعہ خشکی پیدل سفر کرنے کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ اس رات مجھے حضرت رسول اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہمیں امن و عافیت سے سفر طے کروائے اور تیز ہوا ہمیں کسی حادثے سے دوچار نہ کرے۔ پھر عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی مفید نصیحت فرمائیں جس سے مجھے فائدہ ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا: مجھ پر درود وسلام بھیجتے رہو، اس میں اضافہ کر دو اور کھیل کو دو سے خود کو علیحدہ رکھو۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور خوب درود وسلام پڑھ کر اللہ سے دعا کر کے سو گیا کہ مجھے دوبارہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت پاک سے مشرف فرم۔ میں نے پھر حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا اور پہلے کی طرح سوال کیا۔ آپ نے پھر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی تائید فرمائی اور یہ کہ کھیل کو دو سے پہیز کرو۔ بیدار ہو کر میں نے اپنا خواب اپنے ہمراہیوں کو

سایا۔ ہم نے اس دن حضور اقدس ﷺ کی برکت سے بخیر و عافیت سفر کیا اور کسی خطرے کا سامنا کیے بغیر بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچ گئے (التفکر الاعتبار)۔

۶۶۔ شیخ احمد بن ثابت مغربی فرماتے ہیں کہ درود وسلام پڑھنے کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ ایک رات میں نے دو آدمی دیکھے جو آپس میں جھگڑہ ہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں چلوتا کہ آپ سے فیصلہ کرا لیں۔ وہ چل پڑے۔ میں ان کے پیچھے ہو لیا۔ حضور ﷺ ایک بلند مقام پر تشریف فرماتھے۔ ایک نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص نے مجھ پر بہتان لگایا ہے کہ میں نے اس کا گھر جلایا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اس نے تم پر افترا باندھا ہے، لہذا اس کو آگ جلائے گی۔ میں بیدار ہوا تو اس سے کوئی بات نہ کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ دوبارہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب فرمائے۔ پس میں سو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مناد اعلان کر رہا ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنا چاہے ہمارے ساتھ دوڑ پڑے۔ پس بہت سے سفید پوش لوگ اس کے پیچھے دوڑ پڑے جن میں میں بھی تھا۔ میں نے دعا کی کہ میں آپ کی خدمت میں ایسے وقت پہنچوں جب وہاں کوئی اور نہ ہو۔ اتنا کہنا تھا کہ مجھے بھلی کی طرح کسی چیز نے اٹھایا اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ تنہا قبلہ رخ کھڑے ہیں اور چہرہ اقدس سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا: "الصلوٰۃ والسلام علیک یار رسول اللہ" آپ نے مجھے مر جبا فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جس سے دنیا و آخرت میں فائدہ ہو۔ فرمایا: مجھ پر درود وسلام پڑھنے میں اضافہ کر دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اولیاء اللہ کے زمرے میں شامل ہونے کی ضمانت چاہئے۔ فرمایا: میں اس کا ضامن ہوں کہ تمہارا خاتمہ بالخیر ہو گا۔ میں نے پھر یہی سوال کیا اور وہی جواب پایا۔ تیری بار میرے اسی سوال کرنے پر آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ تمام اولیاء اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ان کا خاتمہ بالخیر ہو، میں ضامن ہوں کہ تمہارا خاتمہ بالخیر ہو گا۔ میں نے عرض کیا: ٹھیک ہے، مجھے منظور ہے۔ کاش اللہ تعالیٰ مجھے سیدنا خضر علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرمادے۔ ابھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھ پر کثرت سے درود وسلام لازمی کرو، اس مقام کی زیارت کرتے رہا کرو اور جو وصف تمہیں مقام خاص تک پہنچانے میں معاون ہو گا ہم اس کی تکمیل کریں گے۔ میرے دل میں فخر و فرحت کی لہر دوڑ گئی کہ میں نے اہل زمین و آسمان کے آقا کی زیارت کر لی اور جب میں نے حضور ﷺ کی زیارت کر لی تو گویا میں نے ہر ایک کی

زیارت کری۔ و الحمد للہ۔

پھر وہ لوگ داخل ہوئے جنہیں میں پچھے چھوڑ آیا تھا یہ سب کے سب بلند آواز سے پڑھتے چلے آ رہے تھے: "الصلوٰۃ والسلام علیک یار رسول اللہ۔" اس وقت میں حضور اقدس ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو بشارتیں سنائیں۔ صرف ایک شخص تھا جسے آپ نے دھنکار دیا اور فرمایا: "اے دھنکارے ہوئے! اپنی راہ لو، اے آگ کے چہرے والے!" میں نے اس شخص کو غور سے دیکھا تو اس کا جسم دوسرے لوگوں سے مختلف تھا کیونکہ وہ شیطان تھا۔ جب ان لوگوں سے آپ کی گفتگو ختم ہوئی تو فرمایا: اب تم لوگ جاسکتے ہو، اللہ تمہیں برکت دے، مجھے اپنے کام کرنے دو اور دست اقدس سے مجھے اشارہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا: یار رسول اللہ ﷺ! میں شریف ہوں؟ فرمایا: ہاں تم شریف ہو۔ میں نے عرض کیا: حضور ﷺ میں شریف ہوں، آپ کی نسل سے ہوں۔ فرمایا: تم میری نسل سے ہو۔ اس پر میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر میں نے عرض کیا: مجھے ایسی فصیحت فرمائیں جو میرے حق میں نفع مند ہو۔ فرمایا: کثرت سے درود بھیجا کرو، دنیا سے دل نہ لگانا اور کھیل کو د سے پرہیز کرنا۔ پھر میں نیند سے بیدار ہو گیا (الفکر الاعتبار)۔

۶۷۔ شیخ احمد بن ثابت مغربی نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کے ہمراہ ایک مرد کامل کو دیکھا جس کا خون عربی اور چہرہ نورانی تھا۔ میں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ فرمایا: یہ خلیل الرحمن ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ پھر دونوں انبیاء علیہما السلام سے درخواست کی۔ دونوں نے مجھے دعا دی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے خاتمہ بالغیر کا ضامن ہوں، تم درودو سلام میں اضافہ کر دو۔ میں نے عرض کیا: جب میں آپ پر درودو سلام بھیجا ہوں تو کیا آپ سماعت فرماتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! یہی نہیں تیری مجلس میں ملائکہ مقرر نہیں بھی حاضر ہوتے ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا: آپ میرے ساتھیوں کے بھی ضامن بن جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تیرے ساتھی بھی میری ضمانت میں ہون گے۔ پھر میں نے اپنے شیخ کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا: وہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ میں نے عرض کیا: یار رسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں آپ ہر اس مسلمان کے ضامن ہوں جو درودو سلام پر لکھی گئی میری اس کتاب کو پڑھے۔ آپ نے فرمایا: میں اس کے پڑھنے والوں کا ضامن ہوں اور اس کا بھی جو اس کتاب میں لکھے گئے صیغوں کے ساتھ درودو سلام بھیجے، تم اس پر کاربند رہو اور اس میں کچھ اضافہ بھی کرو، جو مانگو گے ملے گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ (الفکر الاعتبار)

۶۸۔ شیخ احمد بن ثابت مغربیؒ نے خواب دیکھا کہ ایک مناد اعلان کر رہا ہے کہ جو شخص حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرتا چاہے میرے ساتھ ہو لے۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ پانی کا بہتا ایک چشمہ دیکھا جو دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ سخت اور شہد سے زیادہ شیر میں تھا۔ وہاں حضور اقدس ﷺ حضرت جبریل امین علیہ السلام کے ہمراہ تشریف فرماتھے۔ میں نے عرض کیا: ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔“ آپؐ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام کو سلام کرو۔ میں نے ان کی خدمت میں بھی سلام عرض کیا۔ پھر ہر دو حضرات سے دعا کے لیے کہا۔ دونوں نے میرے لیے دعا فرمائی، پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اپنے دست مبارک سے مجھے اس چشمے کا پانی پلا دیں۔ پس آپؐ نے مجھے تین چلوپانی پلا دیا۔ پھر میں نے جبریل علیہ السلام سے پانی پلانے کے لیے عرض کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے بھی حکم فرمایا، پس انہوں نے بھی مجھے پانی پلا دیا اور پھر میں بیدار ہو گیا (الفکر الاعتبار)۔

۶۹۔ شیخ احمد بن ثابت مغربیؒ نے ایک رات حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا آپ میرے ضامن بن جائیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو، میں تمہارا بھی ضامن ہوں اور تمہارے ماں باپ کا بھی۔ پھر حضور اقدس ﷺ نے میرے آبا و اجداد میں سے ایک ایک کاتام لینا شروع کیا۔ یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچ گئے۔ میں نے عرض کیا: میں ہر جمعرات آپؐ کی زیارت چاہتا ہوں۔ فرمایا: اگر یہ چاہتے ہو تو دن کو روزہ رکھو، رات کو قیام کرو اور مجھ پر بکثرت درود و سلام بھیجو (الفکر الاعتبار)۔

۷۰۔ شیخ احمد بن ثابت مغربیؒ نے خواب میں جذات کی ایک جماعت کو دیکھا جنہوں نے بھلی کی سی تیزی کے ساتھ مجھے مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔ ہم سب نے طواف کیا۔ پھر پلک جھکتے ہی ہم سب مدینہ منورہ کی مسجد نبوی ﷺ میں تھے۔ ہمارے بیٹھتے ہی ایک خوبصورت شخص ایک بڑے برتن میں ٹریڈ اور شہد لایا۔ میں نے جذات سے پوچھا: تمہارا شکانہ اور نسب کیا ہے؟ بولے ہم مدینہ طیبہ کے رہنے والے مسلمان جن ہیں۔ میں نے کہا: میں حضور اقدس ﷺ کا دیدار کرتا چاہتا ہوں۔ کہنے لگے کہا ناکھالو، انشاء اللہ دیدار بھی ہو جائے گا۔ میں نے کھانا کھایا، پھر جوں ہی باہر نکلے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ ایک جماعت کے ہمراہ تشریف لارہے ہیں اور ہر لحاظ سے سب پر فائق ہیں۔ جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: احمد ساری نیکی دفعتاً سیئنا چاہتے ہو؟ اپنے نفس پر زمی کرو، تم پر لازم ہے کہ عبادت خداوندی اور خدمت طلبہ کا شرف حاصل کرو، صرف تمہارے پہلے ساتھی تمہارے ساتھ رہ جائیں گے، مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو، تمہارے لیے سب بہتری ہی بہتری ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ (الفکر الاعتبار)۔

۱۔ اردو کے صاحب طرز مشہور و معروف ادیب حضرت خواجہ حسن نظامی دلی والے کی آپ بیتی پہلی بار ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ خواب وہیں سے پیش کیا جا رہا ہے:-

میری عمر دس سال تھی۔ رات کو خواب دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں۔ صبح صادق کا وقت ہے اور کچھ لوگ حلقہ بنائے ہوئے اس پہاڑ پر کھڑے ہیں جن کے وسط میں ایک صاحب ہیں، جن کو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں آدمیوں کا حلقہ چیر کر اندر کھس گیا اور حضور اقدس ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت تک سورج نہیں نکلا ہے مگر حضور انور ﷺ کے چہرہ مبارک پر دھوپ آرہی ہے۔ میں بے تاب ہو گیا اور میں نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلایا اور اچک اچک کر آپ کے چہرہ مبارک پر چمکتی دھوپ روکنے لگا، چونکہ میرا قدح چھوٹا تھا اس لیے ہاتھ چھرے تک نہ جاسکتے تھے، لیکن بار بار اچکنے سے میرا قدح اونچا ہو گیا اور میں نے اپنے ہاتھوں سے حضور اقدس ﷺ کے چہرہ مبارک سے دھوپ روک لی، جب دھوپ رک گئی تو میں بہت خوش ہوا اور حضور اقدس ﷺ نے تبسم فرمایا کہ مجھے دیکھا۔ جس سے میں نے محسوس کیا کہ آپ میری اس خدمت سے خوش ہوئے ہیں۔ صبح میں نے اپنا یہ خواب اپنے استاد مرحوم حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے ہاتھوں دینِ اسلام کا کوئی رخنہ درست ہو گا اور وہ ایسا رخنہ ہو گا جس سے حضور سرور کائنات ﷺ کی روح مطہر کو اذیت ہو رہی ہو گی۔ ایسا ہی ہوا۔ خواجہ صاحب اپنے دور کے نامور مسلمان تھے اور انتہا درجہ پہلو دار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی دینی خدمات بھی نہایت نمایاں ہیں۔

۲۔ مدینہ منورہ میں ایک صاحب نسبت بزرگ نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ کی طرف سے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو ان الفاظ میں پیغام بشارت دیا گیا۔ (عربی کے اس پیغام کا اردو ترجمہ) ”میری طرف سے آپ کو سلام کہیں، ہر معاملے میں اللہ سے قوت و طاقت کے طلب گار ہوں، ہمیشہ حق بات کہیں، اللہ تعالیٰ حج اور حق کہتا ہے اور وہی صحیح راستے کی رہنمائی کرتا ہے۔“ جناب قاری سعید الرحمن (راولپنڈی) نے جب مفتی صاحب سے عرض کیا کہ سفر نامے میں اس کو شائع کیا جائے تو پہلے کچھ نہ کہا، جب ریاض جانے کے لیے مدینہ منورہ ایرپورٹ کی طرف جا رہے تھے تو از خود فرمایا کہ اس خواب کو مت لکھو، اس سے خود ستائی کا پہلو نہ نکل آئے (قومی ڈائجسٹ، لاہور۔ فروری ۱۹۸۱ء صفحہ ۱۷۸)۔ بقول جناب مجیب الرحمن شاہی ”وزیر اعلیٰ مگر چٹائی سے سروکار، تکلفات سے بیزار، بوریے پر دربار،

عجب صاحب اخیار، غلام احمد مختار۔“

مفتی صاحب صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ تھے۔ وزارت عالیہ کے دوران بھی آپ کے رہن سہن، طرزِ ملاقات اور اسلوبِ معاشرت میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ اپنی سرکاری مصروفیات کے باوجود روزانہ سینکڑوں افراد سے ملاقات کر کے ان کے مسائل حل کرتے تھے۔ مہماں نوازی کا بھی وہی انداز برقرار رہا جو پٹھانوں کی روایت میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو مفتی صاحب کی سی شاندار زندگی اور شاندار موت عطا فرمائے۔ آپ نے جو اصلاحی قدم اٹھائے ان میں سے چند یہ ہیں:-

- ۱۔ شراب کے استعمال پر مکمل پابندی
- ۲۔ اردو کو سرحد کی سرکاری زبان قرار دیا
- ۳۔ جہیز پر پابندی
- ۴۔ سرکاری لباس قیص اور شلوار
- ۵۔ جمعہ کو ہفتہ دار تعطیل
- ۶۔ قمار بازی پر سختی سے پابندی
- ۷۔ احترامِ رمضان پر سختی سے عمل
- ۸۔ قرآنی تعلیمات عام کرنے کے لیے مدرسیں میں خصوصی انتظامات
- ۹۔ غریب طلباء کیلئے وظائف
- ۱۰۔ عربی مدارس کے فارغ التحصیل طلباء کے لیے یونیورسٹیوں میں داخلے کی اجازت
- ۱۱۔ غریب زمینداروں کو تقاضوی قرضوں پر سود کے لین دین پر پابندی وغیرہ
- ۱۲۔ مفتی دمشق حامد آفندی ایک مرتبہ سخت مشکلات میں مبتلا ہو گئے۔ وہاں کا وزیر ان کا سخت دشمن ہو گیا۔ ایک رات سخت بے چینی تھی کہ آنکھ لگ گئی اور حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ان کو تسلی دی اور یہ درود شریف سکھایا کہ جب تو اسے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ تیری مشکل حل کر دے گا۔ آنکھ کھل گئی۔ یہ درود شریف پڑھاتے مشکل حل ہو گئی۔ وہ درود شریف یہ ہے:

اللهم صلی و سلم و بارک علی سیدنا محمد قد ضاقت
حیلتی ادرکنی یا رسول الله

(ترجمہ) یا اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر درود وسلام اور برکتیں بھیج۔ یا رسول اللہ ﷺ! دشکیری فرمائیے، میں اپنے حیلہ اور کوششوں میں ناکام ہو چکا ہوں۔“)

اکابرین ملت نے اکثر مشکلات میں اس کو پڑھا ہے۔ فتاویٰ شامی کے مؤلف علامہ سید ابن عابدینؒ کے ثبت میں اس کی باضابطہ سند موجود ہے (فض صفحہ ۱۵۳)۔

پڑھنے کا طریقہ = نماز عشاء کے بعد تازہ وضو کر کے دور رکعت نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ اخلاص (قل هو اللہ احد.....)۔ بعد سلام ایک جگہ بیٹھے جہاں سونا ہو اور صدق دل سے ایک ہزار مرتبہ استغفار پڑھے ”استغفر اللہ العظیم۔“ پھر دوز انومودب بیٹھ کر یہ تصور کر کے حضور اقدس ﷺ کی خدمت با برکت میں حاضر ہو کر عرض کر رہا ہوں اور کامل توجہ کے ساتھ مذکورہ بالا درود شریف (صلوٰۃ حل المشکلات) پڑھنا شروع کرے۔ پڑھتا رہے یہاں تک کہ غیند کا غالبہ ہو، تو اسی جگہ دائیں کروٹ قبلہ رخ سو جائے۔ پڑھتے وقت اپنی حاجت یا مشکل کا دھیان رکھے۔ انشاء اللہ پہلی ہی رات یا تین راتوں میں مراد برآئے گی۔ (سیارہ ڈائجسٹ۔ ”دعائے نمبر۔“ صفحہ ۲۶۳ تا ۲۷۵)۔

۲۔ The Divine Quran (جلد اول)۔ اس انگریزی ترجمہ کے مترجم الحاج سردار عبد الحمید ایک ستر سالہ بزرگ ہیں جو پہلے مشرقی پاکستان میں مقیم تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ۱۹۵۸ء میں انہیں حضور اقدس ﷺ نے خواب میں حکم دیا کہ وہ قرآن مجید کا ترجمہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے ڈھاکہ میں ایک مسجد کے دو کمرے کرائے پڑھاصل کر کے یہ کام شروع کر دیا۔ مشرقی پاکستان میں لوٹ مار اور دہشت گردی کے دوران ان کا تمام مال و اسباب ضائع ہو گیا، پس ستمبر ۱۹۷۴ء میں وہ کراچی آگئے اور دوبارہ یہ کام شروع کر دیا۔ اس پیرانہ سالی میں وہ ترجمہ، ٹائپ اور پروف ریڈنگ وغیرہ خود تن تھا کر رہے ہیں۔ انہیں امید ہے کہ وہ پورے قرآن کریم کا ترجمہ آئندہ تین سال میں کر لیں گے۔ سیارہ ڈائجسٹ شمارہ جنوری ۱۹۸۵ء نے ترجمے کی جلد اول جو پہلے پانچ پاروں پر مشتمل ہے تبصرہ کرتے لکھا ہے کہ ترجمہ نہایت سلیمانی اور آسان انگریزی میں ہے۔ پہلے ہر آیت کا عربی متن درج ہے، اس کے سامنے انگریزی ترجمہ اور نیچے حاشیے میں اس کی تشریع کی گئی ہے۔ اسے ”دارالسلام۔۵۔ ای۔۸۔ پاپوش نگر۔ کراچی ۱۸“ نے شائع کیا ہے۔ ۱۷۲ صفحات اور ۸۰ روپیہ ہدیہ ہے۔

اللہ کرے سردار صاحب حیات ہوں اور مکمل ترجمہ شائع ہو چکا ہو۔ خواہش مند حضرات مذکورہ بالا پتے پرناثر سے دریافت کریں۔

۳۔ حضرت مولانا محمد ایوب دہلویؒ ایک مرتبہ جناب ملا واحدی سے اس قدر ناراضی ہوئے کہ لکھا کہ مجھے آپ کی سیادت میں شک ہے جناب ملا واحدی نے کہلوادیا کہ آپ کو حضور

سرور کا نات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اکثر ہوتی ہے۔ اب ہو تو میری سیادت کی بابت آپؐ سے دریافت کر لیں، اگر آپؐ نے میرے سید ہونے کی تصدیق نہ فرمائی تو میں آئندہ اپنے تینیں سید نہیں کہوں گا۔ دوسرے ہی دن حکیم احمد حسن خان جو حکیم محمد سعید ستارہ امتیاز کے طبق نائبین میں ہیں، جناب ملا واحدی کے پاس مولانا محمد ایوب دہلویؒ کا خط لے کر آئے جس میں تحریر تھا کہ لمبی زیارت ہوئی۔ تم اور میر انوار احمد دونوں سید ہو۔ میں آج یا کل تم سے ملوں گا۔ (ہمدرد ڈا ججٹ صفحہ ۲۳۔ دسمبر ۱۹۷۷ء شمسی۔ مدیر: حکیم محمد سعید ناظم آباد، کراچی)۔

جناب ملا واحدی لکھتے ہیں کہ مجھے چودھویں صدی ہجری کے بوئے بوئے علماء و مشائخ سے شرف نیاز مندی رہا۔ میں نے علم کے سمندر کا غوطہ خور عالم اور غزالی صفت درویش مولانا محمد ایوب سے بڑھ کر نہیں پایا۔ مولانا دین کی تجارت نہیں کرتے تھے نہ مولویت کو پیشہ بنایا تھا۔ علم ان پر نازل ہوتا تھا۔ ان کا علم اکتسابی نہیں وہی تھا۔ مولانا کھانے کے شوقیں اور کھانا پکانے کے ماہر تھے۔ فریسکو کے مالک حافظ محمد سعید مولانا کے بھتیجے ہیں۔ ان کی دکان کی مشہایاں بہترین ہوتی ہیں۔ مولانا محمد ایوب نے ۲ شوال ۱۳۸۹ھ میں بمقام کراچی رحلت فرمائی۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

۶۔ امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیریؒ ایک عارف باللہ اور عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کی ابتدائی زندگی شعرو شاعری اور دنیاداری میں گذری تھی۔ ابتدائیں وہ ایک قصیدہ گو درباری شاعر تھے لیکن تھے سعید الفطرت۔ وقت آیا تو ایک جملے سے ان کی زندگی میں انقلاب آگیا۔ مدح سرا اور ہجو گویہ درباری شاعر ایک روز دربار شاہی سے گھرو اپس جا رہے تھے کہ راہ میں ایک بزرگ نے ان سے کہا کہ آج رات تمہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہونی ہے۔ امام بوصیری نے یہ سن کر جواب دیا کہ میں کہاں اور یہ سعادت عظمی کہاں؟ لیکن ان کے نہاں خاتہ دل میں یہ جملہ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوت جگایا۔ سوئے تو خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ اکرامؓ کے جلو میں تشریف لائے ہیں جیسے کہ مہر جہاں تاب ماه ونجوم کے جھرمٹ میں ہوتا ہے۔ بیدار ہوئے تو دل عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیف و سرور سے مسرورو معمور تھا، پھر یہ شیفتشکی بڑھتی چلی گئی اور آپ نے شانِ رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم میں مفریہ اور ہمزیہ جیسے قصائد کہے اور قصیدہ برده شریف نے تو آپ کو زندہ جاوید بنا دیا۔ (برکات برده از علامہ فضل احمد عارف۔ نذر یمنز۔ پبلشرز۔ لاہور۔ صفحہ ۲۹۔ ۳۰ تا ۴۰)۔

۷۔ مولانی صلی و سلم دامہ ابداء
علی حبیک خیر الخلق کھم
ایک دین دار خاتون نے خواب دیکھا کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ آگے

آگے جا رہے ہیں اور حضرت رسول اللہ ﷺ پیچھے پیچھے (اپنے گھر کے سامنے سے گزر رہے ہیں)۔ جب اس کی تعبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتیؒ سے دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس میں حضرت رسول اللہ ﷺ نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ مولانا کامل پوری کا طریقہ مجھے پسند ہے، پھر حضرت شیخ الحدیث نے بطور مثال فرمایا کہ جیسے مولانا صاحب کی طبعت میں خاموشی تھی تو یہ چیز اور الیکی، ہی آپ کی دوسری عادات حضرت رسول اللہ ﷺ کو پسند تھیں۔ یہ خواب حضرت مولانا کامل پوریؒ کے وصال کے بعد دیکھا گیا تھا (تجلیات رحمانی یعنی سوانح حیات حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ مرتبہ قاری سعید الرحمن، جامعہ اسلامیہ، راولپنڈی۔ صفحہ ۳۳۲)۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ ۲۱ اگست ۱۸۸۲ء کو بمقام بہبودی (ضلع کیمبل پور) میں پیدا ہوئے اور علم و تقویٰ کے باعث کیمبل پوری کی بجائے کامل پوری مشہور ہوئے۔ آپ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ اور سابق صدر المدرسین مظاہر العلوم (دیوبندیانی) سہارپور (یو۔ پی، بھارت) کی حیثیت سے خصوصی طور پر مشہور ہوئے۔ تمام عمر درس و تدریس میں گذری۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۵ء کو وصال فرمایا اور قبرستان بہبودی میں اوپھی ڈھری پر سڑک کے قریب وفن کر دیئے گئے۔ اس علاقہ میں اس سے پہلے اتنا بڑا جنازہ نہیں دیکھا گیا تھا۔ حضرت مولانا نصیر الدین (ملا نصیر اخوندؒ) نے نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

۷۸۔ ایک صالح اور دیندار شخص حافظ فردوس نے خواب میں دیکھا کہ بہبودی کے غربی محلہ کی کسی جگہ پر ہوں کہ اچانک ڈھول باجے بجتے ہوئے آگئے۔ میں وہاں سے دوڑتا ہوا انکل گیا۔ اسی خواب میں سمجھتا ہوں کہ دوسرا دن ہے کہ میں پھر اسی جگہ ہوں اور پھر یہی سلسلہ شروع ہوا تو میں وہاں سے بھاگنے لگا۔ راستے میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ چند بزرگوں کے ہمراہ ہیں۔ ان بزرگوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یہ یہاں سے گانے بجانے کی وجہ سے بھاگتا ہے۔ آگے گیا تو حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کو دیکھا جو مجھے اپنی بیٹھک میں لے گئے (تجلیات رحمانی صفحہ ۳۳۵)۔

۷۹۔ شیخ القرآن پیر محمد عبد الغفور چشتی ہزارویؒ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میدان قیامت ہے، نفس انسانی کا عالم ہے اور لوگ بڑی تکلیف میں بتلا ہیں۔ میں خود حیران و پریشان ہوں کہ اتنے میں حضرت رسول اللہ ﷺ حضرت صدیق اکبرؓ کے ہمراہ تشریف لاتے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ چلو جنت کو چلیں اور میں ان کے ہمراہ ہو لیا (”حضرت شیخ القرآن“

از رانا منظور احمد خان صفحہ ۲۸)

۸۰۔ ایک شب جمعرات قبلہ عالم شیخ القرآن پیر محمد عبدالغفور چشتی ہزاروی نے خواب میں دیکھا کہ حضور انور ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ آپ نے آگے بڑھ کر حضور اقدس ﷺ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور یہ مصرع پڑھا

سرمن فدائے را ہے کہ سوار خواہی آمد

ترجمہ = (میرا سر اس راستہ پر قربان ہو جائے جس راستہ سے آپ سوار ہو کر تشریف لائے ہیں) یا رسول اللہ ﷺ ! میری جان آپ پر قربان، میرا جسم آپ پر قربان، میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اس کے بعد حضور اقدس ﷺ امامت کے واسطے مصلیٰ پر تشریف لے گئے تو قبلہ عالم ہزاروی بھی آپ کے پیچھے آخری صفات میں شامل ہو گئے۔ آپ نے دیکھا کہ حضور انور ﷺ کی گردن مبارک سب مقتدیوں سے بلند تھی۔ نماز کے بعد حضور اقدس ﷺ حضرت ہزاروی کی طرف تشریف لائے۔ موزے پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے شیخ القرآن حضرت ہزاروی کو داہنے ہاتھ کی کلائی سے پکڑا اور فرمایا: جنت میں جاتا ہے؟ حضرت ہزاروی نے فرمایا: حضور ﷺ ! میری جنت تو آپ ہی ہیں، آگے آپ کی مرضی۔ حضرت ہزاروی نے جنت کی دیواریں دیکھیں اور عرض کیا کہ ان دیواروں سے کیسے گذرؤں گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میرے ساتھ ہوتے ہوئے ان دیواروں کی فکر ہے؟ پھر پتہ نہیں کیسے گذر گئے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی (”حضرت شیخ القرآن“ یعنی حضرت پیر محمد عبدالغفور چشتی ہزاروی کے حالات زندگی معا خطبات از رانا منظور احمد خان ایم اے، اشار پر لیں، ریلوے روڈ، وزیر آباد۔ صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۰)۔

شیخ القرآن پیر محمد عبدالغفور ہزاروی کیم اپریل ۱۹۱۰ء بروز جمعہ مولانا عبدالحمید ہزاروی کے گھر موضع چمپہ تحصیل ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کر کے دیوبند پہنچ لیکن وہاں امتحانات شروع ہو چکے تھے اور مدرسے میں داخلے کی گنجائش نہ تھی۔ پس دہلی کے جامع العلوم میں داخلہ لیا اور پھر وہاں سے دارالعلوم بریلی میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں کے شاگرد بنے۔ بریلی سے فارغ ہو کر گجرات (پنجاب) میں سید پیر ولایت علی شاہ کے مدرسہ میں بطور معلم کام کرنے لگے۔ تھوڑے عرصے بعد ۱۹۳۵ء میں وزیر آباد کی سب سے بڑی جامعہ مسجد میں خطیب مقرر ہوئے اور بقیہ زندگی وہیں گزار دی۔ حسب معمول فجر کی نماز کے بعد سیر کو نکلنے اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء بروز جمعہ جی نی روڈ پر نالہ پلکھو کے قریب ایک ٹرک کی زد میں آکر شدید زخمی ہوئے۔ جانب

نہ ہو سکے اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے خالق حقیقی سے جاتے۔ اناللہ وانا الیه راجعون۔ ذیڑھ لاکھ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ بچپن ہی میں قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ (پیر صاحب گولڑہ تشریف) سے بیعت کر لی تھی۔ پیر صاحب سے آپ کو بے حد عقیدت تھی۔

۸۱۔ یہ نسخہ ایک خدار سیدہ بزرگ کو حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے حفظ ما تقدم کے طور پر خواب میں عطا فرمایا تھا اور مشتہر کرنے کی تائید کی تھی۔ ان گولیوں کو مفت تقیم کرنا چاہئے۔ اس متبرک نسخہ کو ایک خاص فضیلت حاصل ہونے کا فخر حاصل ہے جو یوں ہے:-
حوالشانی = نیم کے بزر پتے یا پھول جو بالکل تازہ اور ہرے بھرے ہوں، چراستہ، شاہترہ، یہ تینوں جزیں ہم وزن لے کر علیحدہ علیحدہ رات بھرپانی میں بھکور کھیں۔ صحیح نیم کے پتے یا پھول اسی پانی میں باریک پیس کر اس میں شاہترہ اور چراستہ ملا دیں اور آگ پر پکائیں۔ جب خوب گاڑھا ہو جائے تو اتار کو وزن کریں اور اس میں فی تولہ چار رتی کے حاب سے زعفران ملا دیں۔ بس تیار ہے۔ اب چاہیں اسی طرح رکھیں یا گولیاں بنالیں۔

خوراک = یہ دو اتنے ماشہ چینی میں پیٹ کر کھائیں۔ اتنے دن کا استعمال ہی کافی ہے۔ طاعون کے علاوہ دوسرے امراض میں بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

(خواص نیم (پنفلٹ نمبر ۲) از استاذ الحکماء حکیم محمد عبد اللہ جہانیاں (صلع ملستان) والے۔ صفحہ ۸۶ تا ۸۷۔ ادارہ مطبوعات سیمان۔ اردو بازار۔ لاہور)۔

۸۲۔ ملک دینار گچکی ولد ملا مراد گچکی کا دور ذکر یوں کے انتہائی عروج کا دور تھا۔ مسلمانوں کو نمازی کہہ کر قابل گردن زدنی سمجھتے تھے۔ کوئی مسلمان نمازی ذکری آباد یوں میں جانہیں سکتا تھا۔ اگر کوئی پہنچ جاتا تو معلوم ہونے پر اس کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ فرانس اسلام کی بجا آوری مشکل ہو گئی تھی اور مسلمان انتہائی مشکل میں پہنچنے ہوئے تھے۔ ذکر یوں کی معاندانہ، مرتدانہ اور اسلام دشمن حرکات دیکھ کر حضرت شاہ فقیر اللہ علوی ثم شکار پوریؒ کو سخت صدمہ تھا۔ ہر وقت اس بات کے خواہاں تھے کہ کوئی مسلمان حکمران ذکر یوں کے ان علاقوں کو فتح کر کے اسلام کا بول بالا کرے اور ذکر یوں کو کفر سے نکال کر زیور اسلام سے آرائستہ کرے۔ چنانچہ ۱۶۲۰ء مطابق ۱۳۸۷ء کو جب آپؒ حج بیت اللہ کے لئے حر میں شریفین تشریف لے گئے تو مواجهہ شریف پہنچ کر ذکر یوں سے نجات اور اسلام کے غلبہ کے لیے دعا کی۔ حضور انور ﷺ نے وہیں آپؒ کو بشارت دی کہ میر عبد اللہ خان بر اہوی قلاتی کی اولاد میں سے کسی ایک کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ اسلام کو غلبہ عطا فرمائے گا۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس بشارت کے مصدق جامد عظیم، بطل جلیل، میر نصیر خان

نوری ولد میر عبد اللہ خان براہوئی قلاتی سپاہی تھے۔ آپ حضرت شاہ فقیر اللہ علویؒ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ آپ کے دور میں ذکریت بام عروج پر تھی۔ ذکریوں کا حکمران ملک دینار گچکی تھا اور وہی ذکری نہ ہب کا خلیفہ بھی تھا۔

اسی زمانہ میں حضور اقدس ﷺ نے خواب میں حکم فرمایا "اے نصیر خان! اٹھو اور ذکریوں کے خلاف اسلام کی سر بلندی کے لیے جہاد کرو، اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو گا۔"

چنانچہ میر نصیر خان نے اللہ کا نام لے کر جہاد کی تیاری شروع کر دی اور ۱۸۸۱ء مطابق ۱۲۴۷ھ میں ذکریوں کے دارالحکومت "تر بت" کے قریب اپنے لشکر کے ساتھ پہنچ کر ملک دینار کو دعوت دی۔ ذکری میر نصیر خان کے شہر پر حملہ نہ کرنے کو ان کی بزدلی اور ملک دینار کی کرامت سمجھے اور اس رات ذکریوں نے چوگان کھیلتے ہوئے۔ یہ شعر پڑھا:

ہ دین داعی چونکہ برمیار شد تخت مکران بر ملک دینار شد
(ترجمہ) جب ہمارے دین کے داعی نے ہماری مدد کی۔ مکران کی حکومت ملک دینار کے لیے ہو گئی۔

میر نصیر خان نے اس شعر کو نوٹ کیا اور مجبور ہو کر بالآخر ملک دینار کے مقابلے کے لیے لکھا اور شکست دے کر اسے گرفتار کر لیا۔ تین دن تک اس کو دعوت اسلام دی گئی مگر وہ کفرتے بے دین اسلام کا انکار کرتا رہا۔ اس کا بڑھاپا بھی تھا، آخر کار اس کا سر قلم کر دیا گیا اور سر قلم کرتے وقت میر نصیر خان نے یہ شعر پڑھا:

ہ دین احمد چونکہ برمیار شد طوق لعنت بر ملک دینار شد
(ترجمہ) حضرت احمد (علیہ السلام) کے دین نے ہماری مدد کی۔ لعنت کا پھنڈا ملک دینار کی مگر دن میں پڑا۔

خان آف قلات سابق گورنر بلوجستان میر احمد یار خاں مرحوم لکھتے ہیں: "میر نصیر خان نوری نے پورے دور حکومت میں تکوارہاتھ میں لے کر بے شمار محاذاوں پر جذبہ جہاد اور شجاعت و بہادری کے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اشارہ پا کر دین اسلام کی تبلیغ اور بلوجستان کے ذکری فرقے کی شیخ کنی کے اقدامات کیے اور قدم قدم پر کامرانی و سرخ روئی نے ان کا ساتھ دیا۔ ان اقدامات اور کارناموں سے متاثر ہو کر خلافت ترکیہ نے ان کو "غازی دین" اور "ناصر ملت محمدیہ" جیسے محظی بالشان خطابات عطا کیے۔ (تاریخ خوانین بلوج صفحہ ۳۶) (مختصر تاریخ قوم بلوج و خوانین بلوج صفحہ ۳۳) (ذکری نہ ہب اور اسلام از مولوی عبد الجید بن مولوی محمد الحلق۔ صدقی

ٹرست کراچی۔ صفحہ ۳۲۹ تا ۳۲۹ سے ماخوذ)۔

۸۳۔ مولانا شاہ محمد لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۳ء کے لگ بھگ میں ضلع جھنگ میں جامعہ محمدی کا میں طالب علم تھا، بعد میں مدرسہ قاسم العلوم، ملتان میں داخل ہوا، جہاں سید عطا اللہ شاہ بخاری ہمارے استاد تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا: مودودی بہت وضudar آدمی ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے مولانا سے عرض کیا کہ مولانا غلام خوٹ ہزاروی آپ کے اہل خاندان کے بارے میں اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ آپ اس کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ اس پر آپ نے فرمایا: ”ہمارے خاندان میں یہ زبان استعمال نہیں ہوتی۔“ اپنے بدترین مخالف کے بارے میں مولانا کے یہ سخت ترین الفاظ تھے۔ مولانا قرآنی آیات کا بہت زیادہ ادب و احترام کرتے تھے۔ جن دنوں بیمار تھے۔ میں نے ان سے تفسیر قرطبی کے ایک عمل کا ذکر کیا جو لا علاج مرض کے لیے ہے اور پندرھویں پارے کی سورہ بنی اسرائیل میں اس کا ذکر ہے۔ میں نے مولانا کو وہ عمل شروع کرنے کی ترغیب دلائی تو آپ نے جواب دیا: ”میں یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ قرآن پاک کی آیت پانی میں گھوولی جائے اور میں اس سے نہاؤں، میرے لیے مرض میں بتلار ہنا اس سے کہیں بہتر ہے۔“

مولانا خواب کی بہت اچھی تعبیر بتایا کرتے تھے۔ ۱۹۶۸ء میں میں نے خواب دیکھا کہ ایک وسیع و عریض میدان میں کوئی شخص پاؤں پھیلائے بیٹھا ہے۔ میرے رفیق مولانا عبدالرحمن میرے ساتھ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ”یہ شخص محسن انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔“ میں فوراً آپ کے قدموں میں گر گیا اور دریافت کیا ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم نے آپ کا جو حیث پڑھا اور سنائے یہ تو اس سے مختلف ہے۔“ اس پر آپ نے فرمایا: ”میں غلام احمد پرویز کی وجہ سے تکلیف میں ہوں۔“

میں دراصل ان دنوں پرویز صاحب کا درس سخنے جاپا کرتا تھا جو میری مسجد (ان دنوں مولانا شاہ محمد، جامعہ مسجد گلبرگ بی بلک، لاہور کے امام تھے) کے قریب ہی رہتے تھے اور ان کے خیالات سے میں خاصاً متاثر تھا۔ میں نے اس خواب کی تعبیر حضرت مولانا مودودی سے پوچھی تو آپ نے فرمایا: ”آپ حج کریں گے۔“ میں نے اپنے مالی حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ حج پر جانے کا دور دور امکان دکھائی نہیں دیتا، اس پر مولانا نے فرمایا: ”اللہ کارساز ہے۔“ چند ہی دن بعد لاہور ری رو لنگ ملز کے مالک میاں محمد اسلم نے نماز جمعہ کے بعد مجھ سے پوچھا: ”آپ کا حج کے بارے میں کیا ارادہ ہے؟“۔ میں نے کہا: ”کس مسلمان کی یہ آرزو نہیں کہ وہ حج کرے۔“ یہ سن کر وہ چلے گئے اور شام کو میرے نام ایک چیک بھیج دیا اور

اس طرح میں حج کی سعادت سے فیض یاب ہوا (اردو ڈا جسٹ ”قائد انقلاب سید مودودی نمبر۔ ستمبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۳)۔

۸۴۔ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں حضرت حسن بن علیؓ نے ایک خطبے کے دوران اپنا ایک خواب بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عالم اسباب میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی ایک ظاہری شکل ہوتی ہے اور ایک باطنی حقیقت ہوتی ہے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا:

”لوگو! میں نے کل رات ایک عجیب و غریب خواب دیکھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت لگی ہوئی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لاتے ہیں اور عرش کا ایک پایہ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر حضرت ابو بکرؓ آتے ہیں اور حضور ﷺ کے شانہ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر حضرت عمرؓ آتے ہیں اور وہ حضرت ابو بکرؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر اچانک حضرت عثمانؓ اس حال میں آتے ہیں کہ ان کا کٹا ہوا سر ان کے ہاتھوں پر رکھا ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کنا ہوتے ہیں کہ اے پور دگار! اپنے ان بندوں سے جو تیرے نبی آخر الزمان ﷺ کے نام لیوا ہیں اور خود کو مسلمان کہتے ہیں، ان سے پوچھا جائے کہ مجھے کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا؟ میرا آخر کیا گناہ تھا؟ کون سا جرم تھا جس کے بدالے میں میرا سر کاٹا گیا؟۔“ اس کے بعد حضرت حسنؓ بیان کرتے ہیں حضرت عثمانؓ کی اس فریاد پر میں نے دیکھا کہ عرش الہی تھرا یا اور آسمان سے خون کے دو پرنالے جاری کر دیئے گئے جو زمین پر خون برسانے لگے۔“

(ماہنامہ قومی ڈا جسٹ۔ لاہور مارچ ۱۹۸۳ء کا ”حضرت عثمان غنی“ نمبر۔ صفحہ ۲۱۰)۔

۸۵۔ جولائی ۱۹۷۱ء میں منارہ ضلع جہلم (اب چکوال) میں جماعت کے اجتماع کے موقع پر ایک دن دربار نبوی ﷺ میں حج کا معاملہ پیش ہوا۔ عرض کیا: حضور ﷺ مروجہ قانون کے مطابق بحری راستے سے بلاد عرب آتا مشکل ہے، کنی مرتبہ درخواستیں دیں مگر قرعدہ اندازی میں نام نہیں آیا۔ اس پر حضرت رسول ﷺ نے فرمایا: اس دفعہ ضرور آؤ خواہ کوئی راستہ اختیار کرنا پڑے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب نے فرمایا: ”پاسپورٹ تیار کراؤ اور قرعدہ اندازی کا خیال چھوڑ دو۔ اب تو بلاد وا آگیا ہے، اس لیے جانا ضرور ہے۔“ ۲۵ جنوری ۱۹۷۱ء عصر کے قریب مکہ مکرمہ پہنچ کر حرم شریف میں داخل ہوئے تو آواز آئی ”مرحبا۔ احلا و سہلأ۔“ اس آواز کو چند دوسرے ساتھیوں نے بھی سن۔

ایک روز حرم میں بیٹھے تھے تو حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب نے فرمایا: ”مطاف میں بے شمار انبیا کے انوار نظر آتے ہیں،“ پھر فرمایا: ”غالباً ۱۹۹۱ء میں ایہاں مدفن ہیں (تفیر

منظہری جلد ۳ صفحہ ۳۶۹)۔ بیت الحقیق کی تعمیر اور چاہ زم زم کے جاری ہونے سے پہلے یہاں تشریف لائے اور یہاں وصال فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن انبیاء کی قوموں پر عذاب الہی نازل ہوا، نزول عذاب سے پہلے وہ یہاں چلے آئے اور یہاں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ فرمایا: ”کوئی پندرہ صاحب کتاب رسول ہیں۔ باب کعبہ سے مقام ابراہیم تک ایک قطار میں، بہت سے انبیاء کے انوار نظر آتے ہیں۔ باب کعبہ کے عین نیچے حضرت ہود علیہ السلام دفن ہیں۔ مقام ابراہیم سے متصل حضرت صالح علیہ السلام ہیں۔ رکن یمانی سے مجراسود کی طرف کوئی تن گز کے فاصلے پر حضرت داؤد علیہ السلام کام دفن ہے۔ حطیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہما السلام محفوظ ہیں۔“ جنت المعلی جاتے ہوئے ٹیکے کے قریب پہنچ تو حضرت عبداللہ بن زیرؓ نے آواز دی، پھر ہر طرف سے آوازیں آئیں۔ مرحا! مرحا! ایک جگہ کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی اور تمام ارواح کو ایصال ثواب کیا۔ پھر حضرت خدیجۃ الکبریؓ کے مزار پر گئے۔ ان کے ساتھ ہی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی قبر ہے۔ دیکھا کہ کافی شیعہ حضرات سیاہ لباس میں ملبوس وہاں جمع ہیں۔ نور بصیرت سے دیکھا تو دونوں قبریں خالی پڑی ہیں۔ دونوں حضرات علیہمکن چلے گئے ہیں۔ اس کی وجہ شیعہ حضرات کی موجودگی تھی۔ فرمایا: کہ رکن یمانی اور مجراسود کے درمیان کی جگہ دیکھو۔ رکن یمانی سے تیرے اور چوتھے مصلے کے درمیان جو سفید جگہ ہے یہاں حضور انور علیہ السلام تیرہ سال ذکر الہی میں مشغول رہے تھے۔ حضور اکرم علیہ السلام کے انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ حرم میں نماز کے لیے جو جگہ منتخب کی وہاں شام کو مجلس ذکر ہوئی۔ جب مراقبہ میں مسجد نبوی پہنچ تو حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز کے لیے اس جگہ کا تعین اور قیام کے لیے مکان کا انتخاب یوں اتفاقاً ہی نہیں ہوا بلکہ سنت کی پیروی کرانا مقصود تھی۔ نماز کی جگہ وہ ہے جہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہما السلام پہلی مرتبہ آکر اترے تھے اور مکان سے سنت صدیقی کی پیروی کرائی تھی کہ وہ اسی راستے سے حرم میں آتے تھے۔ یہ اس لیے ہوا کہ ان سے تمہارا قلبی تعلق اور پختہ ہو۔ مسجد خیف گئے۔ اس کی محراب کے پیچے حضرت آدم علیہ السلام دفن ہیں۔ قبلہ رو ہو کر دیکھا جائے تو محراب کے بائیں جانب مسجد کی دیوار سے باہر مدفن متصل ہے۔ (مسجد خیف مالک ملا علی القاری صفحہ ۱۵ و فیہ قبر آدم علیہ السلام)۔

پہاڑ سے متصل مسجد کی دیوار کے ساتھ بارہ انبیاء علیہ السلام دفن ہیں، جن میں پانچ صاحب کتاب ہیں۔ آخری کونے سے آواز آئی ”انا نوح۔“ وہاں گئے اور دریہ تک مراقبہ کیا اور حضرت نوح علیہ السلام سے کلام ہوتا رہا۔ آپ نے فرمایا ”مفسرین قرآن نے میری قبر کی

نشاند ہی جو مختلف مقامات پر کی ہے، بالکل غلط ہے۔ ”جل رحمت پر جہاں مینار بنا ہوا ہے اس کے پاس ہی ایک صاحبِ کتاب رسول و فن ہیں۔ اس مینار کی جگہ حضرت آدم کو یہ کلمات سکھائے گئے تھے: ”رَبَّنَا ظلمَنَا نَفْسَنَا..... إِنَّ (سورۃ الاعراف آیت ۲۳)۔

وقوفِ عرفات سے واپسی کے وقت حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب نے ہم سب سے فرمایا ”مبارک ہو۔“ (اسرار الحرمین یعنی مخطوطات اعلیٰ حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب دامت برکاتہم مرتبہ حافظ عبدالرزاق صاحب، الحسنات منزل، چکوال۔ صفحہ ۶۲۶)۔

۷۱۔ افروزی بروز چہار شنبہ ۱۷۹ء بعد اشراق مسجد نبوی میں حاضری دی۔ حضور اقدس ﷺ کی پائنتی گیلری میں بیٹھ کر ذکر اور مراقبات کیے۔ دربار نبوی میں حاضری ہوئی تو حضور اقدس ﷺ کے فرمان کے مطابق جماعت میں موجود نوافراد کی تجدید بیعت ہوئی۔ پھر جنت البیتع حاضر ہوئے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کے مزار کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا: اگر حالات اجازت دیتے تو تم لوگوں کو یہاں بیٹھنے کی دعوت دیتا۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے مزار پر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: میرے بیٹو! تم سڑک سے پرے الگ کھڑے ہو جاؤ، یہاں روافض کا ہجوم ہے۔ عرض کیا: کچھ گفتگو کرنی ہے۔ فرمایا: ”یہاں روافض کی خوست بر سر ہی ہے، تمہاری گفتگو متاثر ہو گی، علیحدگی میں گفتگو کر لیتا۔“ جمعہ کے دن مسجد نبوی میں پہنچ کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں گزارشات کیں۔ آپ نے فرمایا: ”حدیث میں جن لوگوں کا ذکر ہے ان سے تمسک کرنا، کتاب و سنت سے تمسک کرنا ہے۔“ عرض کیا: ایک روایت میں کتاب اللہ کے بعد اہل بیتی کا ذکر ہے اور ایک روایت میں سنتی کا ذکر ہے۔ یا رسول اللہ (ﷺ)! ان میں تطابق کیسے ہو؟“ آپ نے فرمایا: ”اصل چیز کتاب کے بعد سنت ہے مگر سنت احکام اور اعمال کے مجموعے کا نام ہے، جو لوگ میری سنت کے احکام اور اعمال کے مطابق زندگی ڈھال لیتے ہیں وہ دراصل سنت کی زندہ تفسیر ہوتے ہیں، اس لیے سنت اور حامل سنت کے ذکر میں کوئی تعریض نہیں اور اہل بیتی سے مراد چند مخصوص افراد نہیں ہیں بلکہ اس میں عموم ہے، خواہ ان کا مجھ سے خونی اور نسبی تعلق ہو یا نہ ہو، لہذا اہل بیتی سے مراد وہ تمام صحابہؓ اور میرے گھر کے لوگ ہیں جو میری سنت کے حال ہیں، یہ سب اہل بیتی میں آتے ہیں۔“

عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اہل بیتی کا لفظ قرآنی عرف میں ازواج اور گھر میں بالعموم رہنے والوں کیلئے بولا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ”خاص کو عام شامل ہوتا ہے۔ عرف قرآنی میں ازواج اور عموماً گھر میں رہنے والوں کے لیے اہل بیت کا لفظ استعمال ہوا ہے خصوصاً، مگر عام امت میں سے جو متعبعین کتاب و سنت ہیں وہ عموماً اہل بیت میں داخل ہیں۔“ عرض کیا۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! شیعہ لوگ تو اس سے بارہ امام مراد لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اس تخصیص کا قرینہ کون سا ہے؟ اگر اہل بیت سے مراد نبی اولاد، ہی لی جائے تو میری اولاد میں سے صرف بارہ کو شامل کرنا اور باقی کو چھوڑ دینا اس کے بطلان کی دلیل ہے۔" عرض کیا: کیا اتباع سبیل المؤمنین چھوڑ دینے کا نام، ہی رسول کی مخالفت ہے اور اس کا نتیجہ جہنم ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ درست ہے۔" (سبیل المؤمنین وہی سابقوں الاؤلوں کا عمل ہے، پھر تابعین اور تبع تابعین کا طریقہ ہے، تو جس نے صحابہ اکرمؐ کا طریقہ چھوڑا وہ مخالف رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور اس کے لیے جہنم کی آگ تیار ہے، یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے جس پر نص صریح شاہد ہے)۔

حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں تو شروع سے ہی بساط بھر فتنوں کی روک تھام میں لگا ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "تمہاری تبلیغ اور دین کی طرف سے مدافعت کی رپورٹ مجھے پہنچی رہتی ہے، میں اس سے بہت خوش ہوں، اللہ تمہاری مدد کرے گا، اصلاح خلق کے لیے تمہارا موجودہ طریقہ مجھے بڑا پسند ہے یہ ہم مسجد قبا کی جنوبی سمت گئے تو دارکشوم کے پاس ایک گنبد والا مکان نظر آیا۔ حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب نے فرمایا: "یہاں حضرت سعدؓ دفن ہیں۔" جبلِ أحد پر گئے تو حضرت نے فرمایا کہ جبل الدماۃ پر درہ کے دائیں جانب حضرت ہارون علیہ السلام دفن ہیں۔ حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب سے فرمایا: "بڑی خوش نصیب ہے یہ جماعت جو آپ کی قیادت میں میری زیارت کو آئی ہے، انہیں وہ انعام دیا گیا جس کا شکر تمام عمر ادا نہیں کر سکتے۔" (اسرار الحرمین صفحہ ۲۷۷ سے ماخوذ)۔

مشاهدات = حر میں شریفین میں کچھ ایسے منظر دیکھنے میں آئے جنہیں دیکھ کر یہ احساس ہوا کہ اگر کسی ملک میں اسلامی قانون رانج ہو تو اس کی کم سے کم برکات یہ ہیں کہ انسان کی انفرادی اور سماجی زندگی اس اطمینان سے گذرتی ہے جس کے لیے انسانیت ترس رہی ہے۔ مثلاً گاڑی کے حادثہ میں کوئی جانی نقصان ہو جائے تو قانون کی رو سے کم از کم اٹھارہ ہزار روپیہ جرمانہ ادا کرنا ہوتا ہے اور وہ ڈرائیور پھر عمر موڑ نہیں چلا سکتا۔ یہاں مجرم کو سر عام سزا دی جاتی ہے۔ قاضی فیصلہ ناتا ہے اور اگر مجرم قاتل ہے تو اس کی گردن اڑادی جاتی ہے، اگر چور ہے ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان جرائم کی سزا کا جو یہ طریقہ رکھا ہے اس میں حکمت یہی ہے کہ وہاں جرائم بہت کم ہوتے ہیں۔ یہ اسلام کے قانون انصاف اور قانون سزا کی برکت ہے کہ وہاں لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہے۔

ایک روز مسجد نبوی میں روضہ مبارک کے نزدیک حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کے پاس روافض کا ایک گروہ نعرہ بازی کرنے لگا۔ امام مسجد نے حکم دیا، سپاہی آگئے اور ڈنڈے مار مار کر ان کو وہاں سے نکال دیا۔ معلوم ہوا کہ یہاں امام کی حیثیت حج اور مجسٹریٹ کی ہے اور حضور انور ﷺ کی بے ادبی کرنا گویا جرم قابل دست اندازی پولیس ہے۔ مسجد نبوی میں دفع صوت پر روافض کو جو سزادی گئی اس سے معلوم ہوا کہ سعودیوں کا عقیدہ حیاة الانبیاء کا ہے اور انکا یہ عقیدہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد نبوی میں درود پڑھا جائے یا کسی قسم کی آواز بلند کی جائے تو اس کو نبی کریم ﷺ خود سنتے ہیں ورنہ ان کو سزا نہ دی جاتی (اسرار الحرمین صفحہ ۷۸ تا ۸۰ سے مأخوذه)۔

۸۷۔ ایک صاحب کشف بزرگ نے سید الانبیاء ﷺ کو قطب العالم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ کے متعلق امام عصر و برکۃ دہرہ کا خطاب دیتے سن جس کا اثر محدث شہیر علامہ محمد یوسف بنوری پر اس طرح ہوا کہ انہوں نے نام نامی کے ساتھ برکۃ الدہر لکھنا شروع کر دیا تھا (محبیتیں حصہ اول یعنی محبوب العارفین قطب العالم حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا دامت برکاتہم سے اللہ کے محبوبوں کی محبیتیں صفحہ ۲۹، مرتبہ محمد اقبال، ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور)۔

۸۸۔ ایک بزرگ نے مکافہ میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ فرمایا ہے ہیں کہ مجھے ان (حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا دامت برکاتہم) کی یہ ادا بہت پسند ہے کہ کوئی وقت ضائع نہیں کرتے (محبیتیں حصہ اول صفحہ ۵۱)۔

حضرت شیخ الحدیث کے دادا عارف باللہ حضرت مولانا محمد اسماعیل قدس سرہ کو جب آپ کی ولادت کی خبر ملی توزبان سے بے اختیار نکلا: ”ہمارا بدل آگیا“ اور اسی ماہ رحلت فرمائی۔ آپ کو سلوک کے اشغال اختیار کیے بغیر ہی سلوک کا معہتا ”احسان“ کا درجہ حاصل تھا۔ حضرت شیخ الحدیث کی تصانیف عالیہ اور تالیفات مبارکہ کی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا جس میں دنیا کے کسی نہ کسی ملک میں آپ کی کوئی نہ کوئی کتاب نہ پڑھی جاتی ہو۔ حضرت شیخ الحدیث ابن حضرت علامہ محمد یحییٰ کاندھلوی قدس سرہ کی ولادت پاسعادت شب الارضان المبارک ۱۵۳۱ھ بعد تراویح بمقام کاندھلہ (یو۔ پی، بھارت) ہوئی تھی۔ آپ نے یکم شعبان ۱۳۰۲ھ کو مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔

۸۹۔ حضرت امام بخاریؓ جب ۷ اسال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ اور بڑے بھائی احمد کے ہمراہ حج کیا۔ مناسک حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں روضہ رسول (علیٰ صاحبہ صلواتہ و

سلاماً) پر حاضری دی۔ خواب میں حضرت رسالت آب ﷺ کی زیارت ہوئی اور ارشاد ہوا: ”یہیں مدینہ میں شہر جاؤ اور علم حدیث کی لاقانی خدمت سرانجام دو۔“ بموجب حکم رسول اللہ ﷺ آپ مدینہ طیبہ میں رک گئے اور آپ کی والدہ ماجدہ اپنے بڑے بیٹے احمد کے ہمراہ بخارا لوٹ گئیں۔ حضرت امام بخاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ حضرت رسول اقدس ﷺ تشریف فرمائیں اور میں آپؑ کے قریب سے کھیاں اڑا رہا ہوں۔ ایک عالم نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ خواب دیکھنے والا حضرت رسول اللہ ﷺ سے جھوٹی روایتوں کو ڈور کرے گا۔ اس تعبیر سے حضرت امام بخاریؓ کی ہمت بڑھ گئی اور آپ نے احادیث جمع کرنی شروع کر دیں۔ روایت ہے کہ ہر حدیث پر شب کو خواب میں بارگاہ رسالت آب ﷺ سے تصریق کی سند ملتی تھی۔ مدینہ منورہ میں قریب ۲۵ سال آپ کا قیام رہا۔ اس قیام کے دوران، ہی ”نج بخاری“ عرب کے باہر بھی اسلامی درسگاہوں میں شامل نصاب ہو چکی تھی۔ آخر ایک رات آپ کو بارگاہ رسالت (ﷺ) سے حکم ہوا کہ اب بخارا اور اپس جاؤ اور علم حدیث کی اشاعت کرو۔

سید الحدیثین، مصباح المعلمین، حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاریؓ نے ۹۲ ہزار کے قریب علمائے حدیث زیور علم سے آراستہ کر کے دنیا کو دیئے۔ آپؑ کے عظیم شاگردوں میں چند گوہر نایاب تھے بھی ہیں: حضرت امام مسلمؓ، امام ترمذیؓ، امام نسائیؓ، امام دارمیؓ، امام ابو داؤدؓ اور ابن ماجہؓ۔ ”صحیح بخاری“ ترتیب دیتے وقت ہمیشہ روزہ رکھتے، حدیث نقل کرنے سے پہلے غسل فرماتے، پھر دور کعت نفل پڑھ کر حدیث کو اس مجموعے میں نقل کرتے تھے۔ صحیح بخاریؓ کے ترجمے دنیا کی ۵۵ زبانوں میں ہو چکے ہیں اور اس کی ۱۲۵ اشہر میں لکھی جا چکی ہیں۔ آپؑ نے فن حدیث کو باضابطہ ”علم سائنس“ بنادیا۔ اس کے لیے باقاعدہ اصول و ضوابط اور قوانین مرتب کیے۔ راویوں کو پڑھنے کے لیے علم الرجال پر ایک کتاب مرتب کی جو ”تاریخ الکبیر“ کے نام سے معروف ہے۔ راویان حدیث پر قانونی اور اصولی بحث کے لیے ایک جامع کتاب ترتیب دی جو ”تاریخ الصیغر“ کہلاتی ہے۔ راویان حدیث کے نام اور رُکنیت کی سند پر ایک کتاب لکھی جو ”کتاب الکنی“ کے نام سے مشہور ہے۔ ضعیف روایات کی جانچ پڑتاں کے لیے ”کتاب الضعفاء“ ترتیب دی۔ علم حدیث کی حفاظت، تصحیح اور تکمیل و تربیت کے لیے بے شمار علوم ایجاد کیے۔ آپؑ کی تصانیف میں الادب المنفرد، بر الوالدین، خلق العباد، کتاب الاشربه، کتاب الواحدان اور اسمای الصحابةؓ بھی مشہور ہیں۔

غم کے آخری یام میں سراپا عشق ہو گئے تھے۔ بحروف ابجد آپؑ کی ولادت

”صدق“، پوری زندگی ”حمدید“ اور سال و صالح ”نور“ ہے۔ عید الفطر کے روز علم حدیث کا یہ آفتاب جہاں تاب اور بحر علم کا گوہر نایاب بھر ۲۵۶ سال ۱۴۲۵ھ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ صالح سے چند لمحے پہلے اپنے چند عظیم تلامذہ کے سامنے جو اس وقت موجود تھے آپ نے زبان عربی یہ قطعہ پڑھا جس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے: فراغت میں رکوع و بجود کو غنیمت خیال کر، ایسا نہ ہو کہ اچانک موت آجائے۔ میں نے کتنے ہی بالکل تند رست ایسے دیکھے ہیں کہ ان کی جان دفعۃ نکل گئی۔ (حضرت امام بخاری از ضیا الحسن فاروقی ایم اے سے مأخوذه۔ سیارہ ڈائجسٹ۔ فروری ۱۹۷۸ء۔ صفحہ ۵۷ تا ۷۷)۔

۹۰۔ سیدی ابوالمواہب شاذلی قدس سرہ نے اپنی کتاب ”المراتی النبویہ“ میں ایک سو سے زیادہ اپنے وہ خواب بیان کیے ہیں جن میں ان کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ دسوال خواب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بروز جمعہ ۲۰ ذی قعده ۱۸۵ھ کو نماز چاشت کے بعد مجھے اپنے گھر میں حضور انور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”میں نبی ہوں، البطحی ہوں، میں زمزی ہوں اور میں بلا فخر اولاد آدم کا سردار ہوں۔ میری سیادت، عبودیت کے ہمراہ ہے، میرے پروردگار نے مجھے اختیار دیا ہے کہ چاہوں تو بلا شرکت غیرے بادشاہ بن کر رہوں یا چاہوں تو عبدیت کو اپنالوں چنانچہ میں نے عبدیت ہی کو اپنایا، یہی میرا سب سے بڑا شرف ہے اور یہی میرے اور پروردگار کے درمیان اسطہ و ذریعہ ہے۔“

سیدی ابوالمواہب شاذلی نے جو کچھ بھی اس خواب میں بیان فرمایا ہے وہ تمام حضور اکرم ﷺ سے مردی احادیث کے عین مطابق ہے۔ آپ کو خواب میں دیکھنا بحق ہے۔

۹۱۔ تحریک نظام مصطفیٰ (علیہ السلام) زوروں پر تھی۔ گاؤں کے رہنے والے جیسے سیدھے سادے ہوتے ہیں، راناسرور بھی ان پڑھ اور سیدھے سادے ہیں۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے، جب انہوں نے اپنایہ واقعہ سنایا:-

میں ان دونوں ٹرک ڈرائیور تھا، میرے ٹرک کا نمبر ۳۳۸۷ تھا اور میرے ساتھ میرا بھائی بھی ہوتا تھا۔ ہم روزانہ آٹے کا ٹرک سالار والا لے جاتے تھے جس کا ہمیں کرایہ ملتا تھا۔ ہم نے کبھی بابا جی سرکار (ابو انبیس حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانوی قدس سرہ العزیز) سے ملاقات نہیں کی تھی اور نہ ہی آپ ہمیں جانتے تھے۔ میں ان پڑھ جاہل سہی پھر بھی اتنی بات جانتا ہوں کہ انسانیت کی خدمت ہی میں تسلیم ہے۔ انسان کو تو پیدا ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے اس پر ظلم کرے۔ میری یہ کوشش ہوتی ہے

کہ جو آدمی پیدل جا رہا ہواں کے قریب ٹرک روک لیتا ہوں اور اسے بیٹھنے کے لیے کہتا ہوں۔ آٹا لے جانا ہمارا معمول تھا۔ ایک دن حسب معمول ڈیوٹی دینے والے افراد ٹرک سے آٹا اتار رہے تھے کہ میں قرآن محل کے نزدیک باغ میں چلا گیا، باغ کے ایک طرف درختوں کے درمیان بہت ہی زیادہ روشنی ہو رہی تھی، پہلے تو میں خوف زده ہو گیا لیکن نہ جانے کون کی طاقت مجھے اس طرف لے گئی۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ آقا نے نامدار حضور اکرم ﷺ میرے سامنے ہیں۔ کہاں میں کمینہ اور کہاں حضور اکرم ﷺ؟ میں نے جی بھر کر دیدار کیا لیکن بات کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ باہر آیا تو جماعت کھڑی تھی۔ میں بے وضو ہی جماعت میں شامل ہو گیا، مجھے وہ سکون ملا کہ بیان نہیں کر سکتا۔ سلام پھیرنے کے بعد بابا جی سر کار جو اگلی صفحہ میں تھے، کھڑے ہو گئے اور اشارے کرنے لگے۔ میں دور بیٹھا تھا میں نے سمجھا مجھے تو حضرت صاحب جانتے ہی نہیں پتہ نہیں کے بلارہ ہے ہیں؟ اتنی دیر میں ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا کہ رانا صاحب آپ کو بابا جی سر کار بدارہ ہے ہیں۔ میں ڈر گیا کہ میں نے تو وضو کیے بغیر نماز پڑھ لی ہے، شاید حضرت صاحب ڈا نشیں لیکن نہیں! بابا جی سر کار نے اس زور سے معافہ کیا اور میں نے وہ وہ چیزیں دیکھیں کہ مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ یہی نہیں بلکہ ایک شخص نے قرآن محل مجھے ایسے دکھایا جیسے کہ میں ایک پڑھالکھا آدمی ہوں۔

اس واقعے کو بیس سال گذر چکے ہیں۔ اللہ کا دیا سب کچھ ہے، میرے تین ٹرک ہیں، میں نے نماز میں کبھی کوتا ہی نہیں کی، آج تک محفوظ ہوں حالانکہ کئی مرتبہ ڈاکوؤں سے سابقہ پڑا لیکن وہ چھوڑ دیتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو کچھ بھی ہے انہی بابا جی سر کار کی وجہ سے ہے (موں ڈا ججست۔ لا ہور۔ جولائی ۱۹۹۱ء۔ صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۵ سے ماخوذ)۔

۹۲۔ ایک بزرگ کو بیداری میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا۔ عرض کیا: یار رسول اللہ ﷺ! کیا میں بیداری کی حالت میں آپؐ کی زیارت سے مشرف ہو رہا ہوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہم نے پردہ ان سے کیا ہے جو ہمارے قریب نہیں آتے لیکن دوستوں سے پردہ نہیں ہے (ربیع المجالس صفحہ ۲۸۷)۔

۹۳۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران مسلمانوں کے اتحاد و جذبہ، ایمان کے سبب بے پناہ غیری امداد ہوئی تھی۔ ایک بزرگ غلام دیگر افغانی صاحب کا خواب ان دنوں اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ ۲ ستمبر ۱۹۶۵ء کی صحیح روضہ اقدس سے فوجی لباس میں ملبوس گھوڑے پر سوار شہزادوں سمیت حضور اقدس ﷺ باہر تشریف لائے۔ مدینہ طیبہ کی حاضری کے دوران اس کی تصدیق بہت سے بزرگوں نے ان سے ملاقات کرنے کے بعد کی۔ فیلڈ

مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان نے اعلان جہاد کلمہ طیبہ پڑھ کر کیا تھا اور محاذلا ہو رپر پاکستانی افواج حضرت خواجہ سید علی ہجویری عرف داتان گنج بخش کے روضہ مبارک پر سلام کر کے جنگ پر جاتی تھیں (ربیع المجالس صفحہ ۳۹۹)۔

۹۳۔ مولانا غلام مجی الدین قصوری پہنچے ہوئے بزرگ اور عالم با عمل اپنی خانقاہ میں بیٹھے درس دے رہے تھے کہ ایک مجدوب فقیر بالکل برہنہ، عالم مستی میں مسجد کے اندر آگیا۔ مولانا صاحب نے اسے دیکھ کر فرمایا: یہ نگا مسجد میں آگیا ہے اسے نکالو۔ لوگوں نے عرض کیا: یہ نہایت سیف زبان ہے، جو کہتا ہے ہو جاتا ہے، ہم اسے ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ پس مولانا صاحب نے خود اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے مسجد سے نکال دیا۔ انہوں نے رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کا دربار گھر بارگا ہوا ہے اور وہ مجدوب آپؐ کے قدموں میں پڑا ہے اور آپؐ فرمائے ہیں کہ یہ میرا پیارا ہے۔ دوسرا دن پھر وہ مجدوب مسجد میں آگیا۔ مولانا صاحب نے پھر اسے مسجد سے باہر نکال دیا۔ دوسری شب بھی مولانا صاحب زیارت با برکت سے مشرف ہوئے اور حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ میرا پیارا ہے۔ تیسرا دن وہی مجدوب پھر مسجد میں آگیا۔ مولانا صاحب نے پھر اسے مسجد سے باہر نکال دیا۔ تیسرا شب پھر زیارت نصیب ہوئی اور حضور انور ﷺ نے فرمایا: مولانا غلام مجی الدین تم نے سنا نہیں؟ یہ مجدوب میرا پیارا ہے، جو اسے ایذا پہنچائے گا مجھے ایذا اپہنچائے گا۔ یہ سن کر مولانا صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں معافی چاہتا ہوں، میں نے اب تک جو کچھ بھی کیا شریعت کے تحت کیا، حکم شرع مطہرہ قائم رکھا، آپؐ کی شریعت مقدسہ کی پیروی کرتا رہا، اب ایسی حرکت مجھ سے سرزد نہ ہوگی۔ تب حضرت رسول اللہ ﷺ مولانا پر بہت مہربان ہوئے اور ارشاد فرمایا: یہ تمہارا امتحان اور آزمائش تھی، تم شریعت میں پکے ہو اور میرے پیارے ہو (ربیع المجالس صفحہ ۲۲۹)۔

۹۵۔ سعید محمد خان رحمانی قسم کی بیماریوں کا مجموعہ ہیں۔ بیعت سے پہلے درد گردہ میں بتلاتھے۔ کوئی علاج کارگرنہ ہوا۔ حضرت خواجہ محبوب رحمانی ”نے نقش اور دم شدہ پانی دیا جس سے جنگلی بیر کے برابر پھری پیشاب کی راہ خارج ہو گئی اور آرام آگیا۔ پھر خونی بواسیر ہو گئی۔ ڈاکٹروں نے گائے کا گوشت اور مصالحہ جات استعمال کرنے سے منع کر دیا۔ حضرت خواجہ محبوب رحمانی ”نے سن کر فرمایا: میاں کھاؤ اسی میں تمہارا علاج ہے، آئندہ جب بواسیر ہو گائے کا گوشت مرچ مصالحہ لگا کر کھاؤ۔ گائے کے پائے کا سالن کھاتے ہی بواسیر غائب ہو گئی اور پھر کبھی نہ ہوئی۔ اس کے بعد ایک پھیپھڑا گل گیا اور دوسرا متاثر ہوا۔

بریگیدیر محمد انور خان کی وساطت سے سامنی سینی نوریم میں داخلہ مل گیا۔ معانج مایوس، عزیزو اقربا پریشان۔ اہل حلقہ گھبرا گھرا کر حضرت قبلہ عالم مرشد کامل خواجہ محبوب رحمانی ”کوفون“ کرتے۔ آپ ہر بار فرماتے تھیک ہو جائے گا۔ اسی موت و حیات کی کشکش میں سامنی سینی نوریم میں بستر پر حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سے فرمایا کہ یہ بھلی کے تاروا لاڈبہ سعید محمد خان رحمانی کے سینے پر لگادو۔ باقاعدہ جنجنہاہت محسوس ہوئی، مسرت و خوف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ آنکھ کھل گئی اور مرض میں افاقہ شروع ہو گیا (ربیع المجالس یعنی تذکرہ حضرت خواجہ محبوب رحمانی حلقہ، رحمانی الفاروق، جہانگیر روڈ، کراچی۔ صفحہ ۳۵۷۔ یہ شاندار ۲۷۳ صفحات پر مشتمل رسالہ نما کتاب مطالعہ کے لیے مجھے جناب چودہ دری فتح محمد صاحب، اسلام آباد نے عنایت فرمائی تھی جس کے واسطے میں ان کا تھہ دل سے ممنون ہوں)۔

قطب الاقطب، بحر معرفت، شیخ طریقت حضرت خواجہ شاہ محمد فاروق (خواجہ محبوب رحمانی”) ۱۹۰۲ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں ہجرت کر کے کراچی میں آباد ہوئے اور ۱۹۸۳ء میں وصال فرمایا۔ آپ کے سلسلے کے لوگ ”رحمانی“ کہلاتے ہیں، ربیع المجالس میں آپ ہی کا تذکرہ ہے، عجب پر تاثیر کتاب ہے لہذا جس کو موقع ملے ضرور پڑھے۔
۹۶۔ مجمجم الملک حاجی میان محمد صادق منور ۱۸۹۸ء میں با غبان پورہ لاہور میں پیدا ہوئے۔ نہایت صاحب علم اور باکمال انسان تھے۔ بہت سی مفید کتابیں بھی تحریر کیں جن میں ایک ”صادق خواب عرف خوابوں کی دنیا“ ہے، جس میں کئی خواب ایسے ہیں جن میں لوگوں کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ مجمجم الملک حاجی صاحب نے ان کی تعبیر دی ہے، ایسے ہی چند خواب مع تعبیر پیش کیے جاتے ہیں:-

مدینہ شریف نظر آرہا ہے، میں ایک دکان کے برآمدہ میں بیٹھا ہوں، حضور پر نور ﷺ در میان میں رونق افروز ہیں اور بے شمار ہجوم کھڑا ہے، لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت کریں، میں دیکھ کر کہہ رہا ہوں کہ یہ لوگ تجھ کر رہے ہیں، آپ کھانا کھانے تشریف لے جا رہے ہیں اور جب کھانا تاول فرماؤ کرو اپس تشریف لا میں گے تو پھر اسی جگہ سے گذریں گے۔

اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ خوش قسمت ہیں۔ آپ کو دولت ملے گی اور حج بھی کریں گے (صادق خواب صفحہ ۱۲۳)۔

۹۷۔ خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک مسجد ہے اور اس میں شہنشاہ دو عالم، ہادی برحق

صلی اللہ علیہ و علیہ السلام فرمادیکے تشریح فرمائے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا دین مکمل ہو گیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپؐ کے پاس تشریف فرمائے ہیں اور حضور سرور کونین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کر رہے ہیں کہ آپؐ یہ بیان نہ کریں، حضور انور علیہ السلام روک رہے ہیں، میں آپؐ کی چھپلی طرف لیٹا ہوا ہوں، منه پر کپڑا لیا ہوا ہے، غنودگی کا عالم ہے، حضور اقدس علیہ السلام نے وعظ ختم کرنے کے بعد میری طرف ایک ہاتھ بڑھایا، ایک ہاتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رکھا ہے، میں نے دونوں مبارک ہاتھوں کو کپڑا لیا اور ناف تک لے گیا ہوں۔

اس کی تعبیر یہ ہے کہ بیمار کو صحت حاصل ہو گی، رزق سے مالا مال ہونگے اور قیامت کے روز بخشنے جائیں گے (صادق خواب صفحہ ۱۲۸ تا ۱۳۰)۔

۹۸۔ خواب دیکھتا ہوں کہ حضور اقدس علیہ السلام میرے کاشانہ پر رونق افروز ہیں، میں درود و سلام پڑھتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ روز قیامت میری شفاعت فرمائیے گا یا میں خود عرض کرتا ہوں اور مختلف معروضات پیش کرتا ہوں یا سرور کائنات علیہ السلام کچھ عنایت فرمائے ہیں یا میں عقیدت کے پھول پیش کر رہا ہوں یا حضور فخر دو عالم علیہ السلام نظرِ کرم فرمائے ہیں۔

اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ انسان بہت خوش قسمت ہے، اسے بھاری دولت، عزت اور ترقی ملے گی یا بے اولاد کے یہاں اولاد ہو گی اور شرفِ زیارت و شرفِ شفاعت سے مستفیض ہو گیا اس انسان پر اللہ پاک کی رحمتوں کی بارش ہو گی اور اس کے یہاں ولی اللہ پیدا ہو گا (صادق خواب صفحہ ۱۹۲ تا ۱۹۴)۔

۹۹۔ میں نے خواب دیکھا کہ صبح سکول کی طرف جا رہا ہوں، راستے میں مجھے بزرگوں کا ایک گروہ ملا، انہوں نے مجھے کہا یہیں کھڑے رہو، حضور سرور کونین علیہ السلام کی سواری آرہی ہے۔ آگے پچھے بے شمار مخلوق ہے، میں نے آپؐ کی سواری دیکھتے ہی اپنا سر آپؐ کے قدموں پر رکھ دیا، حضور انور علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں اس ملک کا خلیفہ بنادیا گیا ہے۔ پھر میں اس سواری کے ساتھ چلنے لگا تو مجھے حکم ہوا کہ تم کھڑے رہو، تمہیں اسی ملک کا خلیفہ بنایا جائے گا۔ پھر مجھے دو درویشوں نے کپڑا کر نہلا یا اور خوبصورت کپڑے پہنادیئے اور اس کے بعد وہ درویش چلے گئے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ صدر یا وزیر اعظم بنیں گے یا وقت کے مجدد ہونگے (صادق خواب صفحہ ۲۵۰)۔

۱۰۰۔ خواب دیکھتا ہوں کہ چند ساتھیوں کے ہمراہ حج کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ مدینہ شریف میں پرانی عمارتوں میں سے گذر کر مسجد

نبوی (علیٰ صاحبہا صلواۃ وسلاماً) میں پہنچتے ہیں تو مسجد کی حالت وہ ہے جو حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں تھی، پہنچتے ہی ہم فوراً وضو کرنے لگے، حضور انور ﷺ تشریف فرمائیں، آپؐ حضرت امام جعفر صادقؑ کو ہمراہ لے کر چلنے لگے، سامنے ایک قبر ہے حضرت امام صاحبؓ دریافت فرماتے ہیں: یہ کس کی قبر ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: یہ قبر حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ہے۔ پھر آپؐ حضرت امام صاحبؓ کو ساتھ لے گئے، تھوڑی دیر بعد آپؐ تشریف لائے اور فرمایا: اس راستے سے نہ آیا کرو۔ امام صاحبؓ بعندہ ہوئے تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: آپ کو اجازت ہے۔ ہم واپس ہو کر مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلواۃ وسلاماً) کو چلنے تو امام صاحبؓ نے فرمایا کہ ہم نئی مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلواۃ وسلاماً) کا راستہ نہیں جانتے تو میں نے کہا مجھے یاد ہے میں لے چلتا ہوں۔ میں ان ہی راستوں سے گذر کر باب المجیدی کے باہر لے آیا اور عرض کیا یہ مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلواۃ وسلاماً) ہے۔

تعییر = گم ہونے کے بعد درست راستے ملے گا، آپ کو دولت ملے گی، مہماں ملے گا، دوبار حج کریں گے اور آپ خوش قسمت ہیں (صادق خواب صفحہ ۲۵۹ تا ۲۶۰)۔

۱۰۱۔ خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت رحمۃ اللعائین ﷺ تشریف لارہے ہیں اور بے شمار مخلوق کھڑی ہے۔ مجھے حکم ہوتا ہے کہ آگے بڑھو، میں حاضر خدمت ہوتا ہوں تو حضور اقدس ﷺ اپنے دستِ مبارک سے مجھے خلعت عطا فرماتے ہیں اور تمام لوگ نعرہ تکبیر بلند کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

تعییر یہ ہے کہ آپ کی ملک کے صدر یا والی ہوں گے یا ولی اللہ بنیں گے (صادق خواب صفحہ ۳۰۳)۔

۱۰۲۔ خواب دیکھتا ہوں کہ حضور اقدس ﷺ ایک جنگل میں رونق افروز ہیں، سامنے دو پگڈندیاں ہیں، میرے دائیں ہاتھ پر کھجور کا درخت ہے، بائیں ہاتھ پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی انگشت مبارک اٹھائی تو سیدھے راستے پر ایک نور دکھائی دیا۔

تعییر یہ ہے کہ سب کام درست ہونگے، آپ حج کریں گے اور وقت پر ولی اللہ بنیں گے۔ آپ کی اولاد میں بھی ایک ولی اللہ پیدا ہو گا (صادق خواب صفحہ ۳۱۸ تا ۳۱۹)۔

۱۰۳۔ حضور اقدس ﷺ ایک بڑے کمرے میں چوکی کے اوپر رکھی ہوئی کرسی پر تشریف فرمائیں اور بے شمار بزرگان دین فرش پر بیٹھے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے مجھے بلایا اور ایک صندوق میں سے ایک زیور، پازیب عطا فرمائی۔

تعییر یہ ہے کہ آپ کی ہر نیک خواہش پوری ہو گی، نیک عورت ملے گی، دولت

ملے گی اور حج کریں گے (صادق خواب صفحہ ۳۱۹)۔

۱۰۴۔ خواب دیکھتا ہوں کہ ہم سب گھروالے ایک تانگے پر سوار ہو کر چلتے ہیں، راتے میں ایک مسجد آتی ہے، ہم اس کی پچھلی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوتے ہیں، نل کے پاس جا کر کھڑے ہو کر ہم پھر سب نے قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا، دوسرے لڑکے لڑکیوں نے بھی قرآن شریف کا سبق لیا، پھر ہم سب دیکھتے ہیں کہ حضور، فخر موجودات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرمائیں۔ یہ دیکھ کر سب لڑکے لڑکیاں تعظیماً خاموش ہو گئے۔

تعیر یہ ہے کہ آپ دین و دنیا کی دولت سے مالا مال ہونگے اور حج بھی کریں گے (صادق خواب صفحہ ۳۲۷)۔

نوٹ = اگر کوئی پبلشر منجم الملک حاجی میاں محمد صادق منور صاحب کی کتابیں جو ناپید ہو چکی ہیں، شائع کرنا شروع کر دے تو یہ بڑی اچھی خدمت ہو گی اور عوام و خواص کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔

۱۰۵۔ نجم حسن نگرامی، بی اے۔ ایل ایل بی، مجاز صحبت، حکیم الامت، مجدد ملت، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنے آبائی وطن قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ میں ۱۳۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حافظ محمد احسن و حشی نگرامی صاحب اپنے دور کے ممتاز اور کسی درجے میں مشہور اہل قلم تھے۔ ۱۳۱۳ھ میں زیادہ سے زیادہ بائیس تیس سال کی عمر میں حسب ارشاد حضرت رسالت مآب ﷺ ” تعالیٰ یا و حشی ” بے سر و سامان حج کو تیار ہو گئے اور چلے بھی گئے (بزم اشرف کے چراغ از پروفسر احمد سعید صفحہ ۲۹۲)۔

۱۰۶۔ مولانا عبدالرشید محمود، مجاز صحبت حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرت مولانا شید احمد گنگوہی قدس سرہ کے پوتے تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک میں حاضر ہوں، دستر خوان بچھا اور کھانا چنا ہوا ہے، بہت سے اور لوگ بھی ہیں، حضور ﷺ میزبان بنے (لطف کے ساتھ) کھانا کھلا رہے ہیں کہ یہ کھاؤ، یہ بھی لو۔ کھانے پر بالائی اور سرخ مرچ پڑی وہی بھی یاد ہے پھر منظر بدل گیا، اب گویا رخصت ہو رہا ہوں، رخصتی مصافحہ کے لیے حاضر ہوا تو ایک کوٹھری سی ہے، زیادہ روشنی بھی نہیں۔ ایک چوکی پر حضور ﷺ تشریف فرمائیں، میں مصافحہ کے لیے جھکا اور کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں مگر وفور گریہ کی وجہ سے کہہ نہیں سکا، بمشکل اتنا کہا یا رسول اللہ ﷺ! دعاۓ فلاج دارین چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ لطف سے سر پر ہاتھ پھیرنا چاہتے ہیں، میں جلدی سے ٹوپی اتار کر سر جھکا دیتا ہوں تاکہ بلا حائل دست مبارک سر کو مس کرے (بزم

اشرف کے چراغ صفحہ ۳۱۸)۔

۷۔ ڈاکٹر ملک عبدالغنی، ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی ایک نوجوان کے متعلق فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ شام کی نماز کے بعد نوافل اور این ادا کرنے کا اتفاق ہوتا رہتا ہے، اس کی عمر کوئی پندرہ سو لہ سال ہو گی، میڑک کا امتحان حال ہی میں پاس کیا ہے، علوم دینی سے نا بلد ہے، اس کی سعادت مندی کا یہ عالم ہے کہ نوافل ختم ہونے پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم چند بار پڑھ کر دعائے خیر کے بعد مراتبے میں بیٹھتا ہے تو دربار نبوی ﷺ میں رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔ حضور ﷺ بڑی شفقت اور حوصلہ افزائی فرماتے ہیں، ہدایات دیتے اور اپنے حاضرین مجلس سے مصافحہ کرتے ہیں، آپ نے اسے حضرت خواجہ علی ہجویری اور خواجہ معین الدین چشتی سے بھی متعارف کرایا، شب برأت کو تلاوت قرآن مجید کی خاص طور پر تاکید فرمائی اور ماہ رمضان کی ستائیسویں رات کو حضور اقدس ﷺ نے اسے اپنے حقیقی روئے انور کا جمال دکھایا۔ اس نوجوان کی کوئی خاندانی روایات بھی اس قسم کی نہیں۔ بس موج رحمت جوش میں آئی اور امت کے ایک فرد کی تقدیر بدل ڈالی (ماہنامہ سلسلہ بنی اسرائیل، لاہور۔ اکتوبر / نومبر ۱۹۸۱ء صفحہ ۲۷)۔

۸۔ ابراہیم بن مرزوق بیانی فرماتے ہیں کہ جزیرہ شرق کا ایک آدمی قید کیا گیا، اسے بیڑیاں پہنادی گئیں اور ماتھ کھلوا کر سینے پر لکڑی باندھ دی گئی تاکہ وہ پہلو نہ بدل سکے، وہ شخص اپنی اس تکلیف میں یار رسول اللہ ﷺ کے الفاظ دہرا رہا تھا، دشمن کے سردار نے اس سے کہا کہ تم اپنے رسول ﷺ سے کہو کہ تمہیں چھڑا دیں، جب رات آئی تو اس قیدی سے کوئی خواب میں کہتا ہے کہ اذان دو۔ قیدی نے کہا: میں اس حالت میں کیسے اذان دے سکتا ہوں؟ جب اصرار کیا گیا تو اس نے اذان دینی شروع کی۔ جب اشحدان محمد رسول اللہ تک پہنچا تو اس کے سینے سے وہ لکڑی ہٹ گئی اور بیڑیاں کھل گئیں۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ایک باغ ہے۔ وہ دھر گیا تو وہاں ایک جگہ ظاہر ہوئی جس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ سامنے جزیرہ شرق تھا۔ تمام شہر میں اس معاملے کی شہرت ہو گئی (شوایبد الحق از علامہ یوسف نیہانی)۔

۹۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الملک القرطبی فرماتے ہیں کہ میرے والد محمد بن عبد الملک بیت المقدس میں بیمار پڑ گئے، تقریباً تین ماہ بیمار رہے اور اتنے کمزور ہو گئے کہ انہوں نے سکتے تھے، مایوسی اور تنگ دستی کی عجیب کیفیت سے دوچار تھے۔ ایک رات حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اپنی علالت کی کیفیت بیان کی۔ آپ نے فرمایا: یہ دعا پڑھو، "اللهم انی استلک العفو و العافية و المعافاة فی الدنیا والآخرة۔" میرے والد نے خواب کے دوران یہ دعا پڑھی۔ جب بیدار ہوئے تو بالکل تذرست تھم گویا کبھی کوئی مرض ہوا، ہی نہ تھا۔ صحیح عیادت

کرنے والے حسبِ عادت آئے تو والد محترم کو بالکل تند رست پا کر حیرت زده رہ گئے۔ والد بزرگوار نے پورا قصہ بیان کر دیا۔ اسی دوران مسجدِ اقصیٰ کی زیارت کے لیے سلطان اشرف کا گذر ہوا۔ سلطان نے بھی یہ قصہ سنایا اور بہت سے مال سے والد صاحب کو نوازا، جو کافی عرب سے تک ہماری فراخی کا سبب رہا (شوائب الحق)۔

۱۱۰۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: میں نے جب یہ سنائے ابوالغیث ریبع المار دینی بغیر تعلیم قرآن کریم کو بڑے عمدہ طریق سے پڑھتا ہے تو میں یہ بات تسلیم نہ کرتا تھا، جب مکہ مکرمہ آیا تو دیکھا کہ وہ قرآن پاک کی نہایت عمدہ تلاوت کر رہا ہے تو میں نے اس سے دریافت کیا یہ کیونکر ہوا؟ اس نے بتایا کہ میں مدینہ طیبہ میں مقیم تھا، مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلواۃ وسلاماً) میں رات بسر کرتا تھا اور تہائی میں حضور انور ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضری دیا کرتا تھا۔ ایک رات میں نے حضور اقدس ﷺ کے دربار میں التجا کی کہ مجھ پر قرآن مجید کا پڑھنا آسان کر دیا جائے۔ یہ گذارش کر کے میں سو گیا تو خواب میں حضور انور ﷺ کو دیکھا کہ آپ فرمائے ہیں کہ تمہاری دعا قبول ہو گئی، قرآن کریم کھول کر پڑھو۔ لہذا جب صبح ہوئی تو واقعی میں نے قرآن کریم کھول کر پڑھنا شروع کر دیا (شوائب الحق)۔

۱۱۱۔ مویقی کے بادشاہ استاد نصرت فتح علی خان ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء کو لندن کے کرامویل ہسپتال میں صبح ۱۱ج کر ۵۵ منٹ پر حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ ۱۹۳۸ء میں فیصل آباد (سابق لاکل پور) میں پیدا ہوئے تھے۔ انتقال سے دو روز قبل لندن کے ایک معروف انگریزی اخبار کو اپنا آخری انترو یو ڈیتے ہوئے کہا تھا کہ ان کا سینہ عشق رسول ﷺ سے منور ہے اور ان کی آواز کا سارا سوز و گداز اسی عشق کا مرہون منت ہے، زندگی میں کئی بار انہیں بحالت خواب حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا ہے، میری دلی خواہش ہے کہ جب بھی موت کا فرشتہ میری جان قبض کرنے آئے تو میری نظریں روپ رسول (علیٰ صاحبہا صلواۃ وسلاماً) پر جمی ہوں اور ہونٹوں پر درود شریف ہو۔

انہوں نے مشرقی و مغربی مویقی و گائیکی کے طاپ سے دنیاۓ مویقی میں دھوم مچا دی تھی۔ چالیس سے زیادہ ممالک میں انہوں نے اپنے فن کا جادو جگایا۔ مویقی کی دنیا میں جو شہرت ان کو حاصل ہوئی آج تک دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ دوسرے گلوکار گلے سے گاتے ہیں لیکن وہ دل کی گہرائیوں سے گاتے تھے اور شاید اسی وجہ سے ان کی آواز دلوں پر دستک دیتی تھی۔ انہیں گائیکی پر اتنا عبور حاصل تھا کہ اگر چاہتے تو توسرے سامعین کی سانس کھینچ لیتے۔ پاپ میوزک کی ریا مغربی سوسائٹی میں انہوں نے مشرقی ثقافت کو متعارف کرایا۔ وہ مشرق کے

ساتھ مغرب میں بھی یکساں مقبول تھے۔ ۲۲ سے زیادہ ممالک نے ان کو اعلیٰ کارکردگی پر ایوارڈ دیئے (روزنامہ جنگ۔ کراچی۔ سورخہ ۷ اگست ۱۹۹۸ء مطابق ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ بروز اتوار)۔

۱۱۲۔ بڑے قد آور گھوڑے پر سوار ایک وادی کے دامن سے نکل کر پہاڑی عبور کر کے دوسری طرف دریا کے کنارے پر آتا ہوں، دریا میں طغیانی ہے لیکن ڈوبنے کا خوف نہیں، گھوڑے کو دریا میں ڈالتا ہوں اور صحیح سلامت پار چلا جاتا ہوں۔ کچھ وقت دریا کی دوسری جانب چلنے کے بعد بالپس گھوڑے پر دریا کو عبور کر کے اسی پہاڑی کی ایک طرف سے ہو کر وادی میں پہنچ جاتا ہوں، اس وقت میں پیدل ہوں، پہاڑی کے دامن میں حضرت رسول پاک ﷺ کی کچھ ریگی ہوئی ہے، آپ تخت مبارک پر تشریف فرمائیں، چند اصحاب ساتھ بیٹھے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور چند ساتھی ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ اور ان اصحاب کے چہرے مبارک ڈھنڈ لے سے نظر آتے ہیں، تخت کے نچلے بائیں جانب حضرت علی کرم اللہ وجہ کھڑے ہیں اور ان کا چہرہ صاف دکھائی دیتا ہے (یہ خواب جناب محمد حنیف آف چیچاوطنی نے دیکھا تھا) (اخص الخواص یعنی آثار و احوال و بیانات حضرت فضل شاہ قطب عالم از نواز رومانی۔ صفحہ ۱۳۹)۔

۱۱۳۔ جناب مولوی محمد عبد الحمید ایڈوکیٹ، بازار فتح خان، بہاولپور نے مندرجہ ذیل خواب دیکھا۔ فرماتے ہیں: یہ غلام چند دیگر لوگوں کے ہمراہ موجود ہے، اتنے میں کسی شخص نے کہا کہ آقائے دوجہاں ﷺ اندر مسجد میں تشریف فرمائیں، غلام کو شوق فراواں ہوا کہ زیارت عالیہ سے مشرف ہو لہذا اندر چلا گیا۔ حضور صاحب تاج و معراج ﷺ تشریف فرماتے ہے۔ غلام کی طرف دیکھ کر خاص تبسم فرمایا، غلام فاسلے پر تھا، دل میں خیال آیا کہ جی بھر کر زیارت کرنی چاہیے، تھوڑی دیر بعد حضور اقدس ﷺ شاید نماز کے لیے کھڑے ہوئے، کافی لوگ تھے، آپ نے مرکر میری جانب چہرہ مبارک کر کے یہ اقدس کے اشارے سے کچھ دم فرمایا پھر میری آنکھ کھل گئی۔ تہجد کا وقت تھا اور یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ سرورد دوجہاں ﷺ کی مشاہدت میرے رشتے کے ایک ماموں حاجی محمد بخش مرحوم سے تھی۔

تعیر خواب از حضرت فضل شاہ قطب عالم: - خواب حقیقت پر مبنی ہے، اگر کوئی مشاہدت کی صورت نظر آئے تو وہ نیک بندہ ہو گا، اگر حال میں نیکی کے اوصاف نظر نہ آتے ہوں تو پھر بھی وہ نیک ہو جائے گا، اگر کسی بندے کا حال وصال ہونے کے بعد نظر آئے تو وہ ضرور نیک ہوتا ہے۔ حضور پر نور ﷺ کی مشاہدت ہونے کی بدولت اس انسان کی نیکی کے درجات بڑھتے رہتے ہیں (اخص الخواص صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۰)۔

۱۱۴۔ جناب حاجی رانا منور حسین کا لاہور میں کاروبار "اے۔ ایم۔ زیڈ برادرز" کے نام سے ہے۔ آپ کا تعلق فضل شاہ قطب عالم کے حلقہ سے ہے۔ فرماتے ہیں: دوران حج اور مدینہ منورہ میں حضرت پیر و مرشد فضل شاہ قطب عالم سے ملاقات ہوتی رہی۔ واپس آیا تو معلوم ہوا کہ آپ حج پر تشریف نہیں لے گئے تھے۔ آپ کی دعا کی برکت اور فیض سے حضرت محبوب رب العالمین ﷺ کی زیارت با برکت سے تین بار مشرف ہو چکا ہوں علاوہ ازیں جب بھی کسی بزرگ کی زیارت کا خیال آتا ہے، ہو جاتی ہے۔ (اخص الخواص صفحہ ۱۸۱)۔

۱۱۵۔ صاحبزادہ رضا حسین بلالی جمالی فاضلی قادری سجادہ نشین ہیں اپنے والد بزرگوار حضرت فضل شاہ قطب عالم کے دربار عالیہ کے (نور والوں کا ذریہ، انفنٹری روڈ، مصطفیٰ آباد، لاہور)۔ آپ ۱۹۳۵ء میں ماہ رمضان میں پیدا ہوئے۔ ایک روز والد ماجد مسجد میں بیان فرمائے تھے کہ جناب رضا حسین پر ہلکی غنوڈگی طاری ہو گئی اور اسی دوران حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، دوسری مرتبہ ایبٹ آباد میں عالم رویا میں اس سعادت عالیہ سے مستفید ہوئے، تیسرا بار یہ سعادت عظیمی گجرانوالہ میں نصیب ہوئی۔ اس دن آپ حضرت قطب عالم کے سامنے تشریف فرماتھے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ امام العثاق، حضرت بلال جبشی بھی تھے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں دنیا میں سورج کی روشنی کی طرح رہتا ہوں لیکن مجھے دیکھتا وہ ہے جسے دکھانے والا دکھائے" (اخص الخواص صفحہ ۱۷۰)۔

حضرت فضل شاہ قطب عالم کا وصال ۱۹۳۰ء جولائی ۱۹۵۷ء بروز یک شنبہ، لاہور میں ہوا۔ آپ کی ولادت با سعادت جالندھر میں قریباً ایک سو سال قبل حضرت نبی بخشؐ کے یہاں ہوئی تھی۔ ۱۹۳۲ء میں ہجرت کے بعد آپ نے اپنا پہلا مستقر ماموں کا نجمن کو بنایا۔ ۱۹۵۳ء میں لاہور میں آپ کی قیام گاہ "نور والوں کا ذریہ" کے نام سے مشہور ہوئی اور پھر آپ نے یہیں مستقل رہائش اختیار کر لی، یہیں پر آپ مدفن ہیں۔ آپ کے مفصل حالات "اخص الخواص" میں جناب نواز رومانی نے بیان کیے ہیں۔ جو بھی آپ کے پاس آتا ہے آپ یادووں اور درود شریف پڑھنے کی تلقین کرتے اور فرماتے کہ "یادوو" اسم اعظم ہے اور اس کا عامل دین و دنیا میں سُرخ رہا اور بامراہ ہوتا ہے۔

۱۱۶۔ حضرت علامہ امام یوسف نبہانیؒ کی ولادت با سعادت ۱۸۳۹ء بمقابلہ ۱۲۶۵ھ میں آبائی وطن خطہ فلسطین میں ہوئی۔ نبہان عربوں کا معروف قبیلہ ہے۔ آپ اسی خاندان کے

چشم و چراغ ہیں پس آپ کو نیہانی کہا جاتا ہے۔ جامعہ از ہر (مصر) میں سازھے چھ سال کامل انہاک اور توجہ سے علوم اسلامیہ کا مطالعہ کرنے کے بعد رجب ۱۲۸۹ھ میں سند فراغ حاصل کی۔ آپ عربی دنیا کے تمام اسکالروں کو پچھے چھوڑ گئے اور مختلف علمی موضوعات پر درجنوں بیش قیمت تصانیف مرتب فرمائیں۔ آپ عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناہ کی جیتی جاتی تصویر تھے۔ آپ کی زندگی کا مرکز اور ایمان کا منبع حضور نبی کریم ﷺ کی محبت تھی۔ بارہا مدینہ طیبہ حاضری دی۔ ہمیشہ روضہ اقدس سے ذرا ہبہ کر بیٹھا کرتے تھے اور فرماتے میں کہاں اس قابل کہ قریب جاؤں اور پھر آنکھوں سے محبت کے آنسو بہنے لگتے تھے۔ سفیدریش، نورانی چہرہ جو عبادت الہی کے جلوؤں سے جگد گاتا رہتا تھا۔ دوز انو مودب میٹھنے کی عادت تھی۔ آپ کے کمالات تو ہیں ہی عجوبہ، خود آپ کی بیگم صاحبہ کو حضور اقدس ﷺ نے ۸۳ مرتبہ اپنے جمال جہاں آرا کی زیارت سے نوازا جسے حضرت مولانا ناصیہ الدین مہاجر مدینی قدس سرہ نے بیان فرمایا (صفحہ ۱۲ جواہر الحمار)۔

حضرت علامہ نیہانی ”نے چار ضخیم جلدوں میں ”جو اہر الحمار فی فضائل النبی المختار“ مرتب فرمائی، جو عاشقانِ مصطفیٰ کے لیے لا جواب تھے اور فضائلِ مصطفوی کا مہکتا ہوا گلشن ہے۔ اس تصنیف کے کچھ عرصے بعد ہی آپ حضرت نبی مکرم ﷺ کی زیارت با برکت سے مشرف ہوئے، جس میں حضور نبی پاک ﷺ نے کتاب کو بہت پسند فرمایا اور کرم گسترشی و ذرہ نوازی فرماتے ہوئے حضرت علامہ کو سینہ اقدس سے لگایا۔ علامہ نیہانی نے یہ عنایت بے پایاں دیکھ کر عرض کیا: ”یا سیدی (ﷺ)! اب جدائی کا صدمہ برداشت کرنے کی قوت نہیں۔“ یہ درد بھرا جملہ سر کار رسالت آب ﷺ میں شرفِ قبولیت پا گیا اور یہ عاشق صادق حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتعلیم کے نورانی سینے سے چھٹا بدی نیند سو گیا۔ آپ کا وصال ۱۴۳۵ھ بـ طابق ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ آپ کے آبائی گاؤں اجزم میں قبر انور ہے۔ (جامع کرامات اولیاً۔ جلد اول، از علامہ یوسف نیہانی کا اردو ترجمہ از پروفسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی، مکتبہ حامدیہ، گنج بخش روڈ، لاہور)۔

۷۔ حضرت محمد بن علی بن جعفر ابو بکر الکتانی بغدادیؓ سے امام مناوی ناقل ہیں کہ میرے سر میں درد تھا۔ میں سید کل ختم المرسل ﷺ کے جمال جہاں آرائے لطف اندوز ہوا تو آپؐ نے فرمایا: یہ دعا لکھ کر اپنے سر پر رکھ۔ میں نے ایسا ہی کیا اور فوراً اور دسر کافور ہو گیا۔ دعا یہ ہے:-

اللَّهُمَّ بِثْبُوتِ الرَّبُوبِيَّةِ وَ تَعْظِيمِ الصَّمْدِيَّةِ وَ بِسُطُوتِ الْهَيَّةِ وَ بِقَدْمِ الْجَبَرِيَّةِ وَ بِقَدْرَةِ الْوَحْدَةِ (ترجمہ) میرے اللہ ربوبیت کا ثبوت،

حمدیت کی عظمتیں، خداوندی شکریتیں، جبروتیت کا شکوہ اور وحدت و یکتا نی کی قدر تین سب ہی تیری ذات کے لیے ہیں۔

آپ، حضرت جنید بغدادیؒ کے ہم عصر اور بغداد کے رہنے والے صوفیا کے امام اور اکابر عارضین میں سے تھے۔ ۳۲۲ھ میں مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا (جامع کرامات الاولیا کا اردو ترجمہ صفحہ ۳۹۲)۔

۱۱۸۔ ابو بکر محمد بن سعدون تمیٰ جزیریؒ نے مصر میں چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اور سو گئے تو حضور انور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! امام مالکؓ چاشت کی بارہ رکعتیں اور حضرت لیثؓ آٹھ رکعتیں ادا فرماتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت اقدس ﷺ نے ان کے کولہوں پر ہاتھ مارا اور تین بار فرمایا: مالک کی رائے درست ہے۔ فرماتے ہیں کہ میرے کولہوں میں درد تھا اس رات سے جاتا رہا۔ آپ جب نماز پڑھتے تھے تو ایک نور ضوگن ہو جاتا تھا۔ بقول مصنف فتح الطیب آپ کا وصال ۳۲۳ھ میں ہوا (جامع کرامات الاولیا کی تلخیص و ترجمہ جمال الاولیا کا اردو ترجمہ از مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ۔ صفحہ ۹۹ تا ۹۸۔ اور اہم اسلامیات۔ ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور)۔

۱۱۹۔ ابو عبد اللہ محمد بن خفیف شیرازی شافعیؒ صوفیا کے مشائخ کے مرشد اور اولیائے عارفین کے استاد تھے۔ بقول علامہ ذہبیؒ سو سال سے زائد عمر پا کر آپ نے اے ۳۴۰ھ میں وصال فرمایا۔ آپ نے حضرت امام شافعیؒ کا یہ ارشاد بیان فرمایا کہ خشوع نماز کی صحت و درستی کے لیے شرط ہے (خشوع ظاہری سکون اور خضوع باطنی سکون کو کہتے ہیں)۔ امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے فرمایا: میں ایک عرصہ دراز تک سطح ارض پر گھومتا رہا کہ کسی ابدال سے ملاقات کر سکوں، میں سفر و سیاحت سے تھک گیا تو فارس کے شہر اصطخر پہنچا اور صوفیاء کی ایک جھونپڑی میں جا گھسا وہاں میں نے مشائخ کرام کی ایک جماعت دیکھی جن کے سامنے کچھ کھانا تھا، اس جماعت میں حسن بن سعد اور اربع الازہر بن حیان بھی تھے، میں ایک ساعت کے لیے رکا دروضو کر کے فارغ ہوا تو مشائخ نے مجھے جگہ دی اور میں ان کے ساتھ بینچہ کر کھانا کھانے لگا، پھر ہم الگ الگ ہو گئے۔ رات خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”ابن خفیف! جن لوگوں کی تجھے تلاش تھی اور جن کی ہم جلیسی کی تمنا تھی یہ وہی لوگ ہیں اور تو خود بھی ان میں شامل ہے۔“ مجھے خیال آیا خواب ساتھیوں کو بتا دوں لیکن وقار و ہیبت کی وجہ سے ایسا نہ کرسکا۔ ابھی دن کی ایک ساعت، ہی گذری تھی کہ مجھے شیخ ابو الحسن بن ابی سعد ملے اور فرمایا: اے ابو عبد اللہ! آپ ان لوگوں کو اپنا خواب بتا دیں۔ میں نے

سب کو اپنا خواب بتادیا، جب خبر پھیل گئی تو فقیروں کا یہ گروہ بھی علاقے میں پھیل گیا (جامع کرامات الاولیا کا اردو ترجمہ صفحہ ۳۹۵ تا ۳۹۳)۔

۱۲۰۔ حضرت ابراہیم بن علی بن عطیہ "خواب" میں حضور محبوب کبria علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت با برکت سے مشرف ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے شفاعت کا سوال ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کثرت سے درود و سلام پڑھا کرو (سعادت الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکوٰنین از علامہ یوسف نہجی) کا اردو ترجمہ حصہ اول۔ صفحہ ۳۳۶۔
سے مولائی صل ولسم دائماً ابدأ علی حبیک خیر الخلق کلهم

۱۲۱۔ جناب راجہ رشید محمود نے رسالہ "درود و سلام" مرتب فرمایا ہے۔ اس کے صفحہ ۸۸-۸۹ پر فرماتے ہیں کہ میرے محترم دوست تنسیم الدین احمد آفریدی نے درود پاک (درود مدینہ) ترتیب دیا۔ نومبر ۱۹۸۹ء میں جب پہلی مرتبہ مجھے مدینہ طیبہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تو انہوں نے میری ڈیوٹی لگائی کہ میں حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں یہ درود شریف پیش کروں مگر وارثتی شوق میں میں اسے ساتھ لانا بھول گیا۔ ۱۳ نومبر کو مدینہ طیبہ پہنچا تو اپنی طرف سے دو نفل پڑھنے کے بعد دو نفل تنسیم الدین احمد آفریدی کی طرف سے پڑھے اور گذارش کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں "درود مدینہ" ساتھ لانا بھول گیا ہوں لیکن انہوں نے محبت و عقیدت کے جن جذبات کے ساتھ یہ درود پاک لکھا ہے اور جس شوق سے آپ کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہا ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں، اسے قبول فرمائیجیے تو ان کی عاقبت سورجائے گی اور میرا بھرم رہ جائے گا۔ اسی رات تنسیم الدین احمد کو خواب میں مدینہ طیبہ سے درود مدینہ کی قبولیت کا اشارہ مل گیا۔

درود مدینہ پڑھنے والے نو حضرات کو دسمبر ۱۹۹۲ء میں حاضری کی سعادت سے بہرہ دیا گیا۔ میرا اعتقاد ہے کہ درود مدینہ کا وظیفہ مدینہ طیبہ میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ("رسالہ درود و سلام" مرتبہ راجہ رشید محمود، ایڈیٹر ماہنامہ "نعمت" لاہور) صفحہ ۸۸۔ دفتر ماہنامہ "نعمت" اظہر منزل، نیوشالا مارکالوںی، ملتان روڈ، لاہور)۔

(نوٹ:- کپوزر صاحبان قرآنی آیات، احادیث شریف، عربی دعاؤں اور درود شریف میں اعراب نہیں ڈالتے اور غلط سلط کپوز کر دیتے ہیں جس سے فائدے کے بجائے نقصان ہوتا ہے لہذا میں نے مجبوراً یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ عربی کی ان عبارات کو دیا ہی نہ جائے بلکہ اس کا حوالہ دے دیا جائے تاکہ جس کو شوق ہواں کتاب سے وہ عربی عبارت حاصل کر لے، مجبوراً ایسا کیا گیا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں)۔

رسالہ "درود وسلام" کے صفحہ ۸۸-۸۹ پر "درود مدینہ" نہایت خوبصورت لکھا ہوا ہے۔ ۱۲۲۔ حضرت مولانا شیخ علی نور الدین الشوفی نور اللہ مرقدہ نے جامع از ہر میں ۸۰ سال تک درود شریف کی مجلس قائم رکھی۔ اس کے علاوہ یمن، بیت المقدس، شام، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور اسکندریہ کے علاقوں میں بھی آپ نے درود شریف کی مجالس قائم کیں۔ آپ کو آنحضرت ﷺ کی زیارت با برکت بحالت بیداری نصیب ہوئی تھی۔ فرماتے ہیں: مجھے بچپن ہی سے درود شریف پڑھنے کا شوق تھا، میں بچوں کو ناشتا دیتا اور کہتا اسے کھاؤ اور پھر ہم مل کر حضرت رسول اللہ ﷺ پر درود صحیح اور ہم دن کا اکثر حصہ درود شریف پڑھنے میں گذارتے تھے۔" ڈھائی برس بعد جب آپ کی تدفین دوبارہ کی گئی تو مٹی نے آپ کے جسم کو نہیں کھایا تھا، جسم پھولا بھی نہیں تھا بلکہ جسمانی حالت وہی تھی جیسی تدفین اول کے وقت تھی (رسالہ "نظر کرم" مرتبہ جناب محمد فیاض حسین چشتی نظامی، صفحہ ۹۳۔ یہ رسالہ مجھے جناب محمد سرور شفقت، پروفیسر کیڈٹ کالج، حسن ابدال نے عنایت فرمایا جس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں)۔

۱۲۳۔ حضرت سید عبدالمحصود محمد سالمؒ محدث پولیس میں سپاہی تھے۔ ڈیوٹی رات گیارہ بجے شروع ہو کر صحیح سات بجے ختم ہوتی تھی۔ وہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں: قرآن پاک کی سورتیں تلاوت کرنا میرا معمول تھا، ایک دن خیال آیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ پر درود شریف بھیجا چاہیے، پس اسی کو وظیفہ بنالیا، گن کر صحیح ایک ہزار مرتبہ اور شام کو ایک ہزار مرتبہ پڑھتا، دن گذرتے رہے اور میرا تبادلہ مختلف جگہوں پر ترقی کے ساتھ ہوتا، درود شریف کا وظیفہ جاری رہا، اب میں صحیح پانچ ہزار مرتبہ اور شام کو پانچ ہزار مرتبہ پڑھ لیتا تھا، چھٹی کے دن رات دن میں تعداد ۱۳۱۰۰ ہزار ہو جاتی تھی، اس درود شریف کی برکت سے مجھے بار بار حضرت رسول اقدس ﷺ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوتا، میں بیمار ہوتا تو آپ تکلیف کی جگہ اپنا دست مبارک رکھ دیتے اور مجھے فوراً شفا ہو جاتی (رسالہ "نظر کرم" صفحہ ۹۷)۔ ۱۲۴۔ جناب سید عبدالمحصود محمد سالمؒ نے ۲۶ شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ بمقابلہ ۱۱ اگست ۱۹۷۸ء شب جمعہ کو وصال فرمایا۔ وفات سے کچھ دن پہلے آپ نے خواب دیکھا کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے انہیں سینے سے لگایا ہوا ہے، بو سے دے رہے ہیں اور عنقریب ملاقات کی بشارت سنارہ ہے ہیں (رسالہ نظر کرم صفحہ ۹۸ تا ۹۹۔ دفتر ماہنامہ "نعمت" لاہور)۔

سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیسی نظر کرم ہے۔ ایک سپاہی کثرت درود شریف سے کس اعلیٰ مقام پر جا پہنچا۔ جائز طریقوں سے لاکھوں کروڑوں روپیہ جمع کرنے کی فکر میں رہنے کی بجائے آپ بھی اپنے اکاؤنٹ میں کروڑوں درود شریف کا اضافہ کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوار

سلکتے ہیں۔ ابھی وقت ہے اور زندگی کے لمحات نہایت قیمتی ہیں۔ کاش! آنکھ کھل جائے کیونکہ سوت کے ساتھ یہ سنہرہ موقع ختم ہو جائے گا پھر پچھتا نے سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔

۱۲۵۔ حضرت علامہ اقبال روزانہ گن کر دس ہزار مرتبہ درود خضری (صلی اللہ علی جیبہ محمد والہ وسلم) پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ تعداد ایک کروز ہو گئی۔ کثرت درود کی وجہ سے جب بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے یا سنتے تو رفت طاری ہو جاتی تھی۔ حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی، نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور نے ایک مرتبہ محفوظ درود شریف کے بعد بیان فرمایا کہ ایک صاحب حضرت علامہ اقبال کے پاس حج کے بعد ملاقات کے لیے گئے تو حضرت علامہ نے ان سے سفر حریم شریفین کے بارے میں گفتگو کی اور پوچھا، وضہ رسول کریم ﷺ پر بھی حاضری دی تھی؟ انہوں نے کہا جی ہاں! حضرت علامہ پر یکدم رفت طاری ہو گئی اور ان سے کہا کہ تمہارے یاؤں آنحضرت ﷺ کے درسے ہو کر آئے ہیں، انہیں میرے چہرے پر پھیر دو۔ وہ یہ سن کر گھبرا گئے۔ تمام حاضرین مجلس زار و قادر رونے لگے اور حضرت علامہ محمد اقبال کی بھی روتے روتے ہچکی بندھ گئی (رسالہ نظر کرم صفحہ ۹۸)۔

حضرت مفتی محمد حسن قدس سرہ کے صاحبزادے اور میرے (مصنف / مولف کتاب ہداء) پیر بھائی حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی، ماشاء اللہ نہایت ہی خوش بخت انسان ہیں۔ جامعہ اشرفیہ، لاہور میں جمعہ کے دن عصر تا مغرب سالہا سال سے درودپاک کی محفوظ منعقد کر رہے ہیں۔ درود شریف کی برکت سے آپ کو کئی مرتبہ خواب اور بیداری میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

۱۲۶۔ جناب محمد فیاض حسین چشتی نظاہی کی ہمشیرہ نے انہیں بتایا کہ محترمہ رضیہ لال شاہ نور اللہ مرقدہا انتہائی نیک سیرت اور خوش اخلاق خاتون تھیں۔ روزانہ کثرت سے بڑے ہی ذوق و شوق کے ساتھ درود شریف پڑھتی تھیں۔ نعمت گوشاعرہ بھی تھیں۔ محترمہ نے بارہ سال تک گنگ محل، گلبرگ، لاہور میں درس قرآن پاک دیا اور ہر پیر کے روز محفوظ میلاد شریف کا آغاز کیا جو ابھی تک جاری ہے۔ محترمہ اپنے گھر پر بھی ہر ہفتہ پیر کے دن درس قرآن پاک دیتی تھیں اور محفوظ میلاد شریف منعقد فرماتی تھیں۔ محترمہ نے ایک مرتبہ بتایا کہ میں تہجد کی نماز کے لیے انہنے لگی تو مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے دن نکل آیا ہو لیکن جلد ہی احساس ہوا کہ میرا کمرہ نور سے منور ہے، میں نے دیکھا کہ میرے کمرے کی دیوار میں جو خانے بننے ہوئے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ ان خانوں میں کچھ کاغذات رکھ رہے ہیں اور کچھ نکال رہے ہیں۔ آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”رضیہ! میں نے تمہارے سب کام کر

بیئے ہیں ”اور یہ فرمانے کے بعد آپ تشریف لے گئے (رسالہ نظر کرم از جناب محمد فیاض حسین چشتی نظامی۔ صفحہ ۹۹)۔

۱۲۔ دوسری مرتبہ تہجد کے وقت محترمہ رضیہ لال شاہ نور اللہ مرقدہا کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ایک اوٹھنی کو اٹھا رہے تھے اور مجھ سے فرمایا کہ میں جارہا ہوں، تم میرے پچھے آؤ (رسالہ نظر کرم صفحہ ۹۹)۔

۱۲۸۔ جناب محمد فیاض حسین چشتی نظامی کو محترمہ رضیہ لال شاہ نور اللہ مرقدہا کے شوہر جناب سید لال حسین شاہ صاحب نے بتایا: ۱۹۵۷ء میں ہم دونوں عمرے کے لیے گئے تھے اور مدینہ منورہ آئے ہوئے تیرا دن تھا کہ ظہر کی نماز سے پہلے گھر کے کسی معاملے کے سلسلے میں بھیں پریشانی ہوئی، فیصلہ کیا کہ نماز ظہر کے بعد لا ہور فون کریں گے، اگر معاملہ ٹھیک نہ ہوا تو مدینہ منورہ میں اپنا قیام مختصر کر کے جلد واپس لوٹ جائیں گے۔ نماز ظہر کے بعد میری الہیہ نے مجھے بتایا کہ حضور اقدس ﷺ تشریف لائے تھے اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لا ہور والا معاملہ ٹھیک ہے، آپ دونوں آرام سے یہاں رہیں۔ مرحومہ رضیہ لال شاہ نور اللہ مرقدہا مشہور سابق نمیث کر کر مسٹر آصف مسعود کی والدہ محترمہ تھیں (رسالہ نظر کرم صفحہ ۱۰۰۱ تا ۱۰۰۲)۔

۱۲۹۔ جناب محمد فیاض حسین چشتی نظامی فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم حضرت بشیر احمد چشتی نظامی ”درود خضری“ کی کثرت فرمایا کرتے تھے اور آپ کو حضور اقدس ﷺ کی اکثر زیارت نصیب ہوتی تھی۔ بوقت زیارت ہمارا گھر انہائی اعلیٰ قسم کی خوشبوؤں سے مہک انھتھا تھا۔ ۱۹۳۲ء کی دہائی میں میرے والد محترم شریپور شریف میں رہتے تھے، وہاں ایک ہندو سے اسلام کی حقانیت پر میرے والد صاحب کی بحث ہو گئی تو اس نے گھر جا کر کالے جادو کا وار کیا جو ناکام رہا۔ ایک روز والد صاحب کے پاس حاضر ہو کر اپنے کیے کی معافی مانگی اور عرض کیا کہ مجھے اپنی خدمت پر لگائیں۔ والد محترم نے اس سے کہا کہ تم درود خضری پڑھا کرو، تمہیں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہو گی۔ اس ہندو نے روزانہ درود خضری کثرت سے پڑھنا شروع کر دیا اور چند روز بعد وہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے بہرہ مند ہوا (رسالہ نظر کرم صفحہ ۱۰۱)۔

۱۳۰۔ جناب بشیر احمد چشتی نظامی کو ایک مرتبہ عین اس وقت بیداری میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی جب قائد اعظم محمد علی جناح کی کراچی میں تدفین ہو رہی تھی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت رسالت مأب ﷺ خود تشریف لائے ہوئے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے قائد اعظم کو لحد میں اتار رہے ہیں اور فرماتے ہیں: ”یہ میرا پیارا ہے“ (رسالہ نظر کرم صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۳)۔

۱۳۱۔ جناب محمد فیاض حسین چشتی نظامی فرماتے ہیں: میری والدہ محترمہ ”کثرت سے درود

شریف پڑھتی تھیں، ایک مرتبہ کسی وجہ سے پریشان تھیں، اسی رات حضور نبی کریم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: ”میں تمہارے ساتھ ہوں، فکرنا کرو۔“ اس کے بعد ان کی پریشانی دور ہو گئی (رسالہ نظر کرم صفحہ ۱۰۲)۔

۱۳۲۔ جناب راجار شید محمود ایڈیٹر ماہنامہ ”نعمت“ لاہور، رسالہ ”دروود سلام“ مرتب فرم رہے تھے کہ ۲۸ جولائی ۱۹۹۳ء کو پہلی بار انہیں حضور انور ﷺ کی زیارت با برکت نصیب ہوئی اور ان کے دل کو تسلی ہوئی کہ درود شریف کی فرضیت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے درست ہے (رسالہ نظر کرم صفحہ ۱۰۶)۔

۱۳۳۔ جناب رانا منیر احمد غازی (۱۰۳۱ ایف۔ ماؤنٹ ٹاؤن، لاہور) کثرت سے درود شریف پڑھتے اور مخالف متعقد کرتے رہتے ہیں۔ ایک عرصے سے درود شریف پڑھنے کی ترغیب دینے والے سلکرز چھپوا کر تقسیم کر رہے ہیں خصوصاً نقش پائے رسول کریم ﷺ کو پورے پاکستان اور غیر ممالک میں عام کرنے کا سہرا بھی کافی حد تک آپؐ کے سر ہے۔ ایک روز آپؐ کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ رانا صاحب نے جی بھر کر آپؐ کے مبارک قدموں کے بوئے لیے اور سر کار دو عالم ﷺ نے آپؐ کے سر پر اپنا دستِ رحمت پھیرا (رسالہ نظر کرم صفحہ ۱۰۸)۔

۱۳۴۔ مولانا نبی بخش حلوائی ”کو حسان نامی ایک شخص نے بتایا کہ شدید گرمی کے موسم میں ایک دن سنبھری مسجد، لاہور میں نماز جمعہ ادا کر کے سو گیا۔ خواب میں مجھے کسی نے کہا: ”اٹھو! زیارت نبی کریم ﷺ کی اجازت مل گئی ہے۔“ میں اس شخص کے ساتھ چلا، ایک بارگاہ میں پہنچے جہاں ایک خوبصورت خیمہ لگا، ہوا تھا میں نے دل میں کہا آج میرے نصیب جاگ اٹھے لیکن مجھے جیسے گنہگار کی نگاہیں حضور انور ﷺ کے چہرہ انور کی تاب کیسے لائیں گی؟ مگر جوں، ہی میں خیمے میں داخل ہونے لگا حضور انور ﷺ نے فرمایا: ”اسے باہر نکالو، اس کے منہ سے بدبو آرہی ہے۔“ مجھے پکڑ کر باہر نکال دیا گیا، میرے منہ سے ٹھیکی بدبو آرہی تھی، میں سخت شرمندہ ہوا، چیخ چیخ کر رونے اور افسوس کرنے لگا کہ اس کم بخت حق کی وجہ سے مجھے اتنی بڑی نعمت سے محرومی ہوئی (شفا القلوب صفحہ ۲۷۹)۔

۱۳۵۔ جناب احسان اللہ احسان (۲۱۹-۲/۱) جو ہر ٹاؤن، لاہور) ہر سال جشن میلاد مصطفیٰ ﷺ نہایت اہتمام اور محبت سے مناتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ۱۹۸۲ء ۷۲ ویں رمضان المبارک سے دو تین دن پہلے میں شاد باغ سے گھر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں اچانک میرا سکوڑ پھسل گیا اور میری ٹانگوں پر کافی چوٹیں آئیں، سخت گرمی کا موسم تھا لہذا فکر لاحق تھی

کہ ۲۴ رمضان کی بابرکت رات آرہی ہے اور آخری عشرہ ہے، میں تراویح کس طرح پڑھوں گا؟ اس رات بڑی مشکل سے نماز عشاء پڑھی اور سونے کی کوشش کرنے لگا لیکن نیند نہیں آ رہی تھی، میں نے انتہائی محبت سے آہستہ درود شریف پڑھنا شروع کر دیا، معلوم نہیں کب آنکھ لگ گئی؟ رات اچانک آنکھ کھلی تو سوچا تہجد پڑھوں مگر چوٹوں کی وجہ سے جسم درد کر رہا تھا اور تا نگیں اکڑی ہوئی تھیں، کوشش کے باوجود اٹھنے سکا، دل بوجھل اور غمگین ہو گیا کہ آج میں تہجد سے محروم رہوں گا، ابھی ان ہی خیالات میں گم تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، آپ نے اپنا دست شفای مرے جسم پر پھیرا کہ میرے جسم میں عجیب سی سخنڈی کیف و سرور کی لہر دوڑ گئی جو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا، مجھے شفاعت عطا فرمایا کہ حضور انور ﷺ تشریف لے گئے، چند لمحے پہلے میں کوشش کے باوجود اٹھنے سکتا تھا لیکن اب شفا پاچ کا تھا سارے جسم کا درد جاتا رہا لہذا میں نے فوراً اٹھ کر نماز تہجاد ادا کی (رسالہ نظر کرم صفحہ ۹۹ تا ۹۸)۔

۱۳۶۔ حضرت شیخ غرارؒ نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور دریافت فرمایا: یار رسول اللہ (ﷺ) ابوالوفا کے لیے آپ کی رائے مبارک کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میں اس شخصیت کے بارے میں کیا کہوں جس کے ذریعے میں قیامت کے دن سب امتوں پر فخر کروں گا (جامع کرامات الاولیا کا اردو ترجمہ صفحہ ۵۰۰ تا ۵۰۱)۔

ابوالوفا حضرت محمد بن محمد کا کیس "پہلے ڈاکو تھے۔ حضرت شیخ ابو محمد شنبکی" کے دست مبارک پر توبہ کی اور تاج العارفین کھلائے۔ علامہ تاذفی نے اپنی کتاب "قلائد الجواہر" میں آپ کو عظیم الشان خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ آپ کا وصال ۲۰ ربیع الاول ۱۵۰۵ھ کو بعمر ۸۰ سال ہوا۔ عراق کے شہر قلمبینا میں دفن ہیں۔

۱۳۷۔ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف یمنی ضماعی، موضع ضماع کا باشندہ ہونے کی وجہ سے ضماعی کھلائے۔ ضریر (نابینا) کے لقب سے مشہور تھے کیونکہ پیدائشی نابینا تھے، جو چیز سننے ایک، ہی مرتبہ میں یاد ہو جاتی تھی۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "ہدایہ" جس کی چار جلدیں ہیں اور ہر جلد قریب ڈھائی تین سو صفحات پر مشتمل ایک ہی مرتبہ سن کر حفظ کر لی تھی۔ فقیہہ کبیر احمد بن موسیٰ عجیل سے مردی ہے کہ انہیں خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے ضریر کی قبر کی مٹی میں سے کچھ لو اور اس کو نہار منہ نگل جاؤ۔" انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس کی برکات ظاہر ہوئیں (جمال الاولیا۔ تلخیص و ترجمہ جامع کرامات الاولیا۔ صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۴)۔ حضرت ضریرؒ نے ۱۴۰۰ھ میں وصال فرمایا۔ ان کا مزار ان کے موضع میں مشہور ہے۔

۱۳۸۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب بن الکمیت المعروف بہ ابی حرۃ (آپ ابو حرۃ (نیزہ والا) اس لیے مشہور ہوئے کہ ایک مرتبہ ایک ظالم کی طرف انگلی سے نیزہ کی طرح اشارہ کیا تو وہ مر گیا تھا لہذا مذاق کے طور پر بھی کسی کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے تو اسے موز لیتے تھے) بچپن ہی میں فقہ میں کمال حاصل کر چکے تھے۔ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا، فرمائے ہیں: اے محمد! لوگوں کی حاجتوں کے لیے اٹھ کھڑے ہو، تمہارے واسطے گرم لباس، بقدر کفایت روزی اور تکمیل حوانج ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں یہ چاہتا ہوں کہ علم میں مشغول رہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے دوبارہ وہ بارہ اپنا وہی ارشاد فرمایا اور آپ نے بھی وہی عرض دہرائی۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والتسليم نے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ مخالفت کرتے ہو؟ (بس پھر آپ خاموش ہو گئے) فرماتے ہیں: اس کے بعد میں جب بھی کسی حاجت کے لیے اٹھا تو آسمان میں لکھا ہوا دیکھ لیتا تھا کہ یہ پوری کی جائے گی یا نہیں؟ میں جہاں بھی چل کر جاتا ہوں تو نور کا ایک جھنڈا از میں سے آسمان تک قدرت میرے ساتھ اٹھا کر چلتی ہے۔ آپ کا وصال وادیٰ سور کے کنارے مریمہ نامی گاؤں میں ۲۲ یہ میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے (جمال الاولیاء صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷)۔

۱۳۹۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ مسون وادی سور کے ایک گاؤں غصین کے رہنے والے تھے۔ فقیہ، عالم، عامل اور زاہد تھے۔ علوم تفسیر میں یہ طولی حاصل تھا اور بغیر کسی مدد کے قرآن مجید کی مکمل تفسیر لکھ سکتے تھے۔ ابتدائے عمر میں سماع کے منکر تھے۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم جماعت کے ہمراہ حضور اقدس ﷺ گاؤں میں تشریف لائے ہیں اور ایک مخفی آپ کے حضور نگئے گا رہا ہے۔ صحیح بیدار ہوئے توحیرانی کی انتہانہ رہی کہ گاؤں میں ایک شخص صوفیہ کی جماعت کے ساتھ موجود ہے اور وہی نغمات الالپ رہا ہے جن کی رات سماعت کی تھی۔ اس کے بعد تاحیات آپ نے سماع کا مشغله جاری رکھا۔ قریباً ۱۰ سال کی عمر پا کر اپنے ہی گاؤں میں آٹھویں صدی ہجری کے اوآخر میں وصال فرمایا (جامع کرامات الاولیاء کا اردو ترجمہ۔ صفحہ ۶۱۳ تا ۶۱۴)۔

۱۴۰۔ ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن محمد الا زد کی عالم فاضل، خوش خلق، سليم القلب اور خیر و صلاح میں مشہور تھے۔ علم لغت کی سرکردگی آپ پر ختم تھی۔ حضور انور ﷺ نے آپ کو خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ جو تم سے پڑھ لے گا جنت میں جائے گا۔ پس بہت سے علمکار نے آپ سے علم حاصل کیا۔ شریف عبد الرحمن بن ابی الخیر فاریشی مکی کہتے ہیں جب مجھے اس خواب کا علم ہوا تو میں نے آپ کے پاس جا کر پڑھنے کا پختہ ارادہ کر لیا مگر تخفیخ وہی پھرے گاؤں تشریف لے

آئے اور میں نے آپ سے پڑھا۔ مکہ مکرمہ میں ۸۲ھ میں آپ نے وصال فرمایا اور امام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے جوار میں دفن ہوئے (جمال الاولیٰ صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷)۔

۱۲۱۔ محمد بہاء الدین شاہ نقشبندی بخاری تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ اعظم اور بڑے بڑے ائمہ صوفیہ کے پیش رو تھے۔ طریقت کو شیخ محمد بابا السماوی سے اور پھر سید امیر کلالؒ سے حاصل کیا۔ ۱۴۱ھ میں بخارا میں ایک فرخ کے فاطلے پر قصر العارفان آبادی میں تولد ہوئے۔ شیخ علاء الدین عطار فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپ کی نزع کی حالت میں سورہ یسوس پڑھ رہے تھے، جب نصف پر پہنچ تو انوار بلند ہونے لگے۔ ہم سب کلمہ طیبہ میں مشغول ہو گئے اور حضرت نقشبند قدس سرہ دو شنبہ ۳ ربیع الاول ۹۱ھ کی شب وصال فرمائے تو مسلمین نے قبر شریف پر بڑا سا قبہ بنایا اور باغ کاٹ کر وہاں ایک بڑی مسجد بنادی۔

ایک عالم نے حضرت نقشبندؒ کے مریدوں کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کا سفر کیا۔ سمنان پہنچ تو معلوم ہوا کہ یہاں سید محمود نامی ایک بزرگ حضرت نقشبندؒ کے مخلصین میں سے ہیں۔ ہم ان کی زیارت کے لیے گھر گئے اور ان سے اس سلسلے میں داخل ہونے کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی، نہایت خوبصورت مکان تھا اور آپؐ کے برابر ایک بار عرب شخص بیٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپؐ کے عہد میں نہیں تھا، پس وہ فیوض و برکات حاصل نہ کر سکا اب کیا کرو؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میری برکت اور میرے دیکھنے کی فضیلت حاصل کر لو تو شیخ بہاؤ الدینؒ کی پیروی اپنے اوپر لازم کرو۔ میں نے شیخ کو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا، جب بیدار ہوا تو ان بزرگ کا نام اور حلیہ ایک کتاب کی پشت پر لکھ لیا۔ پھر ایک مدت کے بعد ایک بزاں کی دکان پر بیٹھا تھا کہ ایک پر نور اور بار عرب ایک شخص آکر دکان پر بیٹھ گئے، ان کا چہرہ دیکھ کر مجھے خواب والا حلیہ یاد آگیا، میں ان کو اپنے گھر لے گیا اور اس حجرے میں بٹھایا جس میں میرا کتب خانہ تھا، ان بزرگ نے ہاتھ بڑھا کر ایک کتاب نکال کر مجھے دی جس کی پشت پر میں نے سات برس پہلے وہ خواب اور اس کی تاریخ لکھی تھی لہذا میری درخواست پر انہوں نے مجھے اپنے سلسلے میں داخل کر لیا (الحمد لله الوردي) (جمال الاولیٰ، صفحہ ۱۵۲ تا ۱۵۳)۔

۱۲۲۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن علی الاشریؓ فقیہ، عالم اور عامل تھے۔ عرصہ دراز تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے رہے۔ جب آپ کی عمر ۲۰ سال ہوئی تو حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت سے مشرف ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے ہمیشہ علم سے لگاوار ہے، اللہ تعالیٰ مجھے متقین میں شامل فرمائے اور میری دعا قبول ہوا کرے۔ حضور اقدس ﷺ نے آپ کے حق

میں ان تینوں باتوں کی دعا فرمائی، پھر آپ علم میں مشغول رہ کر عظیم فقیہ بنے۔ مذکور ہے کہ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ بقول علامہ شرجی آپ کا وصال ۸۱۸ھ میں ہوا (جامع کرامات الاولیاء حصہ اول کا اردو ترجمہ۔ صفحہ ۲۵۰)۔

۱۲۳۔ حضرت محمد بن عبد اللہ دہنیؑ عظیم الشان صوفی تھے۔ بدحالی میں بنتا ہوئے، بچہ ہلاکت کے دہانے پر جا پہنچے، آپ ایک تاجر سے کچھ مانگنے گئے مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ آپ کو ایک حدیث پاک یاد آئی کہ طلوع فجر سے طلوع آفتاب کے درمیان جنت کی ساعات سے مشابہ ایک ساعت آتی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے، پس میں نے بچوں کے ہمراہ سات دن اس اشناہ میں دعا مانگی۔ ایک روز میں دیوار کے پہلو میں غسل کے لیے گیا تو دیوار کی دراڑ سے بہت سے سونے کے مشقال (ایک سکہ کا نام) دکھائی دیئے، میں نے چہرہ ڈھک لیا اور کہا: پروردگار عالم! مجھے اس کی ضرورت نہیں، مجھے تو صرف فاقہ دور کرنے کے لیے کچھ چاہیے۔ اب جو میں نے چہرہ کھولا تو مشقال غائب تھے، پھر وہی تاجر ایک ہزار دینار لے کر آیا اور کہا کہ میں نے حضور شفیع المذاہبین علیہ السلام کی خواب میں زیارت کی ہے اور آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک ہزار دینار سے قرض دے دو۔ حضرت فقیہہ احمد بن موسیٰ مجیل بقول امام مناوی فرماتے ہیں کہ میں نے مذکورہ بالاحدیث کی تلاش کی تو اسے اربعین اجریہ میں موجود پیا (جامع کرامات الاولیاء حصہ اول کا اردو ترجمہ، صفحہ ۶۵۳ تا ۶۵۴)۔

۱۲۴۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عباس شعبی یمنیؑ کثرت سے حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے نوازے جاتے تھے۔ فرماتے تھے: ایک سال میں نے حج کیا اور حجر اسود کے قریب یہ دعا مانگی کہ حق تعالیٰ مجھے قاضی اور مفتی بنے سے بچائے۔ جب میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پہنچا تو خواب میں لوگوں کا ایک مجمع دیکھا، قریب پہنچا کہ سب معلوم کروں تو مجمع کے درمیان ایک شخص کو دیکھا جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔ میں نے حاضرین میں سے کسی سے پوچھا: یہ کون بزرگ ہیں؟ اس نے جواب دیا: یہ حضور ﷺ ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص مسئلہ پوچھ رہا ہے، جو ایک ورق میں ہے اور اس نے وہ ورق حضرت رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا ہے اور آپؑ کے دست مبارک میں "كتاب المہذب" کا ایک جز ہے اور حضور ﷺ کبھی اس جز کو اور کبھی مسئلہ کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ مجھے اس سے تعجب ہوا۔ آنکھ کھلنے کے بعد حضور ﷺ کی اقتداء میں مجھے مفتی ہونانا گوار نہیں رہا البتہ قاضی ہونانا گوار رہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے اس سے نجات ملی رہی (جمال الاولیاء صفحہ ۱۹۱)۔

۱۲۵۔ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عثمان نزیلیؑ عالم اور فقیہ تھے۔ ایک مرتبہ زیدی فرقے

کا ایک حاکم زبردست لشکر لے کر آپ کے شہر کو لوٹنے کے لیے پہنچا۔ یہ لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل ہونے پر بھی مجبور کرتا تھا۔ ہر طرف فساد برپا کر رکھا تھا۔ آپ نے اسے لوگوں کے ساتھ خُسنِ سلوک سے پیش آنے کو لکھا مگر اس نے نہ آپ کی پرواہ کی نہ آپ کے خط کی، پس آپ نے حضور اقدس ﷺ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا اور آپ کے دیلے سے نجات چاہی۔ حاکم نے لشکر جرار کے ساتھ آپ کے گاؤں پر حملہ کر دیا۔ گاؤں والے تھوڑے تھے پھر بھی انہوں نے اس لشکر کو شکست دی۔ آپ نے حضور اقدس ﷺ کی شان میں اور بھی کئی قصیدے لکھے ہیں۔ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ حضور انور ﷺ آپ کے منہ کو بوسہ دے رہے ہیں۔ آپ نے اللہ پاک سے دعا کی کہ مجھ سے کھانے، نیند اور عورت کی خواہش زائل کر دے۔ متولین نے تحقیق کی تو واقعی آپ کے اندر سے یہ تینوں خواہشیں زائل ہو چکی تھیں (جمال الاولیاء صفحہ ۱۹۵)۔

۱۳۶۔ ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن معن القرضیٰ پر علم حدیث کا غلبہ تھا۔ علم حدیث پر آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں زیادہ مشہور کتاب المستصفی ہے، جسے آپ نے بڑی محنت سے کتب سنن سے جمع کیا تھا۔ یہ کتاب بہت با برکت ہے اور یمنی علماء میں بہت مقبول ہے۔ آپ نے خواب میں حضرت امام الانبیاء ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے لیے استقامت کی دعا فرمائے ہیں۔ مکہ مکرہ میں اپنی رباط میں مقیم شیخ ربع سے صحیح سند کے ساتھ مذکور ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص محمد بن سعید کی پوری کتاب ”المستصفی“ پڑھ لے وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ اسے شرجیٰ نے بیان کیا (جمال الاولیاء صفحہ ۱۹۶ تا ۱۹۵)۔

۱۳۷۔ ابو عبد اللہ محمد بن عمر النہاری الیمنی کے پاس جو بھی اجنبی آتا آپ اس کا، اس کے باپ اور قبیلے کا نام لے کر اس سے بات کرتے تھے۔ آپ کی یہ کرامت بہت مشہور تھی۔ حضرت مقری بشر بن عمران مجھی نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے ان کو بشارت دی کہ آپ سات جھنڈوں کے ساتھ جنت میں داخل ہونگے۔ حضرت مقری قرآن پاک کی سات قرأتیں میں صاحب تحقیق تھے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ آپ شیخ محمد نہاریٰ کی زیارت کو گئے تو انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا: ”مر جبا! اس شخص کو جو سات جھنڈوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو گا۔“ حالانکہ حضرت مقریٰ نے کبھی کسی کو اپنا خواب نہ سنایا تھا (جمال الاولیاء صفحہ ۱۹۸ تا ۱۹۹)۔

۱۳۸۔ حضرت محمد صوفی“ بہت بڑے عارف اور محقق صوفی تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ

عالم بیداری میں جب بھی چاہتے ہیں سرکار رسالت پناہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو جاتے ہیں (جامع کرامات الاولیا حصہ اول کا اردو ترجمہ صفحہ ۱۲)۔

۱۴۹۔ حضرت محمد صدر الدین البکریؒ بہت خاموش بزرگ تھے۔ سوائے جواب دینے کے خود کوئی بات نہ کرتے تھے۔ ان کی والدہ کا بیان ہے کہ جب یہ ان کے پیٹ میں تھے تو انہوں نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی تھی۔ آپؑ نے ان کو ایک کتاب عنایت فرمائی تھی۔ وہ کہتی ہیں میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ نیک لڑکا پیدا ہو گا۔ حج کے بعد جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو لوگوں نے ناکہ حضور انور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب عطا فرمایا۔ آپؑ کا وصال ۹۱۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا (جمال الاولیا۔ صفحہ ۲۰)۔

۱۵۰۔ حضرت محمد بن محمد رضی الدین ابو الفضل غزیؒ کے پوتے نجم الدین غزیؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد امام بدر الدین غزیؒ نے اپنے والد ماجد محمد رضی الدینؒ کے وصال سے کچھ دن پہلے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپؑ کے ہمراہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تھی اور آپؑ فرمائے ہے تھے کہ ہم تیرے باپ کی تجویز و تکفین کے لیے آئے ہیں۔ آپ غزی الاصل ہیں، ولادت دمشق میں ہوئی، عالم اور عامل تھے، ۹۳۵ھ میں وصال ہوا اور آپ کے لاتعداد مکاشفات اور کرامات ہیں جن میں کچھ ”بلغۃ الواجد“ میں ذکر کی گئی ہیں (جامع کرامات الاولیا۔ حصہ اول کا اردو ترجمہ صفحہ ۲۷)۔

۱۵۱۔ حضرت محمد بن بہاء الدین بن لطف اللہؒ، بہاء الدین زادہ کے نام سے مشہور تھے۔ ”الشقائق“ کے مصنف جب مدرس تھے تو انہوں نے خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپؑ نے مدینہ منورہ سے انہیں ہدیۃ تاج بھیجا، جب صبح ہوئی تو حضرت بہاء الدین زادہ کی طرف سے ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ حضرت کا ارشاد ہے کہ جو خواب آپ نے دیکھا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ جلد ہی قاضی بنے والے ہیں، پھر جب ”الشقائق“ کے مصنف آپ کو ملے، خواب بیان کیا اور وہ تعبیر بھی جو آپ کو بتائی گئی تھی تو آپ نے فرمایا: ہاں! تھی بات ہے۔ صاحب الشقاقي کہنے لگے حضرت میں قضا (نجی) طلب نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: طلب نہ کیجئے لیکن اگر طلب کے بغیر خود مل جائے تو انکار بھی نہ کیجئے۔ پس آپ نے عہدہ قضا قبول کر لیا۔ حضرت بہاء الدین زادہ کا وصال شہر قیصریہ میں ۹۵۵ھ میں ہوا (جامع کرامات الاولیا حصہ اول کا اردو ترجمہ۔ صفحہ ۲۹ تا ۵۰)۔

۱۵۲۔ تاج العارفین حضرت ابو الحسن محمد بن محمد جلال الدین بکریؒ امام کبیر اور قطب شہیر ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ عابدہ وزادہ، شب زندہ دار اور ہمیشہ روزے رکھنے والی

تھیں۔ بیٹے سے تھوڑا سا اختلاف تھا۔ وہ حج، زیارت اور ایسے ہی دیگر کاموں میں لباس فاخرہ پہن کر آنے کو ایک قسم کی نمائش سمجھ کر پسند نہ کرتی تھیں جب کہ حضرت ابو الحسن ایسے موقع پر ایسا ہی لباس استعمال کرتے تھے۔ غصہ میں آئی ہوئی ماں سے ایک روز بیٹے نے کہا: کیا یہ بات کافی نہیں کہ میرے اور آپ کے درمیان خود حضور اقدس ﷺ فیصلہ فرمادیں؟ رات سو میں تو خواب میں دیکھا کہ مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلواۃ وسلاماً) میں ہیں اور روضۃ اقدس (علیٰ صاحبہا صلواۃ وسلاماً) میں بہت سی قندیلیں ہیں جن میں ایک سب سے بڑی ہے اور اس کا حسن، روشنی اور شکل و صورت سب سے اعلیٰ ہے۔ والدہ ماجدہ نے پوچھا: یہ کس کی قندیل ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ یہ آپ کے صاحبزادے ابو الحسنؑ کی قندیل ہے۔ انہوں نے حجرة طیبہ کی طرف توجہ دی تو حضور سید کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی جہاں جناب ابو الحسنؑ وہی لباس فاخرہ پہنے کھڑے تھے۔ یہ دیکھ کر والدہ ماجدہ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں توبہ کرتی ہوں اور اس کے بعد والدہ ماجدہ نے نہ کبھی انکار کیا اور نہ ہی مجھے ملامت کی (جامع کرامات اولیاً جلد اول صفحہ ۵۱)۔

۱۵۳۔ علامہ نجم الدین غزیؒ راوی ہیں کہ شیخ صالح علی لولوی نے مجھے بتایا کہ ایک مصیبت نے مجھے آیا۔ میں نے اللہ کریم کے سامنے حضور روف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا وسیلہ پیش کیا۔ آپؐ نے مجھے خواب میں دیدار بخشنا اور فرمایا: اپنے پڑوسی شیخ ابو مسلم صمادی کے پاس جاؤ اور اس تکلیف کا ان سے ذکر کرو۔ صحیح میں شیخ ابو مسلم صمادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے: اے شیخ صالح علی! میں غیب نہیں جانتا، میں غیب نہیں جانتا مگر اپنے کام کی بابت آپؐ نے مجھے کیوں نہیں بتایا (یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی، مجھے کہہ دیتے تو کام ہو جاتا) پھر اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف حضرت صمادیؒ کے ذریعے دور کر دی (جامع کرامات اولیاً جلد اول کا اردو ترجمہ صفحہ ۶۷)۔

۱۵۴۔ علامہ نجم الدین غزیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا۔ خواب میں آقاۓ کل ﷺ نے جمال جہاں آرا کی زیارت سے نوازا۔ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کی بائیں جانب حضرت ابو مسلم صمادیؒ، دائیں جانب آپؐ کے صاحبزادے مسلم اور بہت سے لوگ ذکر الہی کی اس محفل میں شریک ہیں۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت ابو مسلم صمادیؒ نے حضور انور ﷺ سے صمادی جماعت کی بابت دریافت کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اے شیخ محمد! ان میں تیرے لڑ کے مسلم کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں۔ علامہ غزیؒ فرماتے ہیں پھر میں جاگ اٹھا، بکثرت پسینہ آچکا تھا اور مجھے آرام آگیا تھا، میرے خواب کا علم حضرت صمادیؒ کو ہوا تو

انہوں نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا: بخدا! یہ سچ ہے، میں چاہتا ہوں آپ اپنی زبان سے مجھے وہ خواب سنائیں۔ میں نے خواب سنادیا تو فرمایا: خدا کی قسم! تیرا خواب چاہے، ہماری جماعت میں مسلم کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس خواب کے کچھ عرصے کے بعد حضرت صمادیؒ کا وصال ہو گیا اور آپ کے صاحبزادے مسلم آپ کے جانشین ہوئے (جامع کرامات الاولیاء۔ صفحہ ۶۸)۔

حضرت محمد صمادی ابو مسلم مشقی امام، علامہ اور عارف ربانی تھے، اکابر الاولیاء کے ساتھی اور اصفیاء کے سردار تھے، وصال ۹۹۲ھ میں دمشق میں ہوا، جامع مسجد اموی میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور آپ اپنے خاندان کی خانقاہ میں دفن ہوئے۔

۱۵۵۔ علامہ مجسی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن احمد عجمیلؓ کی اپنی ایک تحریر دیکھی جس کی عبارت یہ ہے کہ شیخ صالح نجم الدین بن فیولی مصری نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ۱۰۰ھ عید الفطر کے دن انگلہ کی کیفیت میں دیکھا کہ نبی مکرم ﷺ اپنی قبر انور کے سامنے تشریف رکھتے ہیں اور آپؐ کے تمام جسم پاک سے نور نکل رہا ہے، خصوصاً سینہ اقدس سے نکلنے والا نور بہت زیادہ ہے، ابن عجمیلؓ محفوظ میلاد و ذکر اپنی مسجد میں قائم کیے جیٹھے ہیں اور یہ نور ان کے سینے میں لگاتار داخل ہو رہا ہے، باقی اولیاء کو بھی وہ نور مل رہا ہے لیکن اس کی مقدار کم ہے، میں جب پوری طرح بیدار ہو گیا تب بھی وہی کیفیت رہی۔ بے شک یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے کیونکہ وہ عظیم فضل والا ہے (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء۔ صفحہ ۹۹۳ ۷۹۸)۔

حضرت محمد بن احمد عجمیلؓ بنی عجمیل کے عظیم فقیہہ گھرانے کے چشم و چراغ ہیں، جن کا وصال ۱۱۰ھ میں ہوا۔

۱۵۶۔ حضرت محمد بن ابی الحسن الکبریٰ مصری (استاذ سیدی محمد بکری صدیقیؓ) کی ولادت ۱۳ ذی الحجه ۹۳۰ھ کو ہوئی۔ پرورش والد معظم ابو الحسن تاج العارفین الکبریٰ صدیقی قدس سرہ کی گود میں ہوئی۔ آٹھ سال کی عمر میں کعبہ شریف کے پاس مالکی حضرات کے مقام عالی پر نماز تراویح میں قرآن پاک بطور امام سنایا۔ وصال ۹۹۲ھ میں ہوا۔ ان کی تاریخ وفات اس فقرے سے نکلتی ہے۔ (مات قطب العارفین ۹۹۲ھ، عارفوں کے قطب کا وصال ہو گیا)۔
جب والد ماجد آخری حج سے واپس لوئے تو سیدی محمد بکری صدیقیؓ نے عرض کیا:

حضور ابا جان! کیا آپ نے میرے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو پورا فرمایا؟ فرمایا: وعدے سے بڑھ گیا ہوں، میں نے تمہیں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ (علیہ السلام)! میرے لڑکے محمد کے لیے کیا کچھ ہے؟ آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا: "اگر تم قریش کو بتا دو جو کچھ اللہ کے یہاں اس کے انعامات ہیں تو وہ اترانے لگیں" (اردو ترجمہ جامع

کرامات الاولیاء۔ صفحہ ۲۷۷)۔

۱۵۷۔ حضرت شیخ ابراہیم عبیدی نے اپنی کتاب ”عَدَةُ التَّحْقِيقِ فِي بَشَارَةِ آلِ الصَّدِيقِ“ میں شیخ ابوالسرور بکری کی کتاب ”الکوکب الدُّرِّی فِی مَنَاقِبِ الْاَسْتَاذِ بَکْرِی“ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ استاذ سیدی محمد بکری صدیقی کی کرامت جو آپ نے خود بتائی کہ جب ایک سال حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں حضور اقدس ﷺ کے روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلواتہ وسلاماً) کی زیارت کی تو حضور رحمۃ اللعائیین نے بالمشافہ مجھ سے کلام فرمایا اور یہ دعا دی: ”اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو برکات سے نوازے“ (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء۔ صفحہ ۲۷۷)۔

۱۵۸۔ عَدَةُ التَّحْقِيقِ میں حضرت شیخ محمد زین البکری بن زین العابدین بن محمد بکری کے حوالہ سے ۱۴۶۲ھ کا یہ واقعہ مذکور ہے۔ شیخ محمد زین البکریؒ سفر میں تھے کہ ایک رات ہاتف کو یہ کہتے سن: اے محمد زین العابدین! قرافہ میں اپنے دادا (حضرت محمد بکری صدیقیؒ) سے ملاقات کیجیے۔ ہاتف نے بار بار اصرار کیا تو نماز فجر ادا کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر قرافہ کی طرف چل پڑا اور حضرات خاندان بکریہ کے دربار میں داخل ہو کر اپنے دادا حضرت محمد بکری صدیقیؒ کی قبر مبارک پر جا کر کچھ مخفی معاملات پیش کیے اور چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لمبے قد کاٹھ کا آدمی سرخ گپڑی اور سرخ قبا پینے ہوئے مجھے پکارتا ہے: اے محمد! اے بکری! اے محمد! اے بکری! آپ کے دادا سلام فرماتے ہیں، انہوں نے آپ کے معاملات (شکایات) سن لیے ہیں اور آپ کی شکایات کے دوران حضور اقدس ﷺ بھی وہیں تشریف فرماتے ہے۔ آپ کے دادا نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ میرے بیٹے زین العابدین کا بیٹا ہے اور مجھے بہت پیارا ہے لہذا آپ اس کی حاجات پوری فرمادیں۔ آپ کی حاجات حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ذمے لے لی ہیں اور میری ایک ایک حاجت گن کر بیان کر دی حالانکہ وہ میں نے صرف اپنے دادا سے بیان کی تھیں اور کسی دوسرے کو ان کا علم نہ تھا۔ اس کے بعد اچانک وہ شخص غائب ہو گیا (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۸۵ تا ۸۶ سے مأخوذه)۔

۱۵۹۔ حضرت محمد بن زین العابدین اپنے باپ دادا کی طرح اکابر اولیائے ربانی میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ شیخ ابراہیم عبیدی کے مرشد ہیں جنہوں نے آپ ہی کے لیے اپنی مشہور کتاب ”عَدَةُ التَّحْقِيقِ“ لکھی تھی۔ آپ نے ایک سال حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں حضور انور ﷺ کے مزار سبط انوار کی زیارت کی۔ جب الوداعی سلام کے لیے حاضر ہوئے تو حضور اقدس ﷺ، حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے نورانی چہرے سامنے آگئے۔ آپ سر جھکائے عالم حیرت میں ڈوبے با ادب حضور اکرم ﷺ کے حضور کھڑے تھے اور آپ

کے خادم عرض کر رہے تھے کہ حضور! قافلہ روانہ ہو چکا ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ آپ جلدی چلیں اور پھر وہ چہرہ انور آہستہ یوں او جھل ہونے لگا جیسے چاند بادل کی اوٹ میں چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرات شیخین کریمین کے مقدس چہرے بھی اس طرح او جھل ہو گئے (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۸۲۵)۔

۱۶۰۔ حضرت محمد بن عمر بن یحییٰ بن مساوی ردنی حسینی یعنی نے خواب میں حضور، اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ”تیراقدم میرے قدم کی طرح ہے (یعنی کامل اطاعت کیش ہے) اور تیری مسجد میری مسجد جیسی ہے۔“ ایک ولی نے خواب میں کسی کو کہتے تا کہ حضرت امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے خزانوں کے امین ہیں اور محمد بن عمر حضور انور ﷺ کے امین ہیں (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۸۲۹)۔ آپ کے مناقب و کرامات حد کے احاطے میں نہیں آتے اور آپ نے ۱۹۶ھ میں وصال فرمایا۔

۱۶۱۔ حضرت محمد سعید بن ابی بکر بن عبد الرحیم بن منہما حسینی بغدادی بیداری کی حالت میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کیا کرتے تھے۔ آپ امام، صوفی، عارف اور زاہد تھے۔ ۱۸۵ھ میں مصر تشریف لائے، پھر روم چلے گئے اور وہ ۱۸۵ھ میں وصال فرمایا (اردو، ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۸۳۲)۔

۱۶۲۔ حضرت شیخ محمد حنفی شمس الدین ابو المظارم خلوتی مصری شافعی علامے عاملین اور اولیائے عارفین کے امام، اپنے وقت کے قطب اور اپنے دور میں طریقت و حقیقت کے مرشد ہیں۔ آپ کے ایک خلیفہ علامہ شیخ حسن فوی مصری متوفی مکہ مکرمہ نے آپ کے مناقب میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ اس کی چھٹی فصل میں علامہ نے وہ کرامات بیان کی ہیں جو اللہ نے آپ کے مقدس ہاتھوں سے ظاہر فرمائیں۔ مصنف فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں لا تعداد لوگوں کو بشارت فرمائی کہ حضرت حنفی اپنے دور کے لوگوں کی شفاقت کریں گے (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۸۷۰)۔

۱۶۳۔ حضرت محمد کردی خلوتی شافعی ”حضرت شیخ محمد حنفی“ کے (حضرت شیخ محمد حنفی کے) بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کی لا تعداد کرامات میں سے ایک بڑی کرامت یہ ہے کہ جب بھی چاہتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت با برکت سے مشرف ہو جاتے تھے (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۸۷۵)۔

۱۶۴۔ حضرت سید محمد عثمان میر غنی بن سید محمد ابی بکر بن سید عبد اللہ حنفی محمدی حسینی یعنی کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ حضور انور ﷺ کی زیارت پاک عالم بیداری میں کرتے

تحے اور بلا واسطہ آپ سے فیض حاصل کرتے تھے (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۸۸۲)۔

۱۶۵۔ حضرت سید محمد عثمان میر غنی ”فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ پر درود، سلام پیش کرنے کے موضوع پر تین کتابیں لکھیں اور پھر کتاب ”فتح الرسول و مفتاح بابہ للدخول“ لکھنا چاہی تو جھرہ اقدس میں داخل ہو کر امام الانبیا ﷺ کے رخ انور کے سامنے کھڑا ہو گیا، آپ نے اجازت فرمائی اور سر مقصود بتا کر امداد فرمائی۔ روضہ اقدس میں نے یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے مرتب و مددوں کی اور آپ نے اسے عمدہ قرار دے کر اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ اس سے سرفتح اور قرب دونوں جہانوں میں نصیب ہو گا اور ایسی خبروں سے نوازا جنہیں سامعین کی عقلیں سمیٹ نہیں سکتیں (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۸۸۲)۔

۱۶۶۔ حضرت سید محمد عثمان میر غنی نے اپنی دوسری کتاب درود شریف کے موضوع پر ”باب الفیض المدد من حضرۃ الرسول السند“ لکھی۔ اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ اتوار کی رات کے پچھلے پھر میں حضور رسول کریم ﷺ کی سرکار میں حاضر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میرے محبوب، میرے مطلوب ہو اور میرے مرغوب ہو۔ آپ نے اشارہ فرمایا کہ ”میرے پیر و کاروں میں ہزار سے زیادہ ایسے لوگ ہونگے جو عظیم المرتبت مقربین میں شامل ہونگے اور آپ کے اور ان کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو گا“ (یعنی وہ براہ راست فیض نبوت کے مستغیر ہونگے) (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۸۸۳)۔

حضرت سید محمد عثمان میر غنی بن سید محمد ابی بکرؒ اکابر الاولیاء اور افراد اصفیاء میں سے ہیں۔

۱۶۷۔ حضرت شیخ محمد فاسی شاذیؒ نے حضور اقدس ﷺ کے جھرہ مبارک میں عالم بیداری میں سیدہ کائنات، حضرت فاطمۃ الزہر؀ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل کیا۔ امیر سید عبد القادر جزائری نے اپنی کتاب ”الموافق“ میں لکھا ہے کہ حجاز مقدس میں جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ”میں بیس برس سے آپ کے انتظار میں ہوں، آپ میرے شیخ ہیں۔“ مجھے ۱۲۸۳ھ میں طریق شاذی عطا فرمایا۔ پھر مختصری مدت میں اللہ تعالیٰ نے میرے لیے فتوح کے لاتعداد دروازے کھول دیئے۔ حضور اکرم ﷺ نے عالم بیداری میں مجھے شرف دیدار بخشنا۔ حضرت شیخ محمد فاسیؒ نے مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۸۹۸)۔

۱۶۸۔ حضرت شیخ محمد ہیکل المشہور حضرت ابو راشدؒ جب مکہ مکرمہ سے شامی قافلے کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچے اور روضہ انور کے مکین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے شرف ہوئے

توفیصلہ کر لیا کہ اب شامی قافلے کے ساتھ واپس نہ جاؤں گا بلکہ مدینہ منورہ، ہی میں رہ جاؤں گا۔ رات کو جب سوئے تو حضور اقدس ﷺ نے خواب میں حکم دیا کہ شام اپنے بال بچوں کی دلکھ بھال کے لیے جاؤ کیونکہ تمہارے علاوہ ان کا کوئی اور کفیل نہیں ہے (آپ کے بچے بچیاں چھوٹے تھے)، مگر آپ کو قرب نبوی (ﷺ) کی محبت اور پڑوس میں قیام عزیز تھا۔ پس آپ کو دوبارہ حضور انور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، آپ نے معدرت پیش کی جو قبول نہ ہوئی اور حضور اقدس ﷺ کی بے حد تاکید کی وجہ سے قافلے کے ساتھ شام جانا پڑا (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۹۰۸)۔

۱۶۹۔ حضرت ابو راشدؓ کی بیوی دمشق (شام) کے کسی امیر کی شادی میں شریک ہوئیں۔ وہاں عورتوں کو زیورات اور اعلیٰ لباس میں ملبوس دیکھا تو اپنے فقر کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہوئیں کیونکہ ان کا لباس پھٹا پرانا تھا اور زیور نام کی کوئی چیز جسم پر نہ تھی، گھرو اپس آئیں تو غمزدہ تھیں۔ آپ نے بیوی سے پرائندگی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے ساری بات بتا دی۔ رات خواب میں حضور اقدس ﷺ نے شرف دیدار بخشنا۔ آپؐ کے پاس نفیس قیمتی زیورات اور بیش قیمت لباس تھے جن کی مثال دنیا میں نہ تھی۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ”یہ سب تمہاری بیوی کے لیے لایا ہوں، اسے شکستہ دل نہ ہونا چاہیے، یہ سب آخرت میں اس کا مقصوم ہے کیونکہ دنیا میں وہاں قیمتی زیورات و لباس سے محروم رہی ہے۔“ میری بیوی بھی خواب، ہی میں حاضر ہو گئی اور یہ سب زیورات اور کپڑے پہن لیے۔ وہ خوشی حاصل ہوئی جس کا اظہار ممکن نہیں (اردو ترجمہ جامع کرامات الاولیاء صفحہ ۹۰۸ تا ۹۰۹) حضرت ابو راشدؓ نے ۱۳۲۴ھ میں وصال فرمایا۔

۱۷۰۔ حضرت شیخ ابو الفیض محمد بن عبد الکبیر کتابی فاسیؓ کی ولایت کبریٰ کی صحت کو خواص و عوام نے تسلیم کیا ہے۔ آپ عالم بیداری میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت سے مشرف ہوتے تھے۔ طبعہ کی علم و عمل میں ممتاز شخصیت شیخ عبدالرحمٰن زریؓ نے حضرت شیخ ابو الفیضؓ کے حقیقی بھائی حضرت سید عبدالحیؓ کو ایک گرامی نامہ لکھا جس میں حضرت ابو الفیضؓ کی بے حد مدح کے ساتھ یہ بھی تحریر تھا کہ آپ عالم بیداری میں حضور انور ﷺ کی زیارت فرماتے ہیں۔ یہ بھی لکھا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں ایک عظیم مجمع میں دیکھا، آپؐ کے سب سے زیادہ قریب حضرت ابو الفیض محمد بن عبد الکبیر تھے اور حضور ﷺ کی توجہ اشرف سب سے زیادہ آپ ہی پر تھی (اردو ترجمہ جامع کرامات اولیاء صفحہ ۹۱۱)۔

سید عبدالحیؓ نے ۱۳۲۳ھ میں علامہ یوسف نیمانیؓ کو بتایا تھا کہ میرے بڑے بھائی

عارف باللہ سیدی شیخ محمد بن عبد الکبیر کی ولادت ۱۲۹۰ھ میں ہوئی اور وہ عمر میں مجھ سے ۱۳ سال بڑے ہیں (صفحہ ۹۱۸)۔

۱۔ غوث العصر سلطان المشائخ حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ ۱۸۱۴ء میں موضع مان (صلع گجرانوالہ) میں پیدا ہوئے۔ ۳۲ ویں پشت میں آپ کا سلسلہ نسب حضرت عباسؓ سے جاتا ہے۔ چودہ سو برس سے آپ کے خاندان عالی میں علم و فضل اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ کے والد محترم حضرت خواجہ محمد جیون بھی ایک عظیم المرتبت عالم اور ولی کامل تھے۔ حضرت غوث العصر کو اپنے پیر و مرشد حضرت سخنی احمد یارؒ کی روحانی تربیت کے دوران بھی حضرت رسول اللہ ﷺ سے اولیٰ نسبت حاصل تھی۔ تربیت حصول کے دوران جب آپ کے قلب انور کے اندر طلب الہی نے ایک زبردست آتش برپا کر رکھی تھی تو آپ نے مقام حقیقت کے ادراک سے متعلق عرض پیش کی جو ابھی آپ کی روحانی استعداد سے بالاتر تھی۔ حضور اقدس ﷺ نے اس پر فرمایا: ابھی تم بچے ہو اس بوجھ کے متھل نہ ہو سکو گے۔ تو آپ نے عرض کیا: حضور ﷺ! کرم فرماد تھی، یہی ہو گا کہ میں سوکھ کر کاٹا ہو جاؤں گا۔ آپ کے اصرار پر آنحضرت ﷺ نے توجہ فرمائی تو آپ کا جسم سوکھنا شروع ہو گیا اور آپ کے جسم و سر مبارک پر ایک بال بھی نہ رہا۔ اطباء تشخیص و علاج سے عاجز آگئے اور آپ نے گاؤں سے باہر اپنی زمینوں پر رہنا شروع کر دیا۔ رات دن ذکر الہی میں مشغول رہتے اور قصیدہ مضر بہ خوشحالی سے پڑھا کرتے۔ ایک دوپہر قصیدہ پڑھ رہے تھے کہ ایک نور کا شعلہ روشن ہوا اور رحمت دو عالم ﷺ نے اپنے بے مثال دیدار جمال سے آپ کو مشرف فرمایا اور اپنی چادر مبارک کا ایک گوشہ آپ کے جسم پر لہرا یا۔ آپ اسی وقت اس طرح صحت مند ہو گئے جیسے کوئی مرض لاحق ہوا، ہی نہ تھا۔ اس کے بعد آپ اکثر حالت خواب و بیداری میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوتے رہے اور اپنے پیر و مرشد حضرت سخنی احمد یارؒ اور حضور اقدس ﷺ سے براہ راست روحانی تربیت پا کر کائنات عالم میں ایک عظیم المرتبت ویگانہ روزگار ولی کامل کی حیثیت سے شہرہ آفاق ہوئے کہ گل عالم میں آپ کے کمالات، فقر اور ولایت کا ڈنکا بھنے لگا۔ آپ کا وصال ۵ محرم ۱۳۰۹ھ کو ہوا۔ دربار عالیہ قادریہ بازار خزاداں والا، گجرانوالہ میں آپ کا روضہ مرجع خلاق ہے۔ فخر المشائخ صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی مدظلہ العالی آج کل سجادہ نشین ہیں جو اپنے اسلاف کی بہترین یادگار اور ان کے کمالات ظاہری و باطنی کے آئینہ دار ہیں ("سالکوٹ سے خیر تک" از ایم زماں کھوکر۔ ایڈ وکٹ۔ صفحہ ۲۵۸۲۵۶ ساخوذ۔ یا سراکیڈیمی، بالمقابل سیشن عدالت پکھری روڈ، گجرات)۔

۲۔ خطہ پوٹھوہار میں اشاعت اسلام کرنے والے قدیم اولیائے کرام میں حضرت دیوان حضوری کا نام سرفہرست ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد غزنی سے ہجرت کر کے پہلے چنیوٹ پہنچے، وہاں سے تخت پڑی اور پھر بندود میں سکونت اختیار کی۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور پھر دینی تعلیم مکمل کی۔ بچپن ہی سے کرامات کا ظہور شروع ہو گیا تھا۔ آپ نے متواتر ۱۲ حج کیے۔ پہلی مرتبہ جب دخانی جہاز سے حج کے لیے روانہ ہوئے تو جہاز راستے میں ایک جزیرے پر ٹھہرا۔ آپ دور جا کر عبادتِ الہی میں مشغول ہو گئے اور جہاز کے جانے کا علم نہ ہوا، جب معلوم ہوا تو آپ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ حضور اقدس ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ چاروں خلفاً ہمراہ تھے۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: ”میرے پاک اولاد میں سے یہ شخص اس جزیرے میں پریشان حال ہے۔“

حضرت علیؑ نے آپ کو اٹھا کر گلے سے لگایا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عبداللہ کیا خواہش ہے؟“ آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! حج کو جانا چاہتا ہوں۔ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: آنکھیں بند کرو۔ پھر آواز آئی: آنکھیں کھولو۔ آپ نے دیکھا تو اپنے آپ کو جدہ کی بند رگاہ پر پایا۔ سبحان اللہ! (سیالکوٹ سے خبر تک۔ صفحہ ۳۶۵-۳۶۳ سے ماخوذ)۔

آپ نے ۲۰ شوال ۱۴۷۲ھ کو وصال فرمایا۔ شہزادہ داراشکوہ اور جہاں آرائیگم نے آپ کی خدمت میں حاضری دی۔ پیر مہر علی شاہ صاحب ”گولڑہ شریف“ جب اس علاقے سے گزرتے تو تعظیماً سواری سے اتر جاتے اور فرماتے: یہاں پیر پرال کا لاڈلا آرام فرمائے۔ میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان، جناب و سیم سجاد چیر میں سینیٹ، مولانا عبد اللہ نیازی اور بے شمار دیگر اکابرین و سجادہ نشین یہاں کی حاضری کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور کرتے رہتے ہیں۔ ہر سال ۲۰ شوال کو عرس ہوتا ہے۔ حضرت دیوان حضوری کا خاندان آج تک دینی و دنیاوی طور پر خلق خدا کو فیض یاب کر رہا ہے۔ سوہاواہ (ضلع جہلم) سے اڑھائی کلو میٹر کے فاصلے پر گاؤں ہے، جس کا قدیمی نام بندود شریف تھا مگر عارف باللہ حضرت دیوان حضوری سید عبد اللہ شاہ قادریؒ کا مسکن ہونے کی وجہ سے سرکاری کاغذات میں اس کا نام دیوان حضوری ہو چکا ہے۔ سوہاواہ سے دو میل آگے جیٹی روڈ پر چکوال موڑ آتا ہے۔ جہاں سے مغرب میں سڑک چکوال کو جاتی ہے اور مشرق میں ایک سڑک دھمک تک جاتی ہے، یہاں دو بورڈ لگے ہیں، ایک پر شاہراہ شہاب الدین اور دوسرے پر شاہراہ دیوان حضوری لکھا ہے۔ گاؤں میں داخل ہوتے ہی سینکڑوں سال پرانا سعیج و عریض بر گد کا درخت نظر آتا ہے۔ دربار حضرت دیوان حضوری جانے کے لئے جھوٹ پختہ چوڑا راستہ ہے جس کے ایک طرف

سینکڑوں فٹ گھرائی ہے، نئے لوگ گذرتے ہوئے خطرہ محسوس کرتے ہیں لیکن آج تک کوئی حادثہ پیش نہیں آیا (پوٹھوار لوک ورثہ۔ اسلام آباد)۔

۳۷۱۔ ڈاکٹر لیاقت علی نیازی فرماتے ہیں: ۱۹۶۰-۶۲ء کے اوائل کی بات ہے جب کہ میری عمر دس بارہ سال تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ تمام کرہ ارض میرے سامنے ہے، خاک رو بہا تھوں میں جھاڑو لیے صفائی کر رہے ہیں، اچانک حضرت رسول اللہ ﷺ اس کرہ ارض پر جلوہ افروز ہوتے ہیں، ہر جانب سے صدائیں بلند ہو رہی ہیں "محمد آئے! محمد آئے!" سر کار دو عالم ﷺ نے کھجور کے پتوں سے بننے ہوئے نعلین پہن رکھے ہیں، آپؐ کا چہرہ اقدس چودھویں کا چاند ہے، جب میری آنکھ کھلی تو عجیب سا سرور اور جسم میں تازگی تھی، آج تک اس رخ انور کی ضوفشانی آنکھوں میں جھلماٹی ہوئی دیکھ رہا ہوں (ماہنامہ درویش، لاہور۔ شمارہ ستمبر ۱۹۹۶ء)۔

۳۷۲۔ ڈاکٹر لیاقت علی نیازی نے ۱۹۸۶ء میں پنجاب یونیورسٹی اور نیشنل کالج سے فقہ میں پی اچ ڈی کیا۔ مقالہ "اسلامک لاء آف ثارٹ" انگریزی زبان میں اپنے موضوع پر پہلی کاوش تھی۔ یہ مقالہ جلد شائع ہو گیا اور اسی سال خواب میں دیکھا کہ کئی صحابہ کرامؐ دائرے کی شکل میں تشریف فرمائیں کہ اچانک آواز آئی: "پی اچ ڈی کے اس مقالے میں مصنف نے سر کار دو عالم ﷺ کی بہت تعریف کی ہے۔" صحیح آنکھ کھلی تو عجیب کیفیت تھی۔ اس کے بعد میں نے باوضور ہنا شروع کر دیا۔ بستر بھی پاک و صاف رکھتا اور باوضوسوتا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ ہر سو سبزہ ہے، پہاڑی علاقہ ہے، نماز کا وقت ہے میں جلد نماز ادا کرنا چاہتا ہوں اور دوڑتا جاتا ہوں۔ بیت اللہ شریف سامنے ہے، اچانک دیکھا کہ کھلا میدان ہے اور وہاں ایک نوجوان پٹھان کھڑا ہے۔ وہ کہتا ہے: "میں اس ذات گرامی کا تعارف کرتا ہوں، آپ حضور اکرم ﷺ ہیں۔" حضور اکرم ﷺ نے اپنا رخ انور میری طرف کیا اور تبسم فرمایا۔ میں آپؐ کے قد میں شریفین پر گر پڑا اور دائیں قدم مبارک پر بو سے دینا شروع کر دیئے، میں نے قدم مبارک زور سے پکڑ رکھا تھا اور بو سے دیئے جاتا تھا۔ پھر وہ پٹھان بولا کہ "حضور انور ﷺ نے تمام عمر پیدل چل پیدل چل کر، پیدل چل کر تبلیغ کی۔" اس نے ان الفاظ پر زور دیا "پیدل چل چل کر، پیدل چل چل کر۔" آنکھ جب کھلی تو تکیہ آنسوؤں سے تر تھا اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ حضور اقدس ﷺ کے قدم مبارک پر بوسوں کی شیرینی اور تازگی اب بھی محسوس کر رہا تھا۔ اس مبارک خواب کے بعد مجھے میں حیرت انگیز حد تک خود اعتمادی پیدا ہو گئی اور دل بھی غنی ہو گیا۔ میں زندگی کے متلاطم سمندر میں گناہوں سے پہلے ہی سچی توبہ کر چکا تھا۔ اب زندگی کے ہر لمحے کو قیمتی سمجھتے ہوئے تحریر اور تقریر کے ذریعے تبلیغ کو اپنا مشن بنالیا (ماہنامہ

درویش۔ ایڈیٹر: ڈاکٹر خواجہ عبدالظہاری)۔

۱۷۵۔ ۱۹۸۶ء کا سال میرے لیے بڑا، ہی مبارک تھا۔ ڈاکٹر لیاقت علی نیازی نے اس سال کے آخر میں خواب دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ ایک کھلے میدان میں جلوہ افروز ہیں۔ آپ کے مبارک رخساروں سے نور کی کرنیں نکل رہی ہیں، آپ گہری سوچ میں ہیں اور کسی معاملے میں بہت غور و فکر فرمائے ہیں (ماہنامہ درویش، عبد الکریم روڈ، قلعہ گوجرانوالہ، لاہور)۔

۱۷۶۔ ۱۹۸۸-۹۱ء کے دوران جب ڈاکٹر لیاقت علی نیازی چکوال میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کا روضہ اقدس (علیٰ صاحبہا صلواتہ وسلاماً) ہے اور آپ کا جسد مبارک تربت شریف (علیٰ صاحبہا صلواتہ وسلاماً) پر پڑا ہے۔ آپ کی سیاہ زلفیں وقت کی شکست و ریخت کے ۴۱ سے محفوظ ہیں اور میں حیران ہوں کہ آپ کو اس دنیا سے الوداع ہوئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے لیکن مبارک زلفیں اسی طرح ہیں۔ میں ہاتھ لگانے کی جرأت نہیں کرتا اور خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ کہیں زلفیں جھوٹنے جائیں۔ (ماہنامہ درویش)۔

۱۷۷۔ ڈاکٹر لیاقت علی نیازی ۱۹۹۲ء کے دوران وزارتِ مذہبی امور میں تعینات تھے۔ ۱۲ اربع الاول شریف صبح ۳ نجح کر ۲۰ منٹ پر خواب دیکھا کہ حضور انور ﷺ ایک گھر میں تشریف لائے ہیں۔ کمرے میں نہایت خوبصورت قالین بچھا ہوا ہے، جس پر ہاتھ سے بنا ہوا ایک اور بہت خوبصورت چھوٹا قالین پڑا ہے اور اس پر حضور اقدس ﷺ جلوہ افروز ہیں۔ آپ نے فیروزی رنگ کا عمame باندھا ہوا ہے۔ چہرہ اقدس ہیرے کی طرح جگنگار ہا ہے اور رُخ انور پر اس قدر جمال ہے کہ آج تک ایسا جمال نہیں دیکھا۔ میں آپ سے صرف پانچ چھوٹ کے فاصلے پر ہوں۔ حضور اقدس ﷺ معروف ہیں۔ کسی نے کہا: ”آپ تیموں کے ایک ادارے میں تشریف لائے ہیں اور ان کے معاملات کی نگرانی فرمائے ہیں۔“

پھر میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں میرا اپنا ہی شائع شدہ درود شریف ہے۔ اس کا صفحہ اول میرے سامنے ہے اور میں وہ صفحہ پڑھ رہا ہوں۔ سامنے بیت اللہ شریف ہے۔ وہ صفحہ مندرجہ ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحيم

شاہ امام ﷺ کی خدمت اقدس میں علامہ بوصریؓ نے قصیدہ برده تحریر کیا تھا۔ ایک عاشق دلگداز کے قلب مضطرب سے نکلی ہوئی ہے کیف صد آج بھی گونج رہی ہے:

مولائی صل وسلم داعماً ابدأ علی حبیک خیر الخلق کھنم

اے میرے مالک درود وسلام بھیج ہمیشہ تک اپنے دوست پر جو بہتر ہیں ساری خلقت میں
هو الحبیب الذی ترجی شفاعة لکل هول من الاحوال مفتتحم
(ترجمہ)= وہی ہیں اللہ کے ایسے جبیب کہ ان کی شفاعت کی امید ہے ہر ایک خوف کے وقت
جو آنے والے خوف ہیں

پھر میری آنکھ کھل گئی، آنکھوں سے گناہ جنمابہ رہی تھی، نماز فجر ادا کی، اس خواب میں میں نے حضور اقدس ﷺ کو بہت قریب سے دیکھا اور اب آپؐ کا جگہ گاتا ہوا چہرہ اقدس ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے (ماہنامہ درویش)۔

۱۷۸۔ ڈاکٹر لیاقت علی نیازی فرماتے ہیں کہ ۱۹۹۳ء کے رمضان المبارک میں پاکستان ٹیلی ویژن، اسلام آباد سے ایک بزرگ گیلانی صاحب میرے پاس آئے۔ وہ حضور انور ﷺ کی سیرت طیبہ پر ایک پروگرام ریکارڈ کرانا چاہتے تھے۔ میں رات کو پروگرام ریکارڈ کرانے گیا تو بے حد خوش تھا کہ مجھے یہ سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ پروگرام ریکارڈ کر کر گھر واپس لوٹا اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ وسلاماً) میں تشریف فرمایا اور بہت خوش نظر آرہے ہیں۔ میں نے آپؐ کی زیارت کی (ماہنامہ درویش)۔

۱۷۹۔ ڈاکٹر لیاقت علی نیازی فرماتے ہیں کہ اگست ۱۹۹۳ء میں کسی گھر یا مسئلے کی وجہ سے میں سخت پریشان تھا۔ اہل خاندان کی طرف سے دباؤ بہت زیادہ تھا۔ وہ زبردستی مجھ سے کچھ فیصلہ کرانا چاہتے تھے۔ میں نے سوچا اپنے خالق حقیقی سے رہنمائی حاصل کروں چنانچہ رات کو دو رکعت نفل نماز استخارہ ادا کر کے سو گیا۔ خواب دیکھا کہ ایک قدیم قلعہ ہے جس میں میرے رشتہ دار چل پھر رہے ہیں اور میرا چھوٹا بھائی حامد علی خان مجھ سے کہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ جلوہ افروز ہیں۔ آپؐ کی عمر مبارک انیس بیس سال کے قریب ہے، آپؐ کے دست مبارک میں ایک لمبا سا آرائے اور مبارک لبوں پر ہلکا سا تبسم ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ آپؐ کا یہ مبارک فعل (کہ آپؐ کے ہاتھ میں لمبا سا آرا ہے) کسی سائنسی تکنیک کی وجہ سے آج بھی محفوظ ہے، جب خواب ختم ہوا تو بھائی نے پھر کہا: کیا میں آپ کو کچھ دکھاؤں؟ میں نے کہاں دکھاؤ۔ دوبارہ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کو دیکھا جیسے پہلے دیکھا تھا یعنی یہ خواب دوبارہ دیکھا، پھر دیکھا کہ ایک شخص نے میرے چچا جان کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ کیا یہ آپ کے چچا جان ہیں؟ پھر کہاں سے کہہ دو کہ میں نے جو کام کیا ہے ثہیک کیا ہے۔ صح اٹھ کر میں نے اپنی بیگم سے کہا ”مبارک ہو“! اس مسئلے کا حل

اس ذات گرامی کی طرف سے مل گیا ہے جو شاہ لولاک ﷺ ہیں (ماہنامہ درویش، لاہور۔ شمارہ ستمبر ۱۹۹۶ء)۔

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی صاحب حکومت پاکستان کے ایک نہایت قابل، دین دار اور دیانت دار افسر ہیں۔ سابق ڈپٹی کمشنر چکوال، سابق ڈپٹی سکریٹری وزارت مذہبی امور کے علاوہ کئی اہم عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ آج کل ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل نیپا، لاہور ہیں۔ فرماتے ہیں: حضور اقدس ﷺ کی زیارت کو میں اپنی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ سمجھتا ہوں، زندگی کی ہر عارضی تکلیف ٹل جاتی ہے، آنکھیں ہر وقت ٹھنڈک محسوس کرتی رہتی ہیں، مجھے جیسے بے سہارا اور گنہگار انسان کے لیے یہی گوشہ، عافیت ہے اور حادثات زمانہ میں بہت بڑی ڈھال اور زمانے کے تیر و تفنگ کے مقابلے میں ایک مضبوط قلعہ ہے۔

ہے جب بھی پتے ہوئے صحراوں میں گھر جاتا ہوں میرے آقا مجھے دامن کی ہوا دیتے ہیں میری زندگی کی خواہش ہے کہ میں سر کارِ دو عالم کا شاخواں بنوں، اس دنیا سے وداع ہوتے وقت میرا شمار آپ کے سیرت نگاروں میں ہو اور آخری حیات میں حضور اقدس ﷺ کی شفاعت نصیب ہو کیونکہ میں بہت عصیاں کارہوں۔ آمین ثم آمین۔ (ماہنامہ درویش)۔

۱۸۰۔ حضرت شاہ ابوالخیر عبد اللہ محی الدین خیر فاروقی مجددی دہلویؒ ۲ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ مطابق ۲ جنوری ۱۸۵۱ء دلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد جناب غفران نے آپ کا نام عبد اللہ اور کنیت ابوالخیر رکھی۔ پونے دو سال کے تھے کہ اہل خاندان کے ساتھ حجاز مقدس روانہ ہو گئے۔ نو سال کے تھے کہ والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔ سراج الاولیاء حضرت شاہ احمد سعیدؒ اپنے پوتوں میں آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور اپنی خلافتِ خاص کی بشارت دی تھی۔ ۷ محرم ۱۴۲۹ھ کو آپ کے والد گرامی کے چچا اور آپ کے نہایت مشقق و مہربان استاد حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ، کاوصال مدینہ منورہ میں ہو گیا۔ ۱۴۲۹ھ میں حضرت شاہ عبدالغنیؒ نے آپ کو حلقة اور توجہ کا امر عطا فرمایا۔ ایک روز آپ مسجد نبوی ﷺ (علیٰ صاحبہا صلواۃ و سلاماً) میں حلقة فرمائے تھے کہ آپ کے چھوٹے چچا حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ، تشریف لائے اور تھوڑی دیر تک آپ کی کیفیات ملاحظہ فرماتے رہے۔ پھر روضہ اطہر (علیٰ صاحبہا صلواۃ و سلاماً) پر حاضر ہو کر مراقبہ فرمایا، وہاں سے آکر ایک مبارک چادر آپ کے سر اور شانوں پر ڈالی اور انہتائی سرست سے آبدیدہ ہو کر فرمایا: میں تو کسی لائق نہیں ہوں البتہ یہ چادر حضور پر نور ﷺ کے ارشاد کے مطابق آپؒ کی طرف سے ڈال رہا ہوں۔ مزید فرمایا: حضور عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”تم ہندوستان جاؤ“ (مقامات خیر از حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی۔

صفحہ ۵۷۔ شاہ ابوالخیر اکادمی۔ درگاہ شاہ ابوالخیر۔ ترکمان گیٹ۔ دہلی ۶) ۱۳۰۵ھ کا جو کر کے آپ نے رخت سفر باندھا اور ہندوستان روانہ ہو گئے۔ دہلی کی خانقاہ شریف میں آپ کی آمد، ربع الآخر ۱۳۰۶ھ بمطابق دسمبر ۱۸۸۸ء میں ہوئی اور ۳ سال بعد خانقاہ شریف پھر گھوارہ رشد و بدایت ہو گئی۔ آپ کا ایک شعر ہے:

ہے یہ گھرِ راغِ فیوض عمر سے روشن ہے نہیں ہے خیر کے سینے میں نور آپ سے آپ حضرت مرزا مظہر جان جانا قدس سرہ، کو کسی شیعی نے نجف خان کے ایما پرے محرم ۱۱۹۵ھ کو زخمی کیا، دس محرم کو آپ کا وصال ہو گیا اور اپنی اہلیہ کی خواہش پر ان کے مکان میں جو چتلی قبر اور ترکمان دروازے کے مابین واقع ہے پر دخاک کیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلیفہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کو توفیق عطا فرمائی کہ اس مبارک مقام کو خانقاہ بنائیں۔ حضرت جان جانا کو شہید کرنے اور کرانے میں جس جس کا ہاتھ تھا، منتقمِ حقیقی نے بہت جلد ان کو سزادی:

ہے نہ نجف خاں رہا نہ اس کی نجف خانی نہ افرا سیا ب رہا اور نہ ہمدانی ۱۸۱۔ ۱۳۲۳ھ کے میلاد شریف کا حال۔ یہ سال ذکر شریف میلاد اور حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ، کی حیات طیبہ کا آخری سال تھا۔

ادب سے یہاں بیخواب سر جھکا کے
یہ محفل ہے میلاد کی تم یہاں سے
محبت کا جذبہ کرو دل سے پیدا
سنو نام نامی کرو نذر تختے
یہ آداب اس محفل پاک کے ہیں سنو دل سے غفلت کے پر دے ہٹا کے
نماز عشاء کے بعد قریب سوانو بے حضرت شاہ ابوالخیر قدس سرہ، تخت پر جو
مزارات شریف کے قریب بچھایا گیا تھارونق افروز ہوئے۔ دوزانوبہ کمال ادب و خشوع و
چار منٹ آنکھیں بند کر کے بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ خانقاہ لوگوں سے بھر گئی تھی اور آپ
نے بسم اللہ پڑھ کر درود کبریت احمد پڑھی۔ آپ جسم اور روح اوقلبا و خیالا بارگاہ نبوی علی صاحبہ
الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ تھے۔ اہل نسبت پر منکشف تھا کہ آپ حضور اقدس ﷺ کی
خدمت عالیہ میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام پیش کر رہے ہیں اور جن کی چشم باطن وانہ تھی ان کی زبانوں
پر بار بار سبحان اللہ آرہا تھا۔ آپ کے خلیفہ مولوی عبد العزیز کھنلوی بنگالی اس دوران بے
اختیار اپنی جگہ کھڑے ہو کر نہایت بلند آواز سے بے صد جذب و درد دونوں ہاتھ آپ کی

جانب انھا کر کہتے ہیں: دیکھو! دیکھو! رسول اللہ ﷺ ہمارے حضرت کے پاس آئے ہیں۔ یہ کہہ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے بدن کو بھینچ کر زار و قطار رونے لگتے ہیں۔ دوسرے اہل نسبت عالم کیف و سرشاری میں آپ کی طرف بڑھتے ہیں، آپ خاموش ہیں اور دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ آپ کے مخلص قدیم بابو وزیر خان مسجد کی درمیانی محراب میں کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھتے ہیں:

سے در فعالک ذکر ک کا بیان ہوتا ہے ایسے موقع پہ ہمیں ہوش کہاں ہوتا ہے
اور پھر وہ مرد پیر و جد میں دیر تک جھومنتے ہیں۔ (مقامات خیر یعنی سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر صفحہ ۳۷)۔

۱۸۲۔ حضرت شاہ ابوالخیر فرماتے ہیں کہ میرے استاد مولانا عبد العلی، بارگاہ نبوی ﷺ کے عاشق صادق اور حضرت مولانا قاسم نانو توی کے کمالات کے دلدادہ تھے۔ جمعہ کے دن مدرسہ عبد الرحمٰن، دلی میں صد ہا افراد کے سامنے حضرت نانو توی کے انگر کھے کے دامن کو اپنی آنکھوں سے لگاتے اور فرماتے تھے کہ مجھے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کی خوبصورت آتی ہے۔ آپ نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ حضرت مولانا قاسم نانو توی مدرسے میں ٹھیل رہے ہیں اور شہلتہ شہلتے اچانک حضرت رسول اللہ ﷺ کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ حضرت مولانا عبد العلی (جب بھی مولانا نانو توی کا ذکر کرتے تھے) زار زار رونے لگتے۔ (مقامات خیر صفحہ ۳۳)۔

۱۸۳۔ حضرت شاہ ابوالخیر کے استاد مکرم شیخ الاسلام والملمین حضرت سید احمد دحلان علیہ کے پوتے جناب سید عبد اللہ دحلان غالباً ۱۹۱۹ء میں مکہ مکرمہ سے آپ کی خدمت میں پہنچ اور انہوں نے آپ سے کہا: ”میں مدینہ منورہ روضہ مقدسہ و مطہرہ کی زیارت کو گیا، وہاں خواب میں مجھے سردار دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔“ آپ نے مجھے سے ارشاد فرمایا: ”ہمارا خادم ابوالخیر عبد اللہ دلی میں ہے تم جا کر اس سے بیعت ہو۔“ چنانچہ میں وہاں سے صرف آپ سے بیعت ہونے کے لئے آیا ہوں، آپ نے ان کو بیعت کیا، عمائدین شہر سے ان کا تعارف کرایا اور پُر تکلف دعوت کی (مقامات خیر صفحہ ۳۳۸)۔

۱۸۴۔ مردوی و حق آگاہ فتح اللہ اندھری، افغانستان کے فرد اکمل تھے۔ ۲۳ شعبان ۱۳۲۳ھ کو انہوں نے کسی سے فارسی میں ایک عریضہ لکھوا کر حضرت ابوالخیر عبد اللہ کو بھیجا کہ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں متواتر تین دن ان سے فرمایا کہ آپ کی خدمت میں دلی جاؤں، اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کی خدمت میں رہوں اور اگر فرمائیں تو بیت اللہ چلا جاؤں۔ اس عاشق بارگاہ نبوی ﷺ اور سرشار بادۂ خیری نے جو لکھا تھا اس کو روز روشن کی طرح عیاں کر

کے دکھا دیا اور کامل گیارہ سال بلکہ زندگی کے آخری دن تک حضرت شاہ ابوالحیرہؓ کے ولی اور کوئی میں خادم خصوصی رہے (مقامات خیر صفحہ ۳۳۹)۔

۱۸۵۔ (مولوی جعفر شاہ) حضرت سائیں توکل شاہؓ کے خصوصی مخلصین میں سے تھے۔ انہوں نے اپنا خواب بیان کیا کہ میں چراغِ ولی میں تھا اور میں نے دیکھا کہ ایک مبارک محفل ہے، سرورِ دو عالم ﷺ تخت پر رونق افروز ہیں، چاروں طرف کریم رکھی ہیں جن پر علماء اور صلحی بیٹھے ہیں اور ایک کرسی پر حضرت شاہ ابوالحیرہؓ بیٹھے ہیں (مقامات خیر صفحہ ۳۳۱)۔

۱۸۶۔ حضرت شاہ ابوالحیرہؓ نے سلطان عبدالحمید خان کی معزولی کے وقت حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ ادھر ادھر پھر رہے ہیں جیسے کہ آپؐ کو رنج ہو۔ آپؐ نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مال خاطر کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ”آج عبدالحمید خان کو تخت سے اتر دیا گیا ہے اور ہمیں اس کا صدمہ ہے۔“ اس خواب کو بیان کرنے کے بعد شاہ صاحبؒ نے فرمایا: ان جیسا متنقی سلطان اس صدی میں کوئی نہیں اور ہم بتیم کہہ سکتے ہیں کہ شراب پینی تو در کنار انہوں نے اسے کبھی چھواتک نہیں۔ وہ ہمدرد قوم، خیرخواہ ملت، متقی اور علم دوست تھے۔ ہمارے استاد حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کو انہوں نے بلا یا، ان کی بہت خاطر کی، ان کے لیے اپنے ہاتھ سے جائے نماز بچھاتے اور کھانے پر کہتے۔ بابا یہ تو کھاؤ، آپؐ نے یہ چیز تو کھائی نہیں۔ پھر فرمایا: آج سے ترکی قوم تباہی کے غار میں جا رہی ہے۔ ۱۹۱۸ء بطبق ۱۳۳۶ھ میں سلطان عبدالحمید خان کا وصال ہوا۔ حاجی منیر الدین نے آپؐ کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔ آخری مصرع سے تاریخ وفات نکلتی ہے:

ہائے سلطان المعظم حضرت عبدالحمید چل دیئے دنیا سے رنج و غم اٹھا کر بے شمار کیا ادا سی چھا رہی ہے آج استنبول پر آہ قسطنطینیہ کی وہ کیا ہوئی اگلی بہار جب ہوئے معزول وہ پیارے نبیؐ کو غم ہوا اس سے بڑھ کر اور کیا ثابت کروں ان کا وقار اولیائے وقت تھے تعریف میں رطب اللسان شان میں لکھے بزرگوں نے قصیدے شاندار جب نہیں پچھلوں میں انکا دور تک مثل و نظر بعد میں کیا ہو گا کوئی ایسا شاہ نامدار حسن عقل و فہم و شان قابلیت دیکھنا اس نے ہونے ہی دیا فتنہ نہ کوئی آشکار از سر جنت تو سال عیسوی بھی سن منیر انھی گیا دنیا سے ترکی کا انوکھا تاجدار (مقامات خیر۔ صفحہ ۳۹۰ تا ۳۹۱) ۱۹۱۸ء

۱۸۷۔ رمضان المبارک کی ایک رات تھی۔ قاری نیاز احمد تراویح پڑھا رہے تھے۔ بارہ رکعت کے بعد حسب معمول تمام افراد کو چائے دی جا رہی تھی کہ حضرت شاہ ابو

الخیز نے فرمایا: افسوس ہے ان نہ دیکھنے والوں پر جن کا مشغله کھانے پینے کے سوا کچھ اور نہیں۔ کیا تم لوگوں میں کوئی شخص ہے جو آج کی رات نماز میں آنے والی مبارک نسبت کا بیان کرے کہ وہ کہاں سے آ رہی تھی؟ نماز میں ملا عبد الحلیم آخوندزادہ بن عبد اللہ آخوندزادہ قوم کا کنز ساکن چوہی (یہ گاؤں شہر کوئے سے پانچ میل شمال مغرب کی طرف ہے) موجود تھے۔ انہوں نے کہا: حضور انور ثہیک فرمادی ہے ہیں کہ کوئی نہیں ہے جو اس مبارک نسبت کا بیان کرے کہ کہاں سے آ رہی تھی؟ یہ سن کر شاہ صاحبؒ نے فرمایا: عبد الحلیم تم بیان کرو۔ ملا عبد الحلیم نے کہا: مدینہ منورہ سے ایک خاص مبارک نسبت آ رہی تھی، یہ ظاہر ہوا کہ سردار عالمیاں صلی اللہ علیہ تشریف لائے ہیں اور آپ کے دائیں ہاتھ کی طرف جلوہ افروز ہوئے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ تشریف کے ہمراہ چاروں خلفاءؓ اکابر صحابہؓ اور ائمہ دینؓ بھی آئے ہیں اور یہ سب حضرات بھی آپ کے دائیں ہاتھ کی طرف جلوہ افروز ہوئے ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ مکان کا صحن ملائکہ سے بھرا ہوا ہے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ تشریف کے استقبال کے لیے آسمان سے آئے ہیں۔

ملا عبد الحلیم کا یہ بیان سن کر شاہ صاحبؒ نے فرمایا عبد الحلیم کیا تم مج کہتے ہو؟ عبد الحلیم نے کہا و اللہ! میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہی بیان کیا ہے اور میرے بیان میں سرمو فرق نہیں۔ ملا عبد الحلیم کے اس بیان سے حاضرین پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ شاہ صاحبؒ نے چند اشعار پڑھے اور فرمایا: اس نعمت عظیمی کے شکرانے میں ہم ان تمام افراد کو جو نماز میں شریک ہیں، کل گوشت اور روٹی کھلائیں گے اور اس کا ثواب سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ تشریف کو پہنچائیں گے۔ چنانچہ دوسرے دن آپ نے ان تمام حضرات کو جو قریباً ایک سوتھے عدد کھانا کھلایا۔ یہ واقعہ کوئے میں قیام کے دوران پیش آیا تھا۔ (مقامات خیر۔ صفحہ ۵۰۳ تا ۵۰۴)۔

۱۸۸۔ محرم ۱۳۱۸ھ مطابق مئی ۱۹۰۰ء میں جب حضرت شاہ ابوالخیزؒ کوئے تشریف لے گئے تو ملا عبد الحلیم اور ان کے بڑے بھائی ملا عبد الرشید آپ سے بیعت ہوئے تھے۔ بیعت کیا ہوئے دل و جان سے آپ پر تصدق ہوئے۔ تمام مخلصین میں کیا از افغانستان، کیا از بلوچستان و ہندوستان بلکہ آپ کے ارشاد مبارک کی رو سے تمام مخلصین سے افضل و اکمل تھے۔ فرمایا: ”عبد الحلیم وقت بازوئے مکن بود۔“ ایک دن فرمایا: ”عبد الحلیم قطب کوئے بود۔“ ملا صاحب جب دہلی تشریف لے گئے تو شاہ صاحبؒ نے ان کو تمام بزرگان دین کے مزارات مقدسه پر بھیجا، جب وہاں سے واپس آئے تو صدھا مخلصین کے سامنے ملا صاحب نے کہا کہ ہمیں آپ کی قدر نہ تھی، آپ کی عظمت کا اندازہ آج ہوا کہ جہاں بھی حاضری دی صاحب مزار نے یہ کہا

کہ تم ہمارے ابوالخیر کے مرید ہو لہذا تم ہمارے ہو۔ جس وقت حجاز مقدس سے واپس آئے تو بتایا کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت گرائی میں میں نے عرض کی کہ میں آپ کے عاشق ابوالخیر کا غلام ہوں۔ یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے وہ الطف و عنایات اور مہربانیاں کیں جن کے بیان سے زبان قاصر ہے (مقامات خیر صفحہ ۶۳۲)۔

۱۸۹۔ حضرت مولانا مفتی الہی بخش[ؒ] نے اپنے جد بزرگوار حضرت مولانا حکیم محمد اشرف جنخانوی[ؒ] کے حالات مولانا محمد ساجد صاحب کی کتاب ”غراہب الہند“ سے نقل کیے ہیں۔ حکیم صاحب عالم متjur اور عارف کامل تھے۔ ابتدائی زمانے میں آپ مدرس تھے۔ مغل بادشاہ شاہ جہاں بادشاہ نے ملائعدا حکیم سیالکوٹی کو دہلی طلب کیا، جنہوں نے اپنار سالہ جو حقہ پیمنے کی خدمت میں تصنیف فرمایا تھا حکیم صاحب کی خدمت میں تصویب کے لیے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ حرام نہیں بلکہ مباح ہے، اسے حرام کہنا مجرم عظیم ہے۔“ ملائعدا حکیم نے آپ کی رائے کے بعد اپنار سالہ چاک کر کے پھینک دیا۔ بادشاہ کے وزیر سعد اللہ خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حکیم صاحب کو میں نے ایسا بحر ذخیر پایا جس کا کہیں کنارہ نہیں ہے۔ شاہ جہاں بادشاہ نے علاقہ جنخانہ میں دو ہزار بیگھہ پختہ زمین کا فرمان آپ کی خدمت میں پیش کیا، جسے آپ نے قبول نہ کیا۔ آپ کسی کو مرید نہ کرتے تھے۔ ایک شخص بیعت کے لیے حاضر ہوا اور ایک زمانے تک وہیں پڑا رہا۔ مجبوراً اسے بیعت کیا اور ذکر و شغل کی بجائے تلقین فرمائی کہ اجرت اور معاوضہ کے بغیر سادات کی خدمت کروائی سے راہ یابی ہو گی، چونکہ وہ طالب صادق تھا لہذا سادات کی خدمت میں مشغول ہو گیا اور ہر سید کی غلاموں کی طرح خدمت کرنے لگا۔ ایک مرتبہ ایک ظالم شریب سید کی خدمت کا اتفاق ہوا، جس نے نشے میں اسے خوب مارا اور یہ ہر مار پر الحمد للہ کہتا رہا۔ رات اسے حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی تجوہ پر رحمت ہو، تو نے میری اولاد کی بہت خدمت کی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا عابد، ہن اس کے زخمی پر لگا کر اسے اپنے سینے مبارک سے لگالیا۔ صحیح وہ ولی تھا۔ ایک روز حکیم صاحب نے غسل کے لیے اس سے گرم پانی طلب کیا تو اس نے اپنی بیوی سے جو حاملہ تھی جا کر کہا کہ پیر و مرشد نے جلد گرم پانی طلب کیا ہے۔ یہ سن کر بیوی کو غصہ آگیا اور اس نے کہا لعنت ہو تجوہ پر اور تیرے پیر پر! اس پر اس نے قہر آلو دنگا ہوں سے بیوی کو دیکھا تو وہ فوراً مر گئی (حالات مشائخ کاندھلہ از مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلی، صفحہ ۱۰۱۲، ادارہ اشاعت دینیات، حضرت نظام الدین، نئی دہلی نمبر ۱۳)۔

۱۹۰۔ حضرت مولانا حکیم محمد اشرف صاحب کو مرید کی اس حرکت کا جب علم ہوا تو فرمایا

تو ہرگز اس دولتِ عظمیٰ کے قابل نہیں اور وہ دولت سلب کر لی۔ یہ شخص عرصے تک روتا اور معانی مانگتا رہا۔ ایک مرتبہ حکیم صاحب کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”اشرف! ہم نے اس کے مجرم سے درستار کیا، تم بھی اس کو معاف کر دو اور اس کی نعمت واپس کر دو۔“ آپ نے علی الصحاح سے بلا کر اس کے سینے پر ہاتھ ملا تو وہ پھر مردِ کامل ہو گیا۔ (حالات مشائخ۔ کاندھلہ۔ صفحہ ۱۲)۔

۱۹۱۔ قاضی یوسف، جنگلہ کے قاضی اور جید عالم تھے۔ آپ کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئے۔ ہر چند عجز وال الحاج کی مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ قاضی صاحب ایک روز بے خودی کے عالم میں زنانہ ہاتھ میں لیے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا تو راہ رب دکھائیں ورنہ یہ زنانہ باندھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کل سوچ کر جواب دوں گا۔ رات خواب میں حضور اقدس ﷺ نے حکم فرمایا: ”اے اشرف! تو چاہتا ہے کہ اتنا بڑا عالم میرے دین سے نکل جائے، قاضی یوسف کو اپنا مرید کر اور اس کو اللہ کار است دکھا۔“ آپ نے صحیح قاضی صاحب کو بلا کر انہیں مرید کر لیا (حالات مشائخ۔ کاندھلہ۔ صفحہ ۱۲)۔

۱۹۲۔ حضرت مولانا مفتی الہی بخش نشاط اپنے والد ماجد مولانا حکیم شیخ الاسلام صاحب کے گھر ۱۶۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳ سال کی عمر میں تمام ضروری متداول علوم کے حصول سے فراغت پائی، پھر تین سال دہلی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے حلقہ درس میں شامل رہے اور تمام علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ ہوئے۔ آپ کاشمار شاہ صاحب کے ماں ناز اور ممتاز ترین شاگردوں میں ہوتا ہے۔ اصل وطن جنگلہ (ضلع مظفر نگر) تھا جہاں سے کاندھلہ آبے تھے، یوں تو کاندھلہ میں بنے شمار عظیم المرتب انسان پیدا ہوئے مگر مفتی صاحبؒ کا جواب نہیں۔ آپ ہر فن میں کامل تھے۔

حضرت مفتی صاحبؒ فرماتے ہیں ایک رات خواب دیکھا کہ وطن کی کسی مسجد میں ہوں اور عصر کی نماز کے لیے وضو کر رہا ہوں کہ اتنے میں ایک جس کا شخص رنگ گندی، چہرہ حسین، قد در میانہ تھا، نے وضو کیا اور مسجد میں چوز انو بیٹھے گیا۔ میں نے جب ان کے چہرے پر فیوض و برکات کے آثار دیکھے تو لوگوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ یہ حضور انور ﷺ ہیں۔ میں فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کمال خضوع اور انتہائی ادب سے بیٹھے گیا۔ حضور اقدس ﷺ نے میرے لیے ایک کتاب نکالی جو ایک لمبی بیاض تھی، سرخ چڑے کی بندھی ہوئی اور مجھے عطا فرمایا: پڑھو۔ میں نے تعلیم حکم کی۔ میں سمجھنے کا کہ مقصد مبارک کیا ہے البتہ جب کتاب کو کھولا تو اول ورق میں تفسیر سورہ فاتحہ تھی۔ حضور انور

علیہ السلام نے مجھے دو تین سطریں پڑھائیں اور فرمایا: دوسری جگہ سے کھولو۔ میں مقصد تونہ سمجھا مگر تعمیل کی۔ کتاب کو دوسری جگہ سے کھولا تو وہ طب کی کتاب تھی۔ حضور اکرم علیہ السلام نے وہاں سے بھی مجھے دو تین سطریں پڑھائیں، پھر آنکھ کھل گئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے علم کی دولت عطا ہو گی اور تفسیر و طب میں وہ مہارت حاصل ہو گی جو تحریر میں نہ آسکے۔ اس یقین کے مطابق واقع بھی ہو گیا اور حق تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک علیہ السلام کی برکت سے ان علوم میں مجھے وہ کمال عطا فرمائے جن سے دوسرے لوگ قاصر ہیں (حالات مشائخ، کاندھلہ۔ صفحہ ۷۵۸ تا ۵۸۷)۔

۱۹۳۔ حضرت مولانا مفتی الہی بخشؒ بار بار حضرت رسول اللہ علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے ہیں۔ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۰ جمادی الآخرین ۱۴۰۰ھ جمعہ کی رات میں نے شہر امیر نگر میں اپنے حبیب و محبوب ابوالقاسم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ کمال حسن و جمال کے ساتھ لباس فاخرہ زیب تن کیے کھڑے ہیں۔ میں نے آپؐ سے مصافحہ کیا اور آپؐ نے تبسم فرمایا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا آپؐ مجھے سے راضی ہیں؟ ارشاد فرمایا: ”ہاں میں تم سے راضی ہوں۔“ میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکردا کیا اس لیے کہ اس سے پہلے شہر خورجہ میں جب مجھے حضرت رسول اللہ علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو گویا آپؐ مجھے سے ناراض تھے اور کوئی التفات نہ فرمایا تھا۔ میں نے حضور انور علیہ السلام کو آج اپنی اصلی شکل و صورت میں دیکھا تھا اور اب مجھے یقین ہو گیا کہ آپؐ نے اپنے لطف و کرم سے میری خطا معاف کر کے در گذر فرمادیا، شاید یہ رضامندی اس اردو قصیدے کی بنابر ہے جو میں نے ان دونوں آپؐ کی مدح میں کہا ہے یا ان عربی اشعار کی بنابر ہے جو میں نے حال ہی میں کہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے توبہ، شریعت محمدیہ اور تقویٰ پر حضور انور علیہ السلام کے طفیل استقامت اور صحیح رہنمائی عطا فرمائے۔ آمین (حالات مشائخ۔ کاندھلہ صفحہ ۵۹ تا ۶۰)۔

۱۹۴۔ مولانا سلیمان صاحب نے اختام مشنوی مولانا روم پر حضرت مولانا مفتی الہی بخشؒ کے حالات میں درج کیا ہے کہ مفتی صاحبؒ نے ایک مرتبہ خواب میں حضور اقدس علیہ السلام کی زیارت کی۔ آپؐ نے مفتی صاحبؒ کو ایک کتاب عطا فرمائی جو چار علوم پر مشتمل تھی: (۱) علم قرآن مجید و تفسیر و حدیث (۲) سیرت و فقہ (۳) علم طب و حکمت (۴) تصوف اور معرفت و طریقت۔ ان چاروں علوم میں حضرت مفتی صاحبؒ کو مہارت تامة، ملکہ راسخ اور یہ طولی حاصل تھا (حالات مشائخ کاندھلہ صفحہ ۵۹)۔

۱۹۵۔ حضرت مولانا مفتی الہی بخشؒ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے دلائل الخیرات ایک منزل اور درود شریف ”اللّٰہم صلی علیٰ مُحَمَّدٌ النّبِیُّ الْأَمِیٰ وَالهُوَ بَارِکٌ وَسَلِّمَ“ بارہ سو مرتبہ

روزانہ کا التزام کر کھاتھا۔ اس کی برکت سے ۳ صفر ۱۴۲۱ھ کو مقام کوٹ میں حضرت رسالت ﷺ کی زیارت با برکت سے مشرف ہوا۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی بارہ بھوپال میں زیارت ہوئی، مگر دیگر صلح اور التقیا کی صورت میں، مگر آج حضور انور ﷺ اپنی اصلی شکل و صورت میں جلوہ فرماتھے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ پاس بیٹھی تھیں۔ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے مادرانہ شفقت و مہربانی سے فرمایا۔ ایک پیسہ خیرات کرو۔ میں نے کہا: بہت اچھا! کرتا ہوں۔ فرمایا: حضور رسالت مأب ﷺ کے دست مبارک سے کراوتا کہ زیادہ مفید اور مقبول ہو۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ ایک پیسہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں کیا پیش کروں روپیہ ہونا چاہیے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: یہی پیسہ دیدو۔ جو پیسہ میرے ہاتھ میں تھا میں نے اسی وقت حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: صدقہ کر دو۔ میں نے عرض کیا: صدقہ آپؐ کے دست مبارک سے زیادہ مقبول ہو گا۔ حضور انور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو اٹھایا اور فرمایا: اچھا میں صدقہ کر دوں گا۔ میں نے اس وقت دست مبارک کو جو گلاب کے پھول کی طرح سرخ، نازک، لطیف اور صاف تھا بہت پیار کیا اور اپنی آنکھوں سے ملا، حتیٰ کہ میرا دل سیراب و شاداب ہو گیا۔ (حالات مشائخ کا ندھلہ صفحہ ۶۰۶۱)۔

حضرت مولانا مفتی الہی بخشؒ کو حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ سے بھی بے شمار فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ ایک مرتبہ عرض کیا: مثنوی معنوی کے اختتام کا وعدہ کب پورا ہو گا؟ حضرت مولانا رومؒ نے فرمایا: اس وعدے کو پورا کرنے والے تم ہی ہو اور تمہارے ہی ہاتھوں یہ مبارک کام سرانجام پائے گا۔ حضرت مولانا رومؒ نے فرمایا: قلم و دوات لے کر عصر و مغرب کے درمیان جمرے میں بیٹھا کرو، باقی ماندہ قصہ خود بخود قلم سے لکھا جائے گا۔ اس طرح دفتر ہفتہم پورا ہوا (تذکرہ عزیزیہ صفحہ ۲)۔ حضرت مفتی صاحبؒ کو مثنوی معنوی سے وابستگی و شیفقتگی عشق کے درجے پر پہنچی ہوئی تھی۔ پوری مثنوی زبانی یاد تھی اور بڑے ذوق و شوق سے اس کا درس دیتے تھے۔ آخر زمانے میں مثنوی شریف کا اردو لظم میں ترجمہ بھی شروع کیا تھا مگر ایک ہزار اشعار ہی کا ترجمہ مکمل ہوا تھا کہ حضرت مفتی صاحبؒ نے بھر ۸۲ سال ۱۵ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ میں وصال فرمایا۔ آپؐ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابو الحسنؒ نے مزید ایک ہزار اشعار کا اردو لظم میں ترجمہ کیا تھا اور اس طرح دفتر اول کا ترجمہ تیار ہوا۔ یہ طبع کیا تھا مگر اب نایاب ہے (حالات مشائخ کا ندھلہ صفحہ ۸۹)۔

الہی بخش کے مشہور شاگرد تھے۔ فرط تعلق کی بناء پر حالت بیداری میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے، ان کی صاجزادی کا عقد تھا اور تاریخ اور دن مقرر ہو چکا تھا، چند روز قبل حضرت رسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”ہمارے پاس آو۔“ یہ خواب دیکھتے ہی نکاح کا متولی دوسرے شخص کو بنایا اور خود مدینہ منورہ روانہ ہو گئے (حالات مشائخ کاندھلہ۔ صفحہ ۱۱۹)۔

۱۹۔ حضرت مولانا ابوالحسن نے ہر نوع کے کمالات ظاہری و باطنی اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا مفتی الہی بخش قدس سرہ سے حاصل کیے خصوصاً علم طب میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ عابدو زاہد اور عارف کامل تھے۔ سال میں دو ماہ شروع شعبان سے آخر رمضان تک مسجد میں اعتکاف کرتے تھے۔ آپ کے سینہ مبارک میں اللہ اور رسول ﷺ کی حقیقی محبت جلوہ فرماتھی اور اسی میں محو اور مستغزق رہتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر کے دروازے میں کھڑے گھویت سے نعت پڑھ رہے تھے اور دروازے کے سامنے مسجد میں مولوی سید محمد قلندر صاحب تشریف فرماتھے۔ وہ مسجد سے آئے اور با ادب دروازے کے چبوترہ پر کھڑے ہو گئے۔ حضرت مولانا ابوالحسن کو جب ان کا علم ہوا تو خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد قلندر شاہ صاحب بھی مسجد میں لوٹ گئے۔ مولانا نے پھر وہی نعت شروع کر دی۔ قلندر صاحب پھر اسی طرح مودب دروازہ کے باہر آکر کھڑے ہو گئے۔ چند بار اسی طرح ہوا تو مولانا ابوالحسن نے قلندر صاحب سے بار بار تشریف آوری اور مودب کھڑے ہونے کا سبب دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ جب تم نعت پڑھنی شروع کرتے ہو تو میں حضرت رسالت آب ﷺ کو دروازے کی چوکھت پر تشریف فرماؤ اور جلوہ افروز پاتا ہوں، اس لیے بارگاہ نبوی ﷺ میں دست بستہ آکر کھڑا ہو جاتا ہوں (حالات مشائخ کاندھلہ۔ صفحہ ۱۳۶)۔

حضرت مولانا ابوالحسن نے مثنوی مولانا روم کے ایک ہزار اشعار کو اردو الفاظ کا جامہ پہنایا اور اس کتاب کا نام ”بحر الحقيقة“ رکھا۔ اسی کا ایک حصہ ”گلزار ابراہیم“ کے نام سے اس قدر مقبول ہوا کہ کسی زمانے میں گھر گھر پڑھا جاتا تھا۔ حضرت اقدس مولانا رشید احمد محدث گنگوہی اس کے لیے فرماتے ہیں کہ مجھے طریق معرفت کا ذوق و شوق اسی مثنوی ”گلزار ابراہیم“ سے پیدا ہوا۔ (کاش پاکستان میں اسے پھر اسی طرح عام کیا جائے)۔

مظفر نگر، کاندھلہ، پنجھانا، جلال آباد، دیوبند، رائے پور، امیٹھ، گنگوہ، تھان بھون، نانوتہ اور کلیر شریف وغیرہ یہ سب یو۔ پی (بھارت) کے چھوٹے چھوٹے اور نہایت مردم خیز شہر ہیں۔ اس علاقے کا صدیقی خاندان بے حد مشہور ہے۔ مولانا حکیم محمد اشرف،

مولانا مفتی الہی بخش، مولانا ابوالحسن، مولانا محمد مظفر حسین، مولانا محمد الیاس (بانی تبلیغی جماعت) اور مولانا زکریا محدث وغیرہ وغیرہ سب اسی خاندان کے نامور افراد ہیں۔

۱۹۸۔ حضرت مولانا مفتی الہی بخش نے ایک رات خواب دیکھا کہ گویا میں مکہ معظمہ میں ہوں، بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہوں، وہاں درمیان میں ایک کنوں ہے، جس پر حضور اقدس ﷺ بنزیر یا سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تشریف فرمائیں اور سر مبارک کنوں میں کی منذری سے ملا ہوا ہے۔ مجھے اس زمانے میں اس بات کی تحقیق اور جتوح تھی کہ ”من رانی فی النام فقد رانی“ صحت کے اعتبار سے کس درجہ کی روایت ہے؟ اس لیے موقع غنیمت جان کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ حدیث آپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہے اور درست ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میں نے کہا ہے۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی اور خخت ملال ہوا۔ اس خواب پر ہزار بیداری قربان (حالات مشائخ کا ندھلہ۔ صفحہ ۵۸)۔

۱۹۹۔ خواجہ خواجہ گاہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ پیدائشی ولی تھے۔ اصفہان میں اور بقول بعض بجزستان میں بروز دوشنبہ ۱۳ رب جب ۱۵۴۵ھ کو پیدا ہوئے، پرورش خراسان میں ہوئی اور پندرہ سال کے تھے کہ والد بزرگوار خواجہ غیاث الدین حسن الحسینی نے عراق میں وصال فرمایا۔ آپ کو ایک باغ ترکے میں ملا۔ ایک روز ایک مجدوب ابراہیم قدیزی آپ کے باغ میں آئے اور آپ نے بڑے ادب سے ان کو انگور چیش کیے۔ انہوں نے کھا کر دعا دی اور زنبیل میں سے کھلی کا ایک نکڑا دے کر کہا: اسے کھالو، یہ آپ کا حصہ ہے۔ رسالہ ”انیس الارواح“ میں آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ عثمان ہارونی (المتوفی ۷۱۶ھ) کے ملفوظات جمع کیے ہیں۔ اس میں فرماتے ہیں کہ اس سو کھی ہوئی کھلی میں کچھ ایسی لذت تھی کہ بیان نہیں کی جاسکتی، پھر تمام عمر ایسی لذت کی کھانے میں میسر نہ ہوئی۔ اسی رات آپ نے خواب دیکھا کہ بارگاہ رسالت پناہی (علیہ السلام) سے آپ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ سرقد جا کر وہاں کے عالم رباني حضرت مولانا حام الدین سرقدی سے تفسیر، حدیث اور فقہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کریں، قرآن پاک حفظ کریں اور جیسا مولانا سرقدی فرمائیں ویسا ہی کریں، چنانچہ باغ فروخت کر دیا اور تمام مال و متاع تیسموں اور بیواؤں میں تقسیم کر کے حضور اقدس ﷺ کے حکم کی تعمیل میں سرقد حضرت مولانا حام الدین کی خدمت میں گئے۔ قرآن کریم حفظ کیا اور تفسیر و حدیث اور فقہ میں کمال حاصل کیا۔ مطالعے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ استاد محترم لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ ان کو بارگاہ رسالت ﷺ سے خاص فیضان حاصل ہے۔ ہم نے اپنی زندگی میں ایسا طالب علم نہیں دیکھا۔ علوم دینیہ کی

تکمیل کے بعد بخارا جا کر علوم عقلیہ (فلسفہ، منطق، علم الکلام، ریاضی، طب، فلکیات، طبیعت وغیرہ) سے بہرہ مند ہوئے۔ اب عمر ۲۰ سال سے کچھ زیادہ تھی اور تمام علوم میں دسترس حاصل ہو چکی تھی۔ اب آپ پر ”عشقِ الہی“ کا غلبہ طاری تھا اور روحانی تربیت کے لیے آپ کو کسی پیر کامل کی تلاش تھی۔ بغداد شریف جا کر پیر ان پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضری دی، وہاں سے ہدایات حاصل کر کے نیشاپور پہنچے، جہاں کے قبے ہارون میں آپ کی ملاقات حضرت شیخ عثمان ہارویؒ سے ہوئی اور اجمیر شریف تشریف لانے سے پہلے تقریباً ۲۱ سال آپ ان کی خدمت میں رہے۔ ۱۶ ربیعہ ۶۳۲ھ کو اجمیر شریف میں وصال فرمایا۔ تاریخ وصال ”آفتابِ ملک ہند“ (۶۳۲) ہے۔ (از سیر الاقطاب (اصلی قلمی نسخہ) سلطانِ الہند غریب نواز از محمدِ اجمل خان، سابق سکریٹری مولانا ابوالکلام آزاد، خاور پیاشنگ کو اپرینوسوسائی، ایبٹ روڈ، لاہور)۔

۲۰۰۔ جناب مستنصر حسین تارڑ کے سفر نامے علمی اور معلوماتی حیثیت سے بے مثل خزانے ہیں۔ اپنے سفر نامے ”نانگا پر بت“ کے صفحہ ۷۸-۷۹ پر تحریر فرماتے ہیں: یہ مسماں ہوتی مسجد بلستان کی قدیم ترین مسجدوں میں سے ہے اور صرف چند ہزار روپے میں اس کی مرمت ہو سکتی ہے۔ چنار کے درخت کی عمر پانچ سو برس ہوتی ہے۔ اس مسجد کی عمر بھی اتنی ہی ہونی چاہیے۔ ہم جوتے اتار کر اندر گئے۔ مسجد کی لکڑی کو جمع کھن لگ چکا تھا۔ مسجد کے سامنے پرانی لکڑی کا ایک ڈھانچہ تھا جس کے شہتیر گرے ہوئے تھے اور ڈھانچے کے درمیان زمین دھنسی ہوئی تھی۔ اس میں بھی لکڑی کے نکڑے اور شہتیر گرے ہوئے تھے۔ یہ ایک مسلمان بزرگ کی قبر ہے جوڑھے چکی ہے اور قبر کی صرف جیو میٹر یکل شکل باقی رہ گئی ہے۔ یہ بزرگ پہلے ایک بدھ راہب تھے جن کا نام شرگ زانگ سپا تھا اور وہ پورے لداخ اور تبت میں پنی نیکی اور پارسائی کی وجہ سے جانے جاتے تھے۔ کہا جاتا ہے ہر وقت ”یاستو“ کی تسبیح کیا کرتے تھے جو بدھ مت کا کوئی منتر ہے۔ ایک روز آپ کی زبان پر ”یاستو“ کی بجائے ”یاصد“ جاری ہو گیا۔ اسی شبِ خواب میں انہیں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ ”شگر“ میں ایک مسلمان ولی اللہ تشریف لا میں گے، تم ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرنا۔ چند روز بعد سید علی ہمدانیؒ ”شگر“ تشریف لائے اور اس بدھ راہب نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ قبولیتِ اسلام کے بعد ان کی نیکی اور پارسائی میں اضافہ ہوا اور ایک مسلمان بزرگ کی حیثیت سے وہ پورے علاقے میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے، یہ ان بزرگ کی قبر ہے۔ افسوس صد افسوس! شگر کے اتنے عظیم بزرگ کی قبر کا کوئی نہ سان

حال نہیں۔ سکردو سے شگر جاتے ہوئے وہاں کا قلعہ، راجہ کا محل، چنار کے درخت اور قدرتی مناظر دیکھنے کی چیزیں ہیں۔ (امید ہے حکومت پاکستان اس طرف توجہ دے گی)۔

۲۰۱۔ ڈاکٹر محمد جاوید حیدر کی نانی محترمہ عائشہ صدیقہ زوجہ جناب محمد علی (ساکن شاہدرہ ناؤن، لاہور) کے پیٹ میں تکلیف تھی اور وہ مکان کے ڈرائیکٹر روم میں سورہ تھیں۔ مسی / جون ۱۹۵۴ء کا مہینہ اور دن کے دس گیارہ بجے کا وقت تھا کہ یکاکی ایسا معلوم ہوا کہ وہ گلاں میں بوتل کھول کر کسی کو پینے کیلئے دے رہی ہیں۔ دوبارہ بھی ایسا ہوا، پھر آنکھ کھل گئی اور آواز دے کر ڈاکٹر صاحب کے نانا جان کو بتایا کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی ہے اور دروازے کی چق اٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ دیکھیے حضور انور ﷺ کی تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس طرح اس خوش بخت خاتون کو بحالت بیداری حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا البتہ والدہ ڈاکٹر جاوید اور ان کے نانا جان کو کچھ نظر نہ آیا۔ (غیر مطبوعہ) یہ دونوں بزرگ (نانا اور نانی) پرانے قبرستان شاہدرہ ناؤن میں دفن ہیں۔

۲۰۲۔ ڈاکٹر محمد جاوید حیدر ایم ایس سی۔ پی ایچ ڈی (امریکہ) کی خالہ محترمہ طاہرہ بیگم زوجہ حاجی محمد اسلم مرحوم و مغفور کو ۱۹۵۴ء میں حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ بچپن سے صوم و صلوٰۃ کی پابندی ہیں حتیٰ کہ نماز تہجد بھی پابندی سے پڑھتی ہیں۔ درود تاج کا بہت اشتیاق، انہماں اور کثرت سے ورد کرتی ہیں۔ اس زمانے میں حاجی صاحب کی ڈیوٹی خانکی ہیڈورکس میں تھی کہ محترمہ طاہرہ بیگم کی قسمت چمک اٹھی۔ خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میں بہت گنہگار ہوں، میرے گناہ بخش دیئے جائیں اور میری اور میرے بھائی بہنوں کی مغفرت ہو جائے۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے مغفرت ہے، جہاں تک تمہارے بھائی اور بہنوں کا تعلق ہے وہ خود ذمہ دار ہیں (غیر مطبوعہ)۔

محترمہ طاہرہ بیگم نے ۱۹۶۶ء میں فریضہ حج ادا کیا۔ حاجی محمد اسلم صاحب میدان عرفات سے مزدلفہ پہنچے اور وہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھیں، پھر آرام کرنے لیٹ گئے، دو بجے رات نماز تہجد ادا کرنے اٹھے مگر وقت آخر آگیا اور ذرا سی دیر میں وفات پا گئے۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔ انشاء اللہ روز قیامت مکہ مکرمہ کے عظیم قبرستان جنت المعلی سے تلبیہ پڑھتے اٹھیں گے۔

۲۰۳۔ موضع اجزام (صلع ہو شیار پور، مشرقی پنجاب) کے راجپوت خاندان میں چوہدری وزیر خان صاحب کا گھرانہ زمیندار اور جفاکش ہونے کے علاوہ دینی حیثیت سے بھی نمایاں تھا۔

آپ کی تین بیٹے تھے: (۱) چوہدری غلام احمد خان صاحب (سن پیدائش ۱۸۹۰ء) (۲) چوہدری غلام حیدر خان صاحب (سن پیدائش ۱۹۰۰ء قریب) (۳) چوہدری محمد محسن خان صاحب (سن پیدائش ۱۹۲۰ء)۔

چوہدری غلام حیدر خان صاحب ابھی چھ سات برس کے تھے اور دوسری جماعت میں پڑھتے تھے کہ ایک بزرگ سے ملاقات ہو گئی، جنہوں نے ان کو ایک چھوٹا سا درود شریف پڑھنے کو بتا دیا، بس پھر تورات دن، سوتے جا گئے، اٹھتے بیٹھتے اس کا درود کرنے لگے۔ دل کھیل کو دھتی کہ پڑھتے لکھنے سے بھی اچاٹ ہو گیا۔ بچپن ہی میں بار بار مدینہ طیبہ، مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ وسلاماً) اور گنبد خضری (علیٰ صاحبہا صلوٰۃ وسلاماً) کی خواب میں زیارت ہونے لگی۔ اب آپ یا تو کھیتوں میں کام کرتے رہتے یا پھر باغ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے اور کثرت سے درود شریف پڑھتے رہتے، کبھی کبھی دو دو تین تین دن تک گھر پر بھی نہ آتے بلکہ خواب میں بزرگوں سے ملاقاتیں ہونے لگیں جو رہبری بھی فرماتے۔ چوہدری صاحب دہلی میں اپنے بڑے بھائی کے پاس مقیم تھے۔ ایک رات بھائی اور بھاونج عبادت میں مشغول تھے۔ یہ بھی نماز تہجد کے لیے اٹھے، وضو کے لیے جا رہے تھے کہ بھاونج نے آواز دی ”غلام حیدر! اوپر فضا میں دیکھو، حضور اقدس ﷺ کی سواری جاری ہی ہے۔ چوہدری صاحب نے نظر اٹھائی اور دیکھا کہ حضور نبی پاک ﷺ کی سواری فرشتوں کی معیت میں اوپر سے گذر رہی ہے۔ فضا میں چاروں طرف روشنی بکھری ہوئی ہے اور بہت ہی عمدہ خوشبو آرہی ہے۔ بھائی، بھاونج اور چوہدری صاحب نے اس رات جی بھر کر حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت با برکت کی۔ آپ اپنے پیارے امتیوں کو عبادت میں مشغول دیکھ کر تبسم فرمائے تھے (والمحصود موجودہ، (علیہ الصلوٰۃ والسلام) صفحہ ۷۷ تا ۷۸)۔ مدرسہ ”نورالحمدی“ سیکھر آئی۔ ایٹ۔ ون، اسلام آباد)۔

اس کتاب کو جناب رانا رفت سعید نے مرتب کیا ہے جو پچیس تیس برس چوہدری صاحب کے حلقة ارادت میں رہے اور جو کچھ دیکھا، سن اور سیکھا سپرد قلم کر دیا۔ رانا صاحب حکومت پاکستان کے ایک اہم افسر رہے ہیں اور حال ہی میں ریٹائر ہوئے ہیں، ماشاء اللہ بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔

۲۰۳۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب ”چشتی“ کا پوری زندگی یہ معمول رہا کہ دو بجے رات اٹھتے، غسل فرماتے، مٹھی بھر موتیے کے پھول مصلے پر رکھ لیتے، دو، چار یا چھ نفل پڑھ کر آہستہ آواز میں درود شریف کا درود شروع کر دیتے اور اکثر درود تاج پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں۔ عموماً ایسا ہوتا ہے جوں ہی پانچ سات مرتبہ یا کبھی زیادہ تعداد میں یہ درود شریف پڑھتا تو حضور

نبی کریم ﷺ کی آواز مبارک آ جاتی۔ آپ ارشاد فرماتے: ”غلام حیدر ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔“ کبھی کبھی اپنی زیارت پاک سے بھی مشرف فرمادیتے اور درود شریف کی قبولیت کا بھی اظہار فرمادیتے تو میری خوشی کی انتہانہ رہتی (والمحصود موجودہ، صفحہ ۵۲۵ تا ۵۲۶)۔

۲۰۵۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتی کی زندگی کا ایک وچھپ واقعہ رجال الغیب میں ان کی شمولیت سے متعلق ہے۔ دہلی کے قطب نے انہیں یہ بتایا جس کی تقدیق روحاںی طور پر محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاؒ نے یہ کہہ کر کر دی کہ یہ فیصلہ خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اسی رات اچانک ایک بزرگ ظاہر ہو کر چوہدری صاحبؒ کو مجلس میں شرکت کے لئے دور دراز مقام پر لے گئے۔ جہاں ان کے علاوہ دو بزرگ اور تشریف لے آئے۔ ان چار ارکان مجلس نے تمام عالمی معاملات پر غور کر کے فیصلے دینے شروع کر دیئے۔ ہر ملک کے حالات کا مشاہدہ کرایا جاتا، ہر مسئلے سے متعلق تمام معلومات فراہم کر دی جاتیں اور ہر فیصلہ اتفاق رائے سے ہوتا، البتہ جب سربراہ حملہ کے تقرر کے بارے میں چوہدری صاحبؒ نے اختلاف رائے کیا تب بھی باقی تین ارکان نے اپنی چھڑیاں زمین میں گاڑھ دیں اور کہا فیصلہ ہو گیا۔ مجلس کی دو اور نشتوں میں چوہدری صاحبؒ نے شرکت کی اور وہاں پر بھی یہی صورت پیش آئی جس کا چوہدری صاحب کو ملال ہوا۔ گھر آ کر چوہدری صاحبؒ نے نوافل ادا کیے اور درود شریف پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے محسوس کیا کہ وہ مسجد نبویؐ میں روضہ اطہر کے سامنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے بصرہ ادب حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجلس میں شمولیت کی وجہ سے ان کے درود شریف پڑھنے کے اوقات میں کمی ہو گئی ہے، انہیں اندیشہ ہے کہ اس مصروفیت کی وجہ سے انہیں آپؐ سے دوری آنہ ہو جائے، اس کے علاوہ مجلس کا کام بھی میری طبیعت سے مطابقت نہیں رکھتا لہذا ملتحی ہوں کہ مجھے مجلس کی رکنیت سے فارغ کر دیا جائے۔ یہ عرض داشت قبول ہوئی اور وہ مجلس کی رکنیت سے فارغ ہو کر یکسوئی کے ساتھ درود شریف اور ذکر الہی میں مشغول ہو گئے (اللہ تعالیٰ کے یہاں فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ ہے، لہذا ہر ملک کے اہل تقویٰ حضرات مجلس نہ کورہ کی رکنیت کے اہل ہوتے ہیں۔ مختلف ملکوں کے ارکان جو ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھ سکتے، عالم بالا کی زبان سریانی کا ان کو علم دیا جاتا ہے اور وہ بلا تکلف اس زبان میں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں۔ مجلس کی یہ کارروائی صیغہ راز میں رکھی جاتی ہے (والمحصود موجودہ، صفحہ ۳۶۳ تا ۳۶۴ میں مذکور)۔

۲۰۶۔ رجال الغیب کی مجلس میں شمولیت کا اعزاز ہو، خواہ جنات کو تابع کر کے آسیب زدہ انسانوں کو خبیث ارواح سے نجات دلانے کی طاقت ہو یا بیمار مخلوق کے علاج کی خدمت ہو،

چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتیؒ کسی بھی ایسی بات کو برداشت نہ کر سکتے تھے جس سے مقصود کا نات سر و عالم ﷺ کی ذات اقدس میں ان کی محیت کے کم ہونے کا احتمال ہو۔ ان کا مطلوب و مقصود تو صرف یہ تھا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے دربار سے دابستہ رہیں اور آپؐ کے قرب کی نعمت سے کبھی محروم نہ ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں اپنا مقصد حاصل ہو گیا۔ اس سعادت کا ذکر کرانہی کے الفاظ میں سنئے۔ فرماتے ہیں: ”بالآخر ایک رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اپنی زیارت با برکت سے نواز اور فرمایا: ”غلام حیدر! ہم تعلیم و تربیت کا ملکہ آپ کو سونپتے ہیں، آپ مسلمان سالکین کو اس باق ذکر اللہ دیں، ان کو سیدھی راہ بتائیں اور ان کی تربیت و رہنمائی کریں۔“ اس عظیم ذمہ داری کے سونپے جانے پر جب چوہدری صاحبؒ نے اپنی کم علمی اور عجز بیان کا ذکر کیا تو حضور اقدس ﷺ نے شفقت سے فرمایا: ”ہمیں معلوم ہے، ہم علم بھی عطا کریں گے، بات چیت اور تعلیم و تربیت کے لیے حکمت اور موعظۃ الحسن، دانتی کی باتیں اور احسن طریقہ و سلیقہ بھی بتائیں گے۔ غلام حیدر! آپ فکر نہ کریں، ہم اس بات پر خود نظر و توجہ رکھیں گے۔“ اللہ! اللہ! لکتنا بڑا اکرام اور کیسی عظیم عطا ہے۔ (والمحصود موجودہ صفحہ ۲۲۳)۔

۲۰۷۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتیؒ نے ایک رات دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ تشریف فرمائیں اور آپؐ کے دائیں و بائیں جانب اصحاب کرام، بزرگان دین اور اولیاء عظام سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ آپؐ کے بڑے بھائی چند مثیلیں اٹھائے ہوئے ہیں، جنہیں حضور انور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے جاتے ہیں اور آپؐ ان پر فیصلے، احکامات و ارشادات فرماتے جاتے ہیں جو بھائی صاحب لکھتے جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت رسول اللہ ﷺ چوہدری صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ”غلام حیدر! آپ ٹھیک ٹھاک رہا کریں، اچھا بس پہنا کریں، کپڑے سادہ ہوں اور اچھے ہوں، ہم آپ کو اونچا دیکھنا چاہتے ہیں۔“ یہ سن کر چوہدری صاحب نے سر جھکائے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! جیسا آپؐ نے ارشاد فرمایا، ویسا ہی عمل کروں گا۔ صحیح بھائی صاحب نے بھائی سے فرمایا: غلام حیدر کو کچھ رقم دے دو تاکہ یہ اپنے لیے دوجوڑے نئے سلوالے، شیر و ابی بنوالے اور کلاہ و گپڑی بھی خرید لے تاکہ یہ ٹھیک ٹھاک رہے اور اچھا بس پہنا کرے۔ بھائی نے پیسے دے دیئے۔ اس کے بعد چوہدری صاحب ہمیشہ شیر و ابی، شلوار قیص اور گپڑی میں نظر آتے تھے۔ (والمحصود موجودہ، صفحہ ۸۰۲)۔

۲۰۸۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتیؒ فرماتے ہیں کہ چند دن بعد میں نوافل تہجد سے فارغ ہو کر درود تاج پڑھ رہا تھا کہ اچانک اپنے آپ کو دربار رسالت ماب ﷺ میں بیٹھے پایا۔

حضور انور علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر تبسم تھا۔ بہت سے بزرگان دین بھی حاضر خدمت تھے۔ حضور اقدس علیہ السلام نے میری طرف نگاہ کرم کی اور ارشاد فرمایا کہ ”ہم عنقریب آپ کو ایک نئے محکمہ کی ذمہ داری سونپیں گے۔“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (علیہ السلام)! آپ ہی کی رحمت و عنایت ہے، جیسے آپ ارشاد فرمائیں گے ویسے ہی تعمیل حکم کروں گا۔ آپ نے اور بھی ارشادات فرمائے۔ میں بیٹھا درود شریف پڑھتا رہا۔ تمام حاضرین بھی نہایت مودب بیٹھے تھے اور سب درود شریف پڑھ رہے تھے، پھر حضرت رسول اللہ علیہ السلام تشریف لے گئے اور ساتھ تمام بزرگان دین اور حاضرین مجلس بھی چلے گئے اور یہ مقدس منظر ختم ہوا۔ میں نے اپنے آپ کو گھر میں جانماز پر بیٹھا پایا اور میری زبان پر درود شریف جاری تھا۔ (والمحصود موجودہ صفحہ ۹۲ تا ۹۳)۔

۲۰۹۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتی بتاتے تھے کہ ایک رات میں تیزی سے پرواز کرتا ہوا حضور اقدس علیہ السلام کی تلاش میں ہندوستان سے عرب جا رہا تھا۔ مدینہ طیبہ، مکہ المکرمہ اور دیگر شہروں میں تلاش کر لیا مگر آپ کہیں نہ ملے کہ اتنے میں پرواز کی حالت ہی میں مجھے کسی نے آواز دی۔ میری پرواز سُست پڑ گئی اور میں پہاڑ کے دامن میں اتر گیا۔ دیکھا تو ایک بُر وقار و باز عب شخص کھڑے ہیں اور مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا تو انہوں نے جواب دے کر فرمایا کہ نبی کریم (علیہ السلام) یہیں پہاڑ کے دامن میں صحابہ کرام کے ساتھ موجود ہیں اور آپ ان کو تلاش کر رہے ہیں۔ میں درود شریف پڑھتے پڑھتے حضور اقدس علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک بڑھایا جسے میں نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور جھک کر بوسہ دیا اور پھر مبارک قدموں میں سر رکھ دیا۔ مجھ پر رفت طاری تھی اور مجھے اپنی خطاؤں کا احساس تھا۔ میں آپ کے مبارک پاؤں چوم رہا تھا اور آپ اپنا دستِ شفقت میرے ماتھے، سر اور پشت پر پھیر رہے تھے۔ میں نے قدرے سر اٹھایا اور چہرہ مبارک کو نگاہ بھر کر دیکھا۔ حضور اقدس علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: ”ہم دیکھ رہے تھے کہ غلام حیدر بڑی دیر سے ہماری جستجو میں ہے، کبھی کسی جگہ اور کبھی کسی گوشے میں ہمیں تلاش کر رہا ہے، بالآخر ہم نے (حضرت) علیؑ سے کہا کہ جائیں اور غلام حیدر کو جلدی سے ہمارے پاس لے آئیں، وہ بڑی بے تابی سے ہمیں ڈھونڈ رہا ہے۔“ میں نے دائیں جانب دیکھا تو حضرت علیؑ بھی مسکرا دیئے۔ آپ ہی مجھے لینے اس وادی سے باہر نکلے تھے اور حضور انور علیہ السلام کی محبت سے سرشار تھے۔ دیگر صحابہ اکرام کا بھی یہی حال تھا۔ سب دل ہی دل میں چکے چکے درود شریف پڑھ رہے تھے اور انتہائی ادب سے حضور اقدس علیہ السلام کی ہر بات سن رہے تھے۔ کوئی بھی صحابیؓ سوال کرتا یا مسئلہ دریافت فرماتا تو حضور سر اپانور علیہ السلام نہایت شفقت اور محبت سے اسے جواب عنایت فرماتے۔

یہ مجلس مطہرہ چند منٹ جاری رہی پھر نبی کریم ﷺ مع صحابہ کرام تشریف لے گئے۔ میں نے بھی دوسرے، ہی لمحہ اپنے آپ کو دہلی میں پایا جہاں سے روانہ ہوا تھا۔ (والمقصود موجودہ صفحہ ۹۷۸ سے ماخوذ)۔

۲۱۰۔ کراچی میں اکثر چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتیؒ مع احباب حضرت مولانا حکیم اختر صاحب کے یہاں گلشنِ اقبال یا پھر بہاری مسجد کے پاس اپنے گھر میں مغرب کے بعد اکٹھے ہو جاتے تھے اور وہیں چائے پینے اور کھانا کھا لیتے تھے۔ پھر نماز عشاء کے بعد تک چوہدری صاحب حضور نبی پاک ﷺ کی زیارت با برکت اور اس کے حصول کے لیے مختلف درود و اذکار بتایا کرتے تھے۔ مرزا نامی ایک شخص ہر شام مغرب کے بعد اپنے ایک یادو چھوٹے بچوں کے ہمراہ پابندی سے آکر بیٹھ جاتے اور عشاء کے بعد اجازت لے کر چلے جاتے۔ وہ بڑی توجہ سے ہماری گفتگو سنتے، مگر خود کچھ نہ بولتے تھے۔ بس خاموش بیٹھے رہتے۔ ایک دن چوہدری صاحب نے ان سے بات کی تو بولے کہ جناب اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے پایاں فضل و کرم ہے۔ کافی عرصے سے ہم یعنی میں، میری بیوی اور بچے عشاء کے بعد جس قدر بھی ممکن ہو درود شریف پڑھ کر سوتے ہیں اور تقریباً ہر رات ہم سب کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت پاک نصیب ہوتی ہے، جس میں آپؐ ہمیں کچھ نہ کچھ ہدایت ضرور ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ ہماری خوش بختی ہے کہ ہمیں کبھی کسی قسم کا دھوکہ، فریب یا خسارہ نہیں ہوا بلکہ بڑی فراوانی سے ہمیں رزق حلال عطا ہوتا ہے، البتہ ایک ڈیڑھ ماہ سے جب سے ہم آپؐ کی مجلس میں حاضر ہی دے رہے ہیں اور یہاں کی عشق و محبت سے بھری گفتگو سن رہے ہیں، اس وقت سے حضور ﷺ کے لیے ہماری محبت مزید تیز ہو رہی ہے اور حجابت دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ چوہدری صاحب ان کی گفتگو سن کر بے حد خوش ہوئے اور فرمایا: آپؐ کو کسی شیخ یا پیر کی ضرورت نہیں اور نہ ہی مجھ سے کسی سبق لینے کی احتیاج ہے، آپؐ ہم سب کے حق میں دعا فرمایا کریں کہ اللہ پاک ہم سب دوست و احباب کا حضور نبی کریم ﷺ سے تعلق اور پختہ کرے اور ہم سب کو دنیا و آخرت میں آپؐ کی محبت، اتباع اور غلامی نصیب ہو۔ (آمین) (والمحصود موجودہ، صفحہ ۲۰۰ تا ۲۰۲)

۲۱۱۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتی ایک مرتبہ کراچی میں تھے کہ کمر میں درد شروع ہو گیا۔ کوئی دوا کار گرنہ ہوئی۔ اس وقت عمر تقریباً ۵۰ سال تھی۔ ایک ہفتے میں حالت ایسی ہو گئی کہ ہلنا جلنامحال ہو گیا۔ غسل خانے تک جانے کے لیے دوسروں کے محتاج ہو گئے۔ بالآخر دس گیارہ دن بعد ایک رات دوستوں سے کہا: آپ مجھے وضو کرو اکر بستر ہی ر

بُنْهادِیں، میں یہیں نماز پڑھ کر نوافل و درود شریف پڑھتا رہوں گا، آپ سب بے شک سو جائیں۔ دوستوں نے ایسا ہی کیا۔ میں نمازوں نوافل کے بعد درود شریف میں مشغول ہو گیا (آپ درود تاج اچھی اور آہستہ قرات میں بڑے مودب انداز و لمحے میں پڑھا کرتے تھے)۔ تھوڑی دیر بعد خیال کیا کہ روضۃ الطہر کے پاس بیٹھایا بارگاہ رسالت (علیہ السلام) میں درود شریف کا نذرانہ پیش کر رہا ہوں۔ کبھی درد کی شدت محسوس کرتا تو ساتھ ہی دل سے آواز نکل جاتی:

یار رسول اللہ! انظر حالنا (علیک الصلوٰۃ والسلام)

تقریباً دو گھنٹے درود شریف پڑھنے کے بعد میری آنکھ لگ گئی۔ دیکھتا ہوں کہ حضور انور علیہ السلام کو خوش آمدید کہہ رہا ہوں:

الصلوٰۃ والسلام علیک یار رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یابنی اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خاتم النبین

میں نے نہایت ادب سے جھک کر آپ کے ہاتھ چوے اور قدموں کو بوسہ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: غلام حیدر! کیا درد نے بہت پریشان کر دیا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! کوئی دو اثر نہیں کر رہی۔ یہ سن کر میری کمر میں جس جگہ درد تھا آپ نے اپنا دست مبارک دو تین بار پھیرا۔ معاجمیں نے محسوس کیا کہ درد بالکل غائب ہو چکا ہے۔ اس کے بعد آپ تشریف لے گئے اور میں سو گیا۔ رات دو بجے آنکھ کھلی تو کوئی درد نہ تھا اور میں بالکل تندrst ہو چکا تھا، خود وضو کیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا۔ (والمقصود موجودہ صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۵)۔

۲۱۲۔ فجر کی نماز کے وقت تمام دوست مجھے تندrst دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سب نے بیک آواز کہا کہ رات ہم نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی کریم علیہ السلام ہمارے کمرے میں تشریف لائے ہیں، کمرے میں نور، ہی نور اور نہایت اعلیٰ خوشبو ہے، آپ حضور اقدس علیہ السلام پر آپ درود شریف پڑھ رہے ہیں اور حضور (علیہ السلام) آپ کی کمر پر اپنا دست مبارک پھیر رہے ہیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ”غلام حیدر اب کیا محسوس کر رہے ہو؟ آپ نے عرض کیا: اب بالکل نمیک ہوں، نہ درد ہے نہ کوئی پریشانی۔“ یہ جواب سن کر حضور اقدس علیہ السلام نے تمسم فرمایا اور تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سب احباب نے نوافل شکرانہ ادا کیے اور شام کو اس خوشی میں زردہ پکوا کر تقسیم کیا۔ (والمقصود موجودہ صفحہ ۲۰۵ تا ۲۰۶)۔

۲۱۳۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتی فرماتے ہیں کہ ایک رات حسب معمول تقریباً دو بجے رات نوافل ادا کر کے درود شریف پڑھ رہا تھا کہ یک دم میرے کمرے میں روشنی ہو گئی اور بھینی بھینی خوشبو پھیل گئی، اتنے میں حضور اکرم ﷺ چند صحابہؓ کے ہمراہ تشریف لائے۔ مجھے درود شریف پڑھتے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور ارشاد فرمایا: ”غلام حیدر! ہم نے تمہارا نام عالموں کی فہرست میں شامل کر لیا ہے۔“ میں نے یہ سن کر عرض کیا: یہ آپؐ کی نگاہِ رحمت ہے ورنہ میں تو پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں ہمیں معلوم ہے مگر اس کا بندوبست ہم خود کریں گے۔“ پھر آپؐ مع صحابہ کرامؓ رخصت ہو گئے۔ کمرے میں بہت دیر تک خوشبو قائم رہی اور میں کافی دیر بیٹھا درود شریف پڑھتا رہا (والقصد موجودہ۔ صفحہ ۲۱۰)۔

۲۱۴۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتی صحیح سوچتے رہے کہ ان عالم و فاضل لوگوں کے ساتھ میرا گذارا کیوں کر ہو گا، جو اکثر مسائل میں ایک دوسرے سے الجھتے اور جھگڑتے رہتے ہیں۔ رات آپؐ کو حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”غلام حیدر! کیا الجھن و پریشانی ہے؟ ہم نے تمہارا نام باطنی علوم کے عالموں کی فہرست میں شامل کیا ہے، یہ لوگ تو اولیاء اللہ ہوتے ہیں، مشاہدات و مسائل میں باہم اختلاف نہیں رکھتے اور نہ ہی آپس میں جھگڑتے ہیں۔“ میری خوشی کی انتہانہ رہی مگر دل میں خیال آیا کہ مجھے نہ ظاہری علم سے آشنائی ہے نہ باطنی علم سے۔ اس پر حضور انور ﷺ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا: ”غلام حیدر! کیوں متفلکر ہوتے ہو؟ علم کی جس قدر اور جیسی ضرورت ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ عطا ہو گا، ہم عنقریب تمہیں ایک خاص ذمہ داری بھی سونپیں گے، تم مطلق فکر مندا اور پریشان نہ ہو، وقت پر تمام بندوبست ہو جائے گا۔“ اس کے بعد حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور تشریف لے گئے۔ (والقصد موجودہ۔ صفحہ ۲۱۴ تا ۲۱۵)۔

۲۱۵۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتی فرماتے ہیں کہ ان بشارتوں کے دو تین دن بعد حسب معمول نصف شب کو میں درود شریف پڑھ رہا تھا کہ کمرے میں خوشبو و روشنی پھیل گئی اور نبی کریم ﷺ مع کئی صحابہ کرامؓ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ہم تمہاری نصف شب نوافل کی ادائیگی اور تمہارے درود شریف پڑھنے سے بہت خوش ہیں اور ہم نے تمہیں شیخ العالم کا مرتبہ عطا کیا۔ درود شریف پڑھتے ہوئے میں نے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یہ آپؐ کی اس ادنیٰ امتی اور غلام پر بے حد نگاہِ رحمت و عنایت ہے، ورنہ میں نہ اس قابل تھانہ ہوں۔ مدینۃ العلم، حضور نبی کریم ﷺ مسکرائے اور ارشاد فرمایا: ”ہم علم بھی عطا

کریں گے، جس وقت بھی جس قدر اور جیسے علم کی ضرورت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ دل و دماغ پر اتر تار ہے گا اور اسی طرح ہم اپنے امتی، مقر بین اور اولیٰ اللہ کی رہنمائی کرتے رہتے ہیں۔ انہیں کفر و شرک اور ظلم و طاغوت کے مقابلے میں ہمیشہ غلبہ نصیب ہوتا ہے اور یہ لوگ کبھی بھی مرکزِ دین کے لیے خفت و شرمداری کا باعث نہیں بنتے بلکہ یہ ہمارے مقرب و محبوب امتی ہوتے ہیں۔ ”پھر آپ تشریف لے گئے (والمقصود موجودہ۔ صفحہ ۲۱۲ تا ۲۱۲)۔

۲۱۶۔ چودہری غلام حیدر خان صاحب چشتی ۱۹۵۸ء یا ۱۹۵۹ء میں دو تین دوستوں کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ایک جمعہ کو بہت پہلے ہم مسجد نبوی میں آگئے اور ہمیں روضہ اطہر کے بالکل قریب دوسری صاف میں جگہ مل گئی۔ ہم سب بینہ گئے، کبھی نوا فل ادا کرتے اور کبھی درود شریف کا اور دکر تے کہ اتنے میں روضہ مبارک سے حضور اقدس ﷺ کا یہ مبارک (دست مبارک) باہر نکلا، شفقت سے اشارہ ہو رہا تھا کہ اگلی صاف میں آجائو۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی اور شخص ہے جسے پہلی صاف میں بلا یا جا رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اگلی صاف میں ایک نمازی کے لیے جگہ بھی بن گئی۔ یہ شفقت پھر جالی مبارک سے باہر نکلا اور وہی اشارہ ہوا تھا کہ پہلی صاف میں آجائو۔ میں نے پھر ادھر ادھر دیکھا کہ شاید کوئی اور شخص اس اشارے کو دیکھ کر اگلی صاف میں آ رہا ہو مگر جب کوئی اور شخص آگئے نہ بڑھاتو میں سمجھ گیا کہ یہ اشارہ میرے ہی لیے ہے لہذا میں صاف اول میں جا بیٹھا اور درود شریف پڑھنے لگا۔ بعدہ دست مبارک ظاہرنہ ہوا اور میں سمجھ گیا کہ یہ اشارہ اس اونی غلام ہی کے لیے تھا۔ مجھ پر آپ نے کس قدر مہربانی فرمائی کہ پاکستان سے یہاں آنے کی سعادت بخشی، پھر اپنے یہ مبارک کی زیارت پاک سے مشرف فرمایا اور مجھے اپنے قریب جگہ عنایت فرمائی (والمقصود موجودہ صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۷)۔

ہے مولائی صل ولسم داہما ابدأ علی حبیک خیر الخلق کلهم

۲۱۷۔ چودہری غلام حیدر خان صاحب چشتی کو مدینہ شریف میں ڈھائی تین ماہ ہو گئے تھے کہ ایک روز معلم نے کہا ج میں اب صرف چند دن رہ گئے ہیں، آج شام آخری بس جائے گی۔ اگر اس سے نہ گئے تو پرائیویٹ نیکسی کرنی پڑے گی بلکہ کل سے پرائیویٹ نیکسی بھی مشکل سے ملے گی۔ ہم نے معلم کو بتایا کہ ہمیں ابھی تک حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے مدینہ طیبہ چھوڑنے کا حکم نہیں ہوا ہے۔ میں ساتھیوں کے ہمراہ مسجد نبوی گیا اور تمام نمازیں ادا کر کے حسب معمول بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نذرانہ درود و سلام عرض کیا۔ ہم پر رفت طاری ہو گئی۔ اسی دوران نیم جذب و نیم ہوش کے عالم میں حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے ارشاد

فرمایا کہ ”غلام حیدر! آپ سب کل نماز فجر کے بعد مکہ مکرمہ روانہ ہو جائیں، انشاء اللہ بس وغیرہ کا بندوبست ہو جائے گا۔“ حرم شریف میں نماز تہجد کے بعد نماز فجر ادا کی۔ آج نماز یوں کی تعداد بہت کم تھی۔ کچھ مقامی لوگ اور ہم تین افراد تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر الوداعی درود و سلام عرض کیا، دعائیں کیں پھر آنسوؤں اور بو جھل دل کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ عظمی سے رخصت ہوئے۔ باہر نکلے تو باب مجید کے بالکل سامنے مکہ شریف کے لیے تہجد کے وقت سے جیسے بس ہمارے ہی انتظار میں کھڑی تھی اور اس میں تین ہی نشانیں خالی تھیں۔ ہمارے بیٹھتے ہی بس مکہ مکرمہ کو روانہ ہو گئی۔ (والمحصود موجودہ۔ صفحہ ۲۳۸ تا ۲۴۰)۔

۲۱۸۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتیؒ فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہوا تو میں نے اہل محبت اور ذوق و شوق رکھنے والے لوگوں کو ذکر ”سلطاناً لنصیراً“ اسرار عرفان الہی اور مقام خودی بتانا و سمجھانا شروع کر دیا کہ امتی و سالک کو حضور انور ﷺ کے ساتھ تعلق و رشتہ کیسے اجاگر و مضبوط تر کرنا ہے۔ پاکستان میں ملکہ تربیت میرے پرورد کر دیا گیا اور حضور اقدس ﷺ کی جانب سے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ہدایت یعنی خلافت معنوی بھی عطا ہوئی۔ میرے ذہن میں سوال ابھر رہا تھا کہ نہ معلوم کن کن اولیاً اللہ کی سربراہی میں یا انکے ماتحت مجھے یہ کام کرنا ہو گا؟ ان کی طبیعت جلائی ہو گی یا جمالی؟ معلوم نہیں ان سے کیسی نہیں گی؟ ان تمام خدشات کے پیش نظر میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ آپؐ کا حکم و ارشاد سرآنکھوں پر۔ میں انشاء اللہ پوری تندیسی کے ساتھ تعمیل کروں گا، بس میری خواہش یہ ہے کہ آپؐ ہی براہ راست میرے سربراہ و نگران رہیں، ہدایات دیتے اور رہنمائی فرماتے رہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے تمسم فرمایا کہ ”ہمیں یہ منظور ہے، غلام حیدر! آپ ہمارے ساتھ براہ راست ہماری ہی نگرانی و رہنمائی میں کام کریں گے اور نیچ میں کوئی حائل نہ ہوگا“ (والمحصود موجودہ۔ صفحہ ۲۳۲ تا ۲۳۳)۔

۲۱۹۔ چوہدری غلام حیدر خان صاحب چشتیؒ جب بھی لاہور جاتے تو تمام بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتے۔ قدسی مقال، علامہ اقبالؒ کے مزار پر فاتحہ پڑھتے تو علامہ قبرے نمودار ہو جاتے اور دونوں میں باہم گفتگو ہوتی۔ چوہدری صاحبؒ نے ایک مرتبہ حضرت علامہؒ سے دریافت فرمایا کہ آپ تقریباً نئی روشنی کے مسلمان تھے، مغربی تہذیب میں رہ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی، پھر عملی طور پر آپ کیسے اسلام کی طرف راغب ہوئے اور کیونکر عشق و اتباع رسول مقبول ﷺ اور صبغۃ اللہ (اللہ کے رنگ) میں رنگے؟ حضرت علامہؒ نے فرمایا:

”سب اللہ کے فضل و کرم سے ہوا۔ میں بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ایک عام مسلمان تھا مگر دوران تعلیم ہی مجھے صیہونیت، عیسائیت، اشراکیت، بُت پرستی اور آزاد طرز زندگی وغیرہ سے نفرت ہو گئی تھی، پھر میں نے اعلیٰ تعلیم کے ساتھ کتاب و سنت کا مطالعہ کیا اور تمام بزرگان دین خصوصی طور پر (اپنے روحانی استاد) حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کے کلام کو بغور پڑھا اور استفادہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پتہ چلا کہ دین کا روح رواں اور ما حصل تو محبت، اتباع اور اطاعت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ میں نماز فجر سے پہلے اٹھتا، نوافل ادا کرنے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت، ذکر اللہ، کلمہ طیب اور درود شریف کا بہت ورد کرتا تھا کہ صلوٰۃ فجر کے بعد بھی یہی عمل رہتا، اکثر اوقات درود پاک اور کلام اللہ پڑھنے کے دوران ندامت کے آنسو جاری ہو جاتے، عشق و محبت غالب رہتی اور رفت طاری ہو جاتی، یہ آداب خود آگاہی و آہ سحر گاہی، بزرگان دین کے اقوال و تجربات سے حاصل کیے اور یہ معمولات تازیست قائم رہے۔

سے جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی
عطاؤ ہو، رومیؒ ہو، رازیؒ ہو غزالیؒ ہو
پچھے ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی
اور پھر میں گڑگڑا کرتا تھا کہ تباہ تباہ:

تو اے آقائے یثرب، میری چارہ سازی کر میرا دین ہے افرنگی، میرا ایمان ہے زنانی
جو اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہوئی، میرے علم میں اضافہ ہونے لگا، عشق اور محبت میں مزید
ترقی ہوتی گئی اور اولیا اللہ خصوصاً حضرت مولانا رومیؒ سے خواب اور بیداری میں ملاقات
ہونے لگی۔ ان بزرگان دین نے میری بہت رہنمائی کی اور سب نے اتباع، اطاعت اور غلامی و
قرب نبی کریم ﷺ پر زور دیا۔ خلوص دل سے خوب محنت کی حتیٰ کہ بھوک، پیاس اور گرمی و
سردی کا احساس بھی جاتا رہا، بعض اوقات گھنٹوں ذکر اللہ میں گم رہتا، کشف و کرامات اور
گذشتہ و آئندہ کے واقعات کی خبریں ملنے لگیں اور مشاہدہ ہونے لگا مگر دل نفی کرتا رہا کہ یہ
منزل مقصود نہیں ہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور اقدس ﷺ نے نیم خوابی و
بیداری کی حالت میں زیارت با برکت سے نوازنا شروع کر دیا اور پھر یہ سلسلہ آخریں کے قائم رہا۔
اس میں میری کوئی خوبی یا اعمال کی اچھائی کو دخل نہ تھا بلکہ یہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
اپنے ایک ادنیٰ امتی اور غلام پر نگاہ رحمت و شفقت تھی کہ آپ نے میری چارہ سازی فرمائی اور
برادر است میری تعلیم و تربیت کے لیے ہدایات ارشاد ہونے لگیں اور اسرار الہی کھلنے لگے۔

سے افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر کھلتے ہیں اسرار آخر اٹھتے ہیں حباب آخر

چشم بینا تو پہلے ہی عطا ہو چکی تھی، دل بینا بھی عطا ہوا، کشود مقام خودی اور نمود امانت الہی نصیب ہوا، دولت و صل عطا ہوئی، مشاہدہ حق عطا ہوا اور مقصود موجود ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین” (والمحصود موجودہ۔ صفحہ ۲۸۳ تا ۲۸۷ سے ماخوذ)۔

۲۲۰۔ چودہ ری غلام حیدر خان صاحب چشتی نے حضور اقدس ﷺ کی ”شان رسالت اور نبوت“ کی سرخی تو لکھ دی مگر ساتھ ہی خیال آیا کہ مجھے آپ کی اس شان مبارک کا مشاہدہ تو نصیب ہوا، ہی نہیں لہذا اس مقدس موضوع پر کیا لکھ سکتا ہوں۔ یہ عنوان لکھ کر شاید میں نے غلطی کی ہے اور اسی اندیشہ و فکر میں لکھنا بند کر دیا۔ اس ممکنہ غلطی و بے ادبی پر اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ رات کے گیارہ بجے کمرے میں نور پھیل گیا اور حضور اقدس ﷺ تشریف لے آئے، کمرہ جگ کارہا تھا، اس میں سرت خیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی اور میں مودب ہو کر درود شریف پڑھ رہا تھا۔ حضور انور ﷺ نے تمسم کے ساتھ فرمایا: غلام حیدر! لکھنا کیوں بند کر دیا؟ میں نے وجہ عرض کی۔ فرمایا: آپ فکر نہ کریں، میری طرف دیکھیں، میں آپ کو اپنی شان رسالت و نبوت کا کچھ مشاہدہ کر اتا ہوں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اپنے سرو پیشانی مبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: غلام حیدر! دیکھیں یہ ہمارا مقام رسالت و نبوت ہے، اوپر عرش سے ”آیات کا نور“ ہمارے سرو پیشانی پر اترتا ہے اور یہاں پیشانی سے آیات کی صورت میں ”آیات کا نزول“ ہمارے دل پر ہوتا ہے اور ساتھ ہی حضور پر نور ﷺ اشارہ کرتے ہوئے اپنے دست مبارک کو اوپر سے نیچے اپنے قلب مبارک کی طرف لے آئے۔

چودہ ری صاحب بیان کرتے ہیں کہ جوں ہی میں نے حضور انور ﷺ کے سر اور پیشانی مبارک کی طرف دیکھا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشاہدہ ہوا کہ آسمان کی جانب سے آیات کا نور حضور نبی کریم ﷺ کے سرو پیشانی مبارک میں آرہا ہے اور وہاں سے قرآنی آیات کا نزول آپ کے قلب مبارک پر ہو رہا ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے قلب مبارک کی طرف یہ اقدس سے اشارہ کرتے مزید فرمایا: ”غلام حیدر! اس طرف دیکھیں، یہ ہمارا ”مقام ولایت“ ہے، یہیں سے تمام امت مسلمہ، جن و انس کے لیے علم و حلم، امر بالمعروف و نهى عن المکر، تعلیم و تربیت، عفو و درگذر، اصلاح و اخلاق، عدل و احسان، داتائی و حکمت، پاکیزگی و طہارت، تقویٰ و پرہیزگاری، علم و عرفان اور رشد و ہدایت کے خزانے کھلتے ہیں اور فیضان انوار رحمت سے تمام کائنات و جلوقات اور عالمین سیراب ہوتے ہیں۔“

پھر نبی کریم رواف رحیم علیہ الصلوٰۃ والصلیم مسکرائے اور فرمایا: ”غلام حیدر! آپ اب مقام رسالت و نبوت اور ولایت پر لکھنا شروع کریں، انشاء اللہ اس مشاہدے اور وضاحت

کے بعد آپ بہتر لکھ سکیں گے۔ ”میں نے درود شریف پڑھتے پڑھتے کہا: جی بہت اچھا! یار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، اور اس کے ساتھ ہی آپ تشریف لے گئے۔ مجھے اس مقام اعلیٰ و عظمی کا جس قدر مشاہدہ نصیب ہوا تھا، میں نے ان کی بابت لکھنا شروع کر دیا اور تقریباً ایک گھنٹے میں وہ باب مکمل کر لیا (والمقصود موجودہ۔ صفحہ ۳۳۶ تا ۳۳۷ میں مأخوذه۔ چودہ برسی صاحب رحیم یار خان سے اسلام پورہ، لاہور تشریف لائے ہوئے تھے جب یہ مشاہدہ نصیب ہوا)۔

۲۲۱۔ یہ ۱۹۶۱ء کا واقعہ ہے جب چودہ برسی غلام حیدر خان صاحب چشتی رحیم یار خان سے ترنا ب فارم، پشاور میں رانا رفت سعید صاحب کے یہاں قیام فرماتھے۔ چودہ برسی صاحب احباب کو وہاں ”ذکر سلطاناً النصیراً“، سر وحدت اور سر الہی کی بابت سبق دیتے تھے۔ سبق لینے والوں میں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ پشاور کے ایک اعلیٰ عہدے دار جناب سید شفیع نقشبندی بھی تھے، جنہوں نے یہی سبق اپنے احباب کو بھی دینا شروع کر دیا تھا۔ اسی دوران ایک دن سید صاحب نے چودہ برسی صاحب سے آکر بیان کیا کہ گذشتہ شب حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے اپنی زیارت پاک سے نواز اور پوچھا کہ آپ لوگوں کو ذکر ”سلطاناً النصیراً“ کا سبق کیوں دے رہے ہیں اور سر وحدت اور سر الہی کے متعلق کیوں بتا رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: یار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان سب کا علم مجھے چودہ برسی صاحب کی محبت سے حاصل ہوا ہے۔ اس پر حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ”ان کو یہ بتانے دو، انہیں اجازت ہے مگر آپ کسی کو یہ اس باقاعدہ بتائیں۔“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے سے بہت غلطی و کوتاہی ہوئی، آپ اپنی رحمت سے مجھے معاف فرمادیں، میں آپ کے حکم کی تعییل کروں گا اور آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ پس آپ نے شفقت فرمائی اور تشریف لے گئے (والمقصود موجودہ۔ صفحہ ۸۷۶ تا ۸۷۹)۔

بروز دوشنبہ ۲۳ ذی الحجه ۱۴۰۵ھ بمقابلہ ۱۸ اگست ۱۹۸۸ء جناب چودہ برسی غلام حیدر خان چشتی نے بمقام یار خان وصال فرمایا۔ آپ کے صاحبزادے چودہ برسی شیر صاحب، دیگر عزیز واقارب، دوستوں اور شاگردوں نے شہر کے قبرستان میں آپ کی وصیت کے مطابق ایک عام جگہ پر آپ کو دفن کر دیا۔ جس پر کوئی گنبد وغیرہ تعمیر نہیں کیا گیا۔ ہر ایک سے فرماتے تھے: مجھے تو آپ نبی کریم روافر حیم علیہ الصلوٰۃ وال تسالیم کا ایک ادنیٰ امتی اور ادنیٰ غلام ہی سمجھیں اور بس۔ انا للہ وانا علیہ راجعون۔

۲۲۲۔ سید الملة، شیخ وقت حضرت علامہ سید سلیمان ندوی قدس سرہ کے ایک خادم نے چار پانچ مرتبہ حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب میں دیکھا اور اپنے خوابوں سے حضرت واللہ کو مطلع فرمایا۔ حضرت الشیخ قدس سرہ نے جواباً تحریر فرمایا: بلاشبہ رویائے نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) موجب خیر،

برکت اور باعث بشارت ہیں۔ کثرت درود شریف اور اخلاق سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے لیکن اس کا شکر یہ بھی اتباع نبوی ﷺ اور اس کا حق حقوق نبوی (عظمت و محبت، اتباع و نصرت نبوی ﷺ) کے ذریعے ادا کرنا مزید موکد اور ضروری ہو جاتا ہے ورنہ سلب نعمت کا خوف اور خطرہ رہتا ہے (سلوک سلیمانی یا شاہراہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۶۷۔ مرتبہ حضرت مولانا پروفیسر محمد اشرف خان سلیمانی، صدر شعبہ عربی، پشاور یونیورسٹی)۔

۴۲۳۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہ کے ایک مرشد خاص حضور انور ﷺ کی زیارت منامی سے مشرف ہوئے اور خواب میں حضور اقدس ﷺ کے سینہ مبارک سے لپٹ گئے اور وہن مبارک کو چوہا۔ انہوں نے حضرت والاؤ کو اپنے اس خواب کی اطلاع دی تو حضرت والاؤ نے اس روایا کے متعلق تحریر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک بڑی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ ہر نعمت کی قدر واجب ہے تاکہ مزید نعمت عطا ہو اور کوئی مرتكب عدم شکر ہو تو نہ صرف سلب نعمت کا خوف ہے بلکہ ابتلا کا بھی۔ اس نعمت کی قدر یہ ہے کہ معمولات میں درود شریف کی ایک تعداد بھی شامل کر لیں جس کو بہ آسانی پورا کر سکیں، اگر ہر روز نہ ہو سکے تو جمعہ کو تو ضرور اہتمام کیجئے، خواہ دیگر معمولات میں کمی ہو جائے۔ دوسرا اہتمام یہ ہے کہ اب اس سینے کو برا بیوں سے پاک اور اس منه کو ہر خلاف شرع قول، غیبت و کذب وغیرہ سے محفوظ رکھئیے۔ میری دعا ہے کہ آپ کو اتباع سنت کی مزید توفیق ہو (سلوک سلیمانی یا شاہراہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۶۷ تا ۶۸)۔

۴۲۴۔ حضرت مولانا محمد اولیس ندوی نگرای مدظلہ نے خواب دیکھا کہ ریل کے ڈبے جیسی ایک موڑ ہے۔ اگلی سیٹ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرمائیں مگر پائے مبارک پر چوٹ ہے اور پچھلی سیٹ پر حضرت نبی کریم ﷺ کا جسد مبارک ہے۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ نے آپؐ کے جسد مبارک سے قلب اٹھر لے کر انہیں دیا، جسے انہوں نے بوس دیا اور آنکھوں سے لگایا اور سید صاحبؐ نے بھر اس کو جسد اقدس میں رکھ دیا۔ سید صاحبؐ کو انہوں نے اپنے خواب سے مطلع کیا تو سید صاحبؐ نے اس کی کسی قدر عجیب تعبیر دی۔ ارقام فرماتے ہیں: ”حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اگلی سیٹ پر ہیں وہ تورات سے عبارت ہے اور پائے مبارک کو صدمہ تورات کی تحریف کی طرف اشارہ ہے، حضور اقدس ﷺ کا جسد مبارک اسلام سے عبارت ہے، ان کا قلب اقدس قرآن پاک ہے جو میرے واسطے سے آپ تک پہنچا، خود سیرت نبوی ﷺ کی تالیف میں شرکت بھی میری ہی ذات کے واسطے سے ہے، بہر حال اللہ تعالیٰ کی نوازش اور لطف و کرم خاص ہے جو اپنی غفاری و ستاری سے ایسے رویائے

بشارت سے سرفراز فرماتے ہیں ”(سلوک سلیمانی یا شاہراہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۲۸)۔

سلوک سلیمانی ٹانوی نام شاہراہ معرفت کے دونوں حصوں میں حضرت مولانا پروفیسر محمد اشرف خان صاحب سلیمانی نے اپنے پیر و مرشد حضرت علامہ سید سلیمان ندوی قدس سرہ، خلیفہ مجاز حکیم الامت، مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی اسلامی سلوک کی پیش کردہ تعلیمات مع توضیحات و تعبیرات پیش کی ہیں۔ یہ دونوں حصے مجھے جناب محمد اسماعیل چوہدری (اسلام آباد) نے برائے استفادہ عنایت فرمائے جن کے لیے میں ان کا ممنون ہوں۔

۲۲۵۔ محمد قاسم بیگ نے اپنی یادداشتیں ٹوٹتے ہوئے باباجی سے اپنے تعلق کو اس طرح بیان کیا: ۱۹۵۵-۵۶ء میں ہم پڑھتے تھے تو سن کہ سالار والا میں کوئی بزرگ آئے ہیں، پس دیگر طالب علم ساتھیوں کے ہمراہ سالار والا پہنچا اور حضور باباجی صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ کی زیارت کی۔ لوگوں نے کہا: حضور! یہ لڑکانعت بہت اچھی پڑھتا ہے۔ اس پر باباجی نے فرمایا کہ حضرت رسول ﷺ کی نعت سناؤ۔ آپ نے خود پیکر لگایا، جب میں نے نعت پڑھی تو باہر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ خود تشریف فرمائیں، دوبارہ یہی نعت پڑھو۔ میں نے دوبارہ نعت پڑھی (حضرت صوفی برکت علی لدھیانویؒ شخصیت و افکار پر ”مون ڈا جسٹ“ کا تیرا خصوصی شمارہ صفحہ ۱۶۱)۔ ایک مرتبہ باباجی کی خدمت میں کئی دن بعد گیا۔ دیکھ کر فرمانے لگے: ”میں تمہارا منتظر تھا، نعت سناؤ۔“ نعت سن کر جھوم جھوم گئے اور فرمایا: ”تم نے بڑی دیر بعد میرا سینہ کھول دیا، میں تمہیں امیر کر دوں گا۔“ ایک کاغذ منگوا کر لکھ دیا قاسم بیگ ولد نتو بیگ شاخوان حضرت رسول اللہ ﷺ۔ یہ لکھ کر کاغذ مجھے دے دیا اور پوچھا اس کا کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا: حضور! جب مر و نگاتو یہ میرے کفن میں رکھ دیا جائے گا۔ اس جملے پر تڑپ اٹھے اور فرمایا: ”میں تمہیں امیر کر دوں گا۔“

تقدس مآب حضرت ابو انبیس صوفی محمد برکت علی لدھیانویؒ مشرقی پنجاب کے ضلع لدھیانہ کے موضع برہمی میں ۷ اپریل ۱۹۱۱ء کو ایک زراعت پیشہ خاندان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں فوج میں ایک عام پاہی کی حیثیت سے ملازمت شروع کی اور صوبیدار مجرک کے منصب تک ترقی کر کے ۱۹۳۵ء میں مستغفی ہو گئے۔ آپ حضرت حکیم سید الحسن سہارنپوریؒ کے ہاتھ پر بیعت تھے جنہیں حضرت شیخ علاء الدین علی احمد صابر (پیر ان کلیر) سے نہایت درجہ عقیدت تھی اور یہی حال آپ کا تھا۔ آپ نے سانگھہ ہل کے نواحی قصبه سالار والا کو ”دارالاحسان“ کا نام دیا اور ۱۹۸۳ء تک وہی آپ کی دینی، تبلیغی اور روحانی سرگرمیوں کا مرکز

رہا۔ اسی سال ہجرت کر کے فیصل آباد کے قریب سمندی روڈ پر والوں وال تشریف فرمائیے اور اس جگہ کا نام ”مسٹر ڈیسٹریکٹ دارالاحسان“ (کیمپ دارالاحسان) رکھا، وہاں قرآن محل اور ایک بہت بڑا ہسپتال تعمیر کرایا، اپنی تمام جائیداد عالم مسلمانوں کے لیے وقف کر دی، آپ کی تبلیغ سے ہزاروں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور آپ کے ہاتھوں کرامات کی بارش ہوتی تھی۔ ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۹۰ء کو آپ مالک حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی آخری آرام گاہ یہیں ہے۔ مون ڈا جسٹ لاہور کے چیف ائمہ یثرب جناب ادیب جاوہدانی نے حضرت لدھیانوی قدس سرہ پر اپنے ماہنامہ کے تین خاص نمبر نکال کر نہایت اہم خدمت انجام دی ہے اور ماشاء اللہ ابھی دو اور ایسے نمبر نکالنے کا پروگرام ہے، ثم ماشاء اللہ! ادیب جاوہدانی زندہ باد!

۲۲۶۔ حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانوی نے اپنے پوتے میاں مقصود احمد کو ایک مرتبہ بتایا کہ ایک آدمی کو مدینہ طیبہ میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے اس بندے سے دریافت کیا کہ کیا تم برکت علی کو جانتے ہو؟ اس آدمی نے کہا: نام تو سنائے دیکھا نہیں۔ اس پر حضور اقدس ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا کہ برکت علی میرا خاص آدمی ہے، جاؤ اور پہلی فرصت میں اس سے مل کر آؤ (مون ڈا جسٹ کا تیرا خصوصی شمارہ۔ صفحہ ۱۳۸ تا ۱۳۹)۔

۲۲۷۔ حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانوی قدس سرہ نے ایک مرتبہ اپنے پوتے میاں مقصود احمد کو خوش ہو کر بتایا کہ آج نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا کہ دنیا کا ایک حصہ تمہارے حوالے ہے اور میں تمہیں ایک حصے کا انچارج مقرر کرتا ہوں (مون ڈا جسٹ کا تیرا خصوصی شمارہ۔ صفحہ ۱۳۹)۔

۲۲۸۔ میاں مقصود احمد اپنے کئی دوستوں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ صوفی محمد برکت علی لدھیانوی نے اس وقت فرمایا کہ آج حضور انور ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: ”برکت علی! تو دنیا میں نمبر ون آدمی ہے۔“ اس کرم نوازی پر بابا جی سرکار بہت خوش تھے۔ بار بار کہتے تھے یار! مجھے حضور اکرم ﷺ نے بلا کر فرمایا کہ برکت علی تم دنیا کے نمبر ون آدمی ہو (مون ڈا جسٹ کا تیرا خصوصی شمارہ۔ صفحہ ۱۳۹)۔

۲۲۹۔ لنگر کی روٹیوں کے انچارج بابا حمید کو صوفی محمد برکت علی لدھیانوی نے دو مرتبہ حضرت نبی پاک ﷺ کی زیارت کرائی تھی (مون ڈا جسٹ کا تیرا خصوصی شمارہ، صفحہ ۱۳۶)۔

۲۳۰۔ بعض لوگوں کو ٹوہ اور جتوہ تھی کہ دربار کے لاکھوں روپے ماہنہ کے اخراجات کیسے پورے ہوتے ہیں؟ کون لوگ اس کے پیچھے کار فرمائیں؟ حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانوی (بابا جی) کے پاس اتنی رقم کہاں سے آتی ہے؟ ایک روز کچھ لوگ اسی سلسلے میں آپ کے پاس

چیخ گئے اور کہا: آپ نے ایک کتاب لکھی ہے "امانے نبی کریم (علیہ السلام)" اس کی پانچ جلدیں ہیں جن میں ایک ہزار سے زیادہ حضور اقدس علیہ السلام کے امانے مبارک ہیں، کسی نے آج تک اتنے نام تحریر نہیں کیے، ان کتب کی تیاری پر آپ نے اپنے پاس سے چالیس لاکھ روپے خرچ کیے ہیں، اس کے علاوہ لنگر، فری ہبھتال اور دربار کے بیسوں دیگر اخراجات ہیں۔ اتنی رقم آپ کے پاس کھاں سے آتی ہے؟ بابا جی آپ ہمیں بتائیے یہ نظام کیسے چل رہا ہے؟ آپ نہ کے کنارے بیٹھے تھے۔ یہ سن کر جلال آسمیا اور اپنی ٹوپی کو ذرا سر کایا تو ہزار روپے کے نوٹ وہاں سے نکل کر چیخ گرنے لگے اور ذرا سی دیر میں ان نوٹوں کا ڈھیر لگ گیا۔ یہ نظر بندی نہیں، واقعہ تھا۔ تحقیق کی نیت سے آنے والوں کے ہوش اڑ گئے، پھر آپ نے فرمایا کہ "میرے پاس ایک دمڑی بھی نہیں، میری کوئی جائیداد نہیں، میرے پاس نہ کار ہے نہ سکوڑ، دنیا کی کوئی چیز نہیں، ہماری روزی پرندوں کی طرح ہے جو صبح بھوکے گھونسلوں سے اڑتے ہیں اور شام میر ہو کر لوٹا کرتے ہیں۔" پھر یہ شعر پڑھا:

م پلے خرچ نہ بندے پچھی تے درویش جتاں تقوی رب داوناں رزق ہمیش
پھر فرمایا: کھا، کھلا، بچا کر مت رکھ، کل کی روزی کل ملے گی، میرا ہاتھ نبی پاک علیہ السلام کی جیب
مبارک میں ہوتا ہے، جتنی چاہوں وہاں سے رقم نکال لیتا ہوں (مون ڈا جسٹ کا تیرا خصوصی
شمارہ۔ صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۳ سے ماخوذ)۔ بڑے ہی خوش بخت ہیں وہ حضرات جو بابا جی کی محبت
سے فیض یاب ہوتے رہے اور آپ کی دعائیں لیتے رہے۔ اب ایسے بزرگ عنقا ہیں۔ ان
کے وصال کے بعد جن حالات کا علم ہوا، کاش! ان کی زندگی میں علم ہو جاتا تو بے شمار خلوق ان
سے فیض یاب ہوتی۔

۲۳۱۔ امام المحققین، اوحد العارفین، الشیخ عبدالکریم جیلی شافعی، یعنی قدس سرہ، فرماتے ہیں کہ میں اپنے استاد کامل حضرت شیخ شرف الدین اسماعیل جبریل قدس سرہ، کی صورت میں سید عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا، مگر میں یہ نہ جانتا تھا کہ یہ سید عالم علیہ السلام ہیں۔ میں تو یہی سمجھتا رہا کہ یہ میرے شیخ قدس سرہ ہیں۔ یہ میرے ان تمام مشاہدات میں سے ایک ہے جس کا ۹۶ھ میں "زبید" میں میں نے مشاہدہ کیا تھا (جو اہر المختار جلد اول حصہ دوم۔ صفحہ ۲۸۵۔ از علامہ یوسف نیہانی)۔

۲۳۲۔ شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہ (المتوفی ۱۱۸۰ھ غالباً) کی دو مشہور کتابیں ہیں:

(۱) الانسان الكامل (۲) الکمالات الہمیہ

کمالات الہمیہ کا ذکر کرتے ہوئے شیخ عبدالکریم جیلی قدس سرہ نے ایک جگہ فرمایا:

”اس اتنا میں کہ وہ سید عالم ﷺ کے جمیرہ مبارک کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، یا کیا ان سے حباب اٹھ گیا، پھر انہوں نے سید عالم ﷺ کو افقِ اعلیٰ کے اندر بالیقین و صفاتِ الوہیت میں دیکھا، وہاں سید عالم ﷺ کے چاروں طرف سورہ اخلاص (قلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.....) مرقوم تھی اور پھر جب حواسِ بحال ہوئے تو دیکھا کہ سامنے والی دیوار پر واقعی سورہ اخلاص لکھی ہوئی تھی۔“
ممکن ہے کوئی کوتاہ بیس شیخ جیلیؒ کے کلام کونہ سمجھنے کی بنا پر یا تو شیخ کو گمراہ قرار دے دے یا خود گمراہی کے گرداب میں پھنس کر رہ جائے۔ اس لیے علامہ یوسف نہیانی ”نے وضاحت فرمادی کہ حضرت رسول اللہ ﷺ پر ”اللہ“ جل مجده کا اطلاق درست نہیں۔ معبود بر حق اللہ ہی ہے اور حضرت رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور پیغمبر ہیں، اس کے فرستادہ ہیں، اللہ جل مجده، نے اپنے اوامر و نواہی اپنی مخلوق تک پہنچانے کے لیے آپؐ کو واسطہ بنایا ہے، اسی لیے جس نے حضرت رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپؐ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی (جو اہر الحمار جلد اول۔ حصہ دوم صفحہ ۳۲۵۳۶۲)۔

۲۳۳۔ سیدی عبد النور یعنی شریف عمرانؒ نے اپنے شیخ ابوالعباس صحابیؓ کی معرفت ان کے شیخ ابو عبد اللہ بن سلطانؒ کا یہ خواب نقل کیا۔ حضرت ابو عبد اللہ بن سلطانؒ فرماتے ہیں کہ میں خواب میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا:
میرے آقا! اے اللہ کے رسول (ﷺ)! آپؐ انبیاء، مرسیین اور ملائکہ سے محترم ہیں۔ تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ”میں ملائکہ، انبیاء، مرسیین اور تمام مخلوق سے محترم ہوں اور میں اصل موجودات و مبداؤ اور ان کا متعلق ہوں، مجھ تک ہی ان کی انتہا ہے، کوئی مجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتا (جو اہر الحمار جلد سوم۔ صفحہ ۵۲۳)۔

۲۳۴۔ حضرت ابو عبد اللہ بن سلطانؒ ایک اور مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت سے مشرف ہوئے تو خود بخود زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں یوں سلام عرض کروں:

اسلام عليك يا عين العيون يا معدن السر المصورون (ترجمہ) سرداروں کے سردار، مخفی راز کی کان آپؐ پر سلام ہو۔ (جو اہر الحمار جلد سوم۔ صفحہ ۵۲۴)۔

۲۳۵۔ شیخ طریقت و شریعت حضرت مولانا قاری محمد ابراہیم قادریؒ کا سلسلہ تین واسطوں سے قطب الاقطاب حضرت شاہ عبدالغفور اخوند قدس سرہ، (صاحب سوات) سے جاملتا ہے۔ علامہ جمال الدین افغانیؒ نے اپنی تصنیف ”البيان فی تاریخ الافغان“ میں لکھا ہے کہ حضرت

اخوند شاہ (صاحب سوات) کا شمار عالم اسلام کی برجیزیدہ ہستیوں میں ہوتا ہے۔ آپ کے فتوے مستند ہو اکرتے تھے۔ ”تاریخ سوات“ کے مصنف محمد آصف خان صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴ پر لکھتے ہیں۔ ”آپ صرف گوشہ نشین زاہد ہی نہ تھے بلکہ ۱۹۱۹ء میں صدی کے عظیم و حریت پسند مجاہد، صاحب بصیرت سیاست دان، عالم اسلام کے نامور عالم، مجدد دین اور میدان جہاد کے عازیوں کے ایک سرفوش رہنمای تھے۔ جنگ امبلیا ۱۹۲۳ء میں آپ کے کارہائے نمایاں تاریخِ حریت کا ایک سنہرہ اباب ہیں۔

حضرت مولانا قاری محمد ابراہیم قادری ”شیخ الشیخ حضرت اقدس مولانا محمد قمر سواتی نور اللہ مرقدہ“ سے شرف بیعت رکھتے تھے اور سلسلہ قادریہ میں ان ہی کے خلیفہ اعظم بھی تھے۔ قیام پاکستان کے وقت ۱۹۴۷ء میں دہلی سے کراچی تشریف لائے اور وصال تک پہنچنے والی قیام پذیر رہے۔ ججاز مقدس میں مستقل قیام کی آپ کو ہمیشہ آرزوری مگر عالم رویا میں حضور اقدس علیہ السلام کی طرف سے ارشاد ہوا کہ آپ کی وہاں ضرورت ہے اور ایسا متعدد بار ہوں چہرائے سالی اور بیکاریوں کے باوجود آخری ایام تک سرزی میں حریم شریفین میں حاضری کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ فرائض و واجبات کی ادائیگی میں انتہائی مستعد اور سرگرم، مسحتات و عبادات نافلہ نیز اور اد و اذکار و وظائف کے حد درجہ پابند تھے۔ آپ کو دیکھ کر اللہ پاک کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، بات کسی موضوع پر ہواں کا رخ آپ کتاب و سنت کی طرف موزدیتے تھے، جس بات کو حق سمجھتے بر ملا اس کا اظہار فرماتے، مصلحت پسندی مزاج کے خلاف تھی، آپ کا محور فکر اصلاح امت تھا اور مسلمانوں کے اجتماعی مسائل اور معاشرتی حالات سے گہری و پچھی تھی۔

۲۳۶۔ عرش صدیقی لکھتے ہیں کہ ۱۹۴۷ء کے اوآخر میں ہم لدھیانہ آگئے۔ اس وقت میں کالج میں پڑھتا تھا کہ حالات نے اچانک کچھ ایسی کروٹ بدلتی اور وہ کچھ ہو گیا جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ والد صاحب سرکاری ملازم تھے، انہیں ایک جھوٹے مقدمے میں پھنسوا دیا گیا اور وہ چھ ماہ کے لیے طازمت سے معطل کر دیئے گئے۔ میں ابھی اس قابل نہ تھا کہ گمرا کے لیے کچھ کر سکتا۔ میر او احمد سہار امیری نمازیں تھیں اور مجھے یاد نہیں پڑتا ان دونوں میں نے کسی وقت کی نماز چھوڑی ہو۔ یہ ایسا کڑا وقت تھا کہ بھض اوقات ہمیں دودو دن کے فاقہ بھی کرنے پڑتے تھے۔ ایک روز جب شدید بھوک کے باوجود بھی کھانا میسر نہ ہو سکا تو مجھے حضرت بنی اکرم علیہ السلام اور صحابہ کرام کے وہ لمحات یاد آئے جب وہ اس کیفیت میں ہوتے تھے تو پہیٹ پر پھر باندھ لیا کرتے تھے۔ یہ خیال آتے ہی میں نے ایک بڑا سا پھر تلاش کیا اور اسے پہیٹ پر باندھ کر سو گیا۔ خواب میں مجھے حضور اقدس علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی اور میری

آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔ میں نے ہر تکلف بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنا سارا حال حضرت فخر موجودات، نبی آخر الزمان ﷺ کے حضور پیش کر دالا۔ ٹھیک اسی وقت میرے کانوں میں یہ مصرع گونجا: ع

کالی کملی اوڑھ لو ساری کملی میں بارات

اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس مصرع نے مجھے میں حوصلے اور تو اتائی کی ایک نئی لہر دوڑادی۔ میں آج بھی بر ملا کہتا ہوں کہ یہ مصرع مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا کیا ہے، لہذا یہ مصرع میرا ہے بھی اور نہیں بھی (عرش صدیقی مرحوم کا آخری انثر و یو۔ پندرہ روزہ بجنگ آمد، لاہور۔ ۱۶ نومبر ۱۹۹۴ء)۔

۷۲۳۔ شیخ اکبر حضرت شیخ محبی الدین ابن عربیؒ، فتوحات مکیہ کے باب ۵۲۰ میں فرماتے ہیں کہ اہل محبت کو چاہئے کہ درود پاک کے ذکر پر صبر واستقلال کے ساتھ ہمیشگی اختیار کریں یہاں تک کہ بخت جائیں، وہ جان جہاں ﷺ خود قدم رنجہ فرمائیں اور شرف زیارت سے نوازیں۔ میں نے اس ذکر پر کما حقہ ہمیشگی کرنے والا سوائے ایک عظیم فرد کے اور کوئی نہیں دیکھا۔ وہ اشبیلیہ کا ایک لوہار تھا اور ”اللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ“ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ اسے ہر ایک اسی نام سے جانتا تھا، جب میں اسے ملا اور دعا کی درخواست کی تو اس نے میرے لیے دعا مانگی، جس سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔ وہ حضرت فخر دو عالم ﷺ پر درود پاک ہمیشہ پڑھتے رہنے ہی کی وجہ سے مشہور تھا اور وہ بغیر کسی خاص ضرورت کے کسی سے گفتگو نہیں کرتا تھا۔ اس کے پاس جو بھی مرد، عورت یا بچہ آکر کھڑا ہوتا تو وہ اپس لوٹنے تک اس کی زبان پر درود پاک ہی جاری رہتا تھا۔ اس مقدس مشغلوں کی وجہ سے ہر خاص و عام کے دل و دماغ میں وہ سمایا ہوا تھا اور حقیقت میں اس کا شمار اول یا اللہ میں تھا۔ ایسے شخص پر آقائے کائنات ﷺ خود جگی بار ہوتے اور خود اسے خبر دیتے۔ اب کچھ نعمتیہ اشعار سنئے:-

حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے جو یادِ مصطفیٰ سے دل کو گرمایا نہیں کرتے زبان پر شکوہ رنج و الم لایا نہیں کرتے نبی کے نام لیوا غم سے گھبرا یا نہیں کرتے یہ دربارِ محمد ہے یہاں ملتا ہے بے مانگے ارے ناداں! یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے یہ ہے دربار آقا کا یہاں اپنوں کا کیا کہنا یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے ارے او نا بکھ! قربان ہو جان کے روپ پر یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے جوان کے دامنِ رحمت سے دابستہ ہیں اے حامد کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے ۷۲۸۔ امام علیٰ قدس سرہ، نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں سید عالم ﷺ کے مجرہ مقدسہ کے

پاس تھا کہ اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور آتے ہی اس نے "اسلام علیک یار رسول اللہ" (علیہ السلام) عرض کرنے کے بعد کہنا شروع کر دیا کہ میں نے اللہ پاک کا یہ کلام سنائے جس میں وہ فرماتا ہے: (ترجمہ) اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں۔ (سورہ نساء۔ آیت ۶۲)

میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، میں آپ کی خدمت میں اپنے پروردگار سے گناہوں کی مغفرت کا طالب اور آپ کی شفاعت کا امیدوار بن کر حاضر ہوا ہوں، پھر اس نے کچھ بُر درد اشعار پڑھے اور توبہ کر کے چلا گیا۔ امام شعیی قدس سرہ نے فرمایا: جب میں سویا تو خواب میں رسول کریم علیہ السلام کی زیارت با برکت سے مشرف ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "اے شعیی! تم اس بدوسی سے ملو او را سے بشارت دو کہ اللہ جل مجدہ نے اس کے گناہ معاف فرمادیے ہیں۔" جواہر الحمار حصہ دوم کا اردو ترجمہ۔ صفحہ ۲۶۸ تا ۲۶۹۔

۲۳۹۔ حضرت ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی شافعی المسلک بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ بکثرت محفوظ مصطفوی علی صاحبہ السلام میں حاضر باش ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس علیہ السلام سے درخواست کی کہ مجھے ایسے کلمات عنایت فرمائیں جو کل روز قیامت میری نجات کا باعث بنیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا: (عربی عبارت کا اردو ترجمہ) اے شیخ! تو دوسروں کی سلامتی کا مبتلا شی ہو تجھے بھی سلامتی مل جائے گی۔ دوسری روایت کا ترجمہ یوں ہے: اے شیخ! جو سلامتی چاہتا ہے تو اسے دوسروں کی سلامتی میں ٹلاش کرے۔ اس کے بعد آپ بہت خوش رہتے تھے کہ حضور اقدس علیہ السلام نے مجھے شیخ کا لقب عطا فرمایا ہے۔ بقول مناوی ۲۷۴ھ میں وصال فرمایا (جامع کرامات اولیٰ حصہ دوم۔ صفحہ ۸۳)۔

۲۴۰۔ حضرت ابو محمد الحسن بن عمر الہبی بہت بڑے فقیہ، عالم، عابد و زاہد، تنہائی پسند اور گوشہ نشین تھے۔ خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہوتی تھی اور آپ انہیں ہونے والے واقعات کی خبر دے دیا کرتے تھے۔ بالخصوص وہ واقعات جو چوری وغیرہ سے متعلق ہوں (جیسے فلاں کی چوری شدہ چیز فلاں جگہ سے ملے گی)، اس سلسلے میں آپ کے خواب بھی چے ہوتے تھے اور آپ کے ولی ہونے کی تصدیق بھی کرتے تھے۔ قریباً ایک سو سال کی عمر میں ۲۷۴ھ میں وصال ہوا۔ (جامع کرامات اولیٰ حصہ دوم۔ صفحہ ۶۶۵)۔

سے مولائی صل و سلم و ائمہ ابداء علی حبیک خیر الخلق کلام

۲۴۱۔ بابا تاج الدین ناگپوری نے آپ کا نام عبد الکریم سے بدل کر محمد یوسف (حضرت بابا

محمد یوسف شاہ تاجی رکھ دیا تھا۔ علم تعبیر میں آپ امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ چھتراری (یو۔ پی، بھارت) کے رہنے والے شوکت علی خان آپ کے حلقة گوشوں میں سے تھے، انہوں نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی اور انہی دنوں حضرت بابا محمد یوسف شاہ تاجی بھی چھتراری گئے ہوئے تھے۔ شوکت علی خان ان سے اپنا خواب بیان کرنے چلے گئے مگر جمع بہت تھا اس لیے موقع کے منتظر ہے، جب موقع نہ ملا اور انہیں اضطراب ہوا تو حضرت بابا محمد یوسف شاہ تاجی نے شوکت علی خان سے مخاطب ہو کر کہا: ”تمہارے خواب کی تعبیر ہم ہی ہیں۔“ (تاج الاولیا یعنی سید محمد بابا تاج الدین ناگپوری کے حالات و واقعات از بابا ذہن شاہ تاجی، صفحہ ۳۵۸)۔

۲۳۲۔ ڈاکٹر سید محمد محمود پی انج ڈی (صدر شعبہ فلسفہ۔ کراچی یونیورسٹی) نے، جب ہندوستان میں تھے تو خواب دیکھا کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے با میں ہاتھ کی جانب کھڑے ہوئے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اگرچہ یہ زیارت سے مشرف ہوئے مگر چہرہ انور صاف طور سے نہ دیکھ سکے کچھ دھندا دھندا سادیکھا۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ خواب حضرت بابا محمد یوسف شاہ تاجی کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ”با میں طرف کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تم اہل دل ہو جاؤ گے اور جب تہجد پڑھو گے تو دھندا دور ہو جائے گا (تاج الاولیا، صفحہ ۳۵۲)۔

۲۳۳۔ علامہ ابن الحاج نے ”المدخل“ میں لکھا ہے کہ ایک شخص سخت پریشانی میں بتلا تھا۔ اس نے اپنی پریشانی شیخ ابن الیجرہ صاحب ”محقر البخاری“ سے بیان کی۔ شیخ نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ نے اس شخص کے لیے یہ وظیفہ مقرر فرمایا:-

سومرتہ سبحان اللہ، سومرتہ الحمد للہ، سومرتہ اللہ اکبر، پڑھ کر سومرتہ یہ پڑھے
”اللّٰہُ صَلَّی عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِ الْاَمِیِ“ پھر سومرتہ پڑھے: ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہ، لَا شَرِيكَ لَہُ۔“
پھر بارہ رکعت نفل پڑھے اور اس کے بعد جودا چاہے مانگے، پھر دو نفل پڑھے اور آخر میں کوئی سچا اس آیات اور سورہ البقرۃ کی آخری آیات پڑھے، پھر چوبیس رکعت نفل پڑھے، پھر یہ دعائیں مانگے:-

اللّٰہ! حل کرنا تو بس تیرا حل کرنا ہے، سو ہم سے ہر تکلیف و مصیبت دور فرم۔ اے وہ جس کے ہاتھ میں حل کرنے کی کنجیاں ہیں، جن وانسان میں جو بھی ہمارا براچا ہے، تو ہمیں کفایت فرم اور اپنے حکم و قدرت سے اپنے مضبوط ہاتھوں سے اسے ہم سے دور فرم، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اس شخص نے اس وظیفے پر عمل کیا تو اس کی تمام تکالیف و پریشانیاں دور ہو گئیں۔ حضور اقدس ﷺ نے اسی خواب میں مزید فرمایا کہ جو کوئی صدق دل سے اس پر عمل کرے گا اللہ اسی دن اس کی تکالیف دور فرمادے گا خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔

۳۲۳۔ سیدی ابو محمد بن الی جمیرہؓ اکثر تعویذات سے اپنا، اپنے اہل و عیال اور دوستوں کا اعلان کرتے تھے اور یہ تمام حضرات شفایاں ہوتے تھے۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ یہ نسخہ خواب میں ان کو نبی پاک ﷺ نے عنایت فرمایا ہے اور وہ یہ ہے:-

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَبُّ الْعِرْشِ الْعَظِيمِ ۝ (سورہ توبہ۔ آیت ۱۲۸ اور ۱۲۹) و
نَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُوْهَنِ ۝ (سورہ بنی اسرائیل یا الاسراء۔ آیت ۸۲)
لَوْا نَزَّلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (سورہ حشر۔ آیت ۲۲۱) سورہ اخلاص
اور معوذ تین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (پوری سورتیں) لکھنے
کے بعد یہ دعا لکھے: اللَّهُمَّ إِنْتَ أَنْتَ الْأَكْبَرُ كَبِيرُكَ مُوْسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَافْهَمْهُ ۔

مذکورہ بالا تمام آیات، سورتیں اور دعا کو کمر یعنی کے گلے میں ڈال دیں یادا میں بازو پر باندھ دیں (سعادت الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۸۵۷ تا ۸۵۹)۔

نوٹ = سعادت الدارین حصہ دوم صفحہ ۸۵۸ سے ۸۵۹ پر عربی کی دعائنوٹ کر لیں۔ ۸۵۸
سے ۸۵۹ پر حضور اقدس ﷺ کی عطا کردہ دعا بھی لکھی ہوئی ہے جو نظر بد کے لیے ہے۔

۳۲۵۔ ایک نیک شخص نے کہا: میرے سر میں سخت درد تھا، خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا، آپ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا اور پڑھا:-

بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْهَمَاءِ حَسِيبِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ إِعْتَصَمْتُ بِاللَّهِ فَوْضُتُ
أَمْرِي إِلَى اللَّهِ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

(ترجمہ) ”اللہ کے نام سے، میرا پانے والا اللہ ہے، مجھے اللہ کافی ہے، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، میں نے اللہ کا سہارا لے لیا، میں نے اپنا معاملہ اللہ کے پروردگار، جو اللہ چاہے، اللہ کے سوا کوئی طاقت نہیں۔“ آپ نے فرمایا: ان کلمات کو کثرت سے پڑھو، ان میں ہر بیماری کی شفا، ہر تکلیف سے رہائی اور دشمنوں پر فتح ہے (نزہت المجالس)۔

امام زہبی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کہ یہ آیت چوری سے حفاظت ہے:- قل ادْعُوا اللَّهَ أَوْدُ عَوَالِ حَمْنَ پوری آیت (سورہ بنی اسرائیل۔ آیت ۱۱۰۔ پارہ ۱۵)

(ترجمہ) ”تم اللہ کے نام سے پکارو یا حمْن کے نام سے جس نام سے پکار دو اس کے سب نام اچھے

ہیں اور نماز نہ بلند آواز سے پڑھونے آہستہ بلکہ اس کے نیچ کا طریقہ اختیار کرو)۔ ایک صحابیؓ نے رات سوتے وقت اسے پڑھا، ان کے گھر میں چور آگیا اور سامان سمیٹ کر جب جانے لگا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ گھری اتارتا تو دروازہ کھل جاتا اور گھری انھاتا تو دروازہ بند ہو جاتا۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ صحابیؓ کی آنکھ کھل چکی تھی۔ وہ یہ دیکھ کر ہنس پڑے اور فرمایا: میں نے اپنا گھر قلعہ بنادیا ہے۔ (هم سب کو چاہئے اس آیت کو پڑھ کر سویا کریں انشاء اللہ چوری سے محفوظ رہیں گے)۔

۲۳۶۔ سلسہ تیجانیہ کے باñی عارف باللہ سید احمد محمد تیجani "بیداری میں حضور نبی برحق ﷺ سے ملاقات کیا کرتے تھے۔ ان کا قول ہے کہ مجھے سید الوجود ﷺ نے فرمایا: "اسم اعظم پر پردہ ڈالا گیا ہے، اللہ تعالیٰ صرف ان حضرات کو اس کی اطلاع دیتا ہے، جنہیں اپنی محبت کے لیے خاص کر لیتا ہے، اگر لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے تو اسی میں معروف ہو جائیں اور باقی سب کام چھوڑ دیں، جو اسے پہچان لے وہ قرآن اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا چھوڑ دے کیونکہ اس میں اسے زیادہ فضیلت نظر آئے تو اس کی جان کو خطرہ لا حق ہو جائے۔"

حضرت تیجani نے فرمایا: پس سمجھ لو کہ اسم اعظم دنیا اور طالب دنیا کے لاکن نہیں، جس نے اسے جانا اور طلب دنیا کے لیے استعمال کیا تو وہ دنیا اور آخرت میں زیاد کار رہا۔ امام نوویؓ نے "الْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کو اختیار کیا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ اسم اعظم ان تین سورتوں میں ہے: سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران اور سورۃ طہ۔ جبکہ پیر ان پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؓ نے اسم "اللہ" کو اسم اعظم فرمایا ہے۔ (سعادۃ الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۸۶ تا ۸۷ سے ماخوذ)۔

۲۳۷۔ شہاب مقری نے اپنی کتاب "نفح الطیب" میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ اندرس کے ادیب صفوان بن ادریس کی بیٹی جب بالغ ہو گئی تو وہ اس کے نکاح کی تیاری کے لیے عازم مرکش ہوئے اور وہاں کے حکمران کی مدح و ستائش میں قصیدہ لکھا مگر مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ اپنی ناکامی پر غور کیا اور کہا کہ اگر میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے امید رکھتا اور اس کے نبی پاک ﷺ اور آپؐ کے گھر والوں کی مدح کرتا تو اپنے اس نیک عمل کے طفیل حصول مقصد میں کامیاب ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور اس طرف منہمک ہو گیا۔ اس پر حکمران نے بلا بھیجا اور مقصد پوچھا۔ انہوں نے تفصیل سے اپنامدعا بیان کر دیا۔ حکمران نے نقدی اور سامان سے ان کی مدد کی اور بتایا کہ میں یہ سب اس خواب کی تعمیل میں کر رہا ہوں، جس میں مجھے حضور انور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے اور آپؐ نے مجھے تمہاری حاجت براری کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد صفوان بن ادریس ہمیشہ حضور اقدس ﷺ اور آپؐ کے اہل بیت کی مدح و ستائش

میں مشغول رہے اور خوب شہرت حاصل کی۔

۲۲۸۔ عارف باللہ سید محمد عثمان میر غنیٰ خلیفہ سید احمد بن اور لیں فرماتے ہیں کہ ایک رات میں دیکھتا ہوں کہ ایک عالی شان مکان میں حضور اقدس ﷺ کے حضور حاضر ہوں۔ آپ نے مجھے اس رات فرمایا: ”تم میرے محبوب ہو، تم میرے مطلوب ہو، تم میرے مرغوب ہو، اور آپ نے اشارہ بتلایا کہ تمہارے پیروکار ہزاروں سے بڑھ کر ہونگے اور ہوں گے بھی بڑے بڑے مکرم و مقرب اور تمہارے اور ان کے درمیان مریدین کا واسطہ نہ ہو گا۔“

پھر عارف باللہ میر غنیٰ فرماتے ہیں جان لو کہ قریب ترین اور بزرگ ترین راستہ درود شریف ہے بلکہ اس جیسا اور اس سے قریب تر کوئی اور راستہ ہے ہی نہیں، پس اس کے حاصل کرنے میں محنت کیجیے (سعادت الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۶۰۹)۔

۲۲۹۔ سیدی محبی الدین ابن العربيٰ اپنے رسالہ ”مبشرات“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ محمد بن العاص الباجی کی مجلس میں مجھے ایک نیک شخص نے بتایا کہ ہمارے ایک ساتھی نے خواب میں حضور اقدس ﷺ کو دیکھا اور آپ کے چہرہ انور پر تھپٹ مار دیا (العیاذ باللہ)۔ وہ شخص گھبرا کر بیدار ہو گیا اور ہمارے ایک شیخ کے سامنے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا: تو اپنی بیوی سے حرام کرتا ہے۔ خواب دیکھنے والے شخص نے جو غور کیا تو یاد آیا کہ اس نے اپنی بیوی سے طلاق والی قسم اٹھائی تھی اور پھر اسے توڑ دیا تھا، پھر بھی اس سے علیحدگی نہ کی اور تعلقات زن و شو بدستور قائم رکھے۔

۲۵۰۔ ایسا ہی واقعہ ایک اور نیک آدمی کے ساتھ پیش آیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ جس شہر میں رہتا ہے وہاں حضور اقدس ﷺ کی وفات ہو گئی ہے اور اس شہر کے فہمانے آپ کو دفن کر دیا ہے۔ بیدار ہونے کے بعد اس شخص نے تحقیق کی۔ معلوم ہوا کہ حج کے متعلق کسی مسئلے پر بحث ہو رہی ہے۔ ایک فریق واضح احادیث ہونے کے باوجود ممانے سے انکار کرتا ہے اور اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہے۔ خوب خوب تعصب کا مظاہرہ کرتا ہے اور ہم اس رسولی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں (مبشرات از سیدی محبی الدین ابن عربي)۔

۲۵۱۔ حضرت ابن عربی ”فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور نبی پاک ﷺ اور فرشتوں کو دیکھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب ابراہیم بن ہمام الشبلیؓ نے حدیثوں کو مرتب کرنے اور ان پر عمل کرنے کا اہتمام کیا تھا۔ ان کے پاس وہ فہماں بھی کھڑے تھے جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دفن کیا تھا جیسا کہ اوپر کے خواب نمبر ۲۵۰ میں ذکر ہے۔ تو میں نے دیکھا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ ابراہیم بن ہمامؓ کو چوم رہے ہیں، محبت سے ان کو اپنے سینے

سے لگا رہے ہیں اور اپنی محبت کا اظہار فرمائے ہیں (مبشرات از حضرت ابن عربی)۔

۲۵۲۔ حضرت ابن عربیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضور نبی پاک ﷺ کو میت کی صورت میں دیکھا۔ انہیں اشبيلیہ کی جامع مسجد کے ایک حصے میں دفن کیا گیا۔ میں نے جب اس جگہ کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جگہ مغضوبہ ہے اور مالک سے زبردستی بلا قیمت لی گئی ہے (مبشرات از حضرت ابن عربی)۔

۲۵۳۔ حضرت ابن عربیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ وہ امام و محدثؓ، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الفارسیؓ مصنف الحلالی سے معاونت فرمائے ہیں۔ یہ علم حدیث میں امام، عالم اور اس پر عامل تھے۔ ذات اقدس رسول اللہ ﷺ اور ذات ابن حزمؓ کو روشنی نے ڈھانپ رکھا تھا اور اس طرح گھل مل گئے تھے جیسے وہ دونہیں ایک ہی جسم پاک ہے۔ یہ حدیث کی برکت ہے (مبشرات از حضرت ابن عربی)۔

۲۵۴۔ حضرت ابن عربیؓ فرماتے ہیں: حصول علم سے پہلے میرے تمام دوستوں نے مجھے سُب رائے (قیاس) پڑھنے کی ترغیب دی۔ مجھے کچھ پتہ نہ تھا نہ علم حدیث کا نہ قیاس کا۔ میں نے خواب میں دیکھا گویا کھلی فضا میں ہوں اور مسلح لوگ میرے قتل کے درپے ہیں، مجھے بچاؤ کیلئے کوئی پناہ گاہ نہیں مل رہی، میں نے سامنے نیلے پر حضور اقدس ﷺ کو کھڑے دیکھا تو آپؐ کی طرف پکا تو آپؐ نے مجھ پر اپنی چادر چینگی اور مجھے اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا اور فرمایا: ”میرے دوست! میرا دامن تھام لے کر نجح جائے۔“ میں نے ان دشمنوں کی طرف دیکھا تو مجھے ان میں سے کوئی نظر نہ آیا۔ اسی وقت سے میں خدمت حدیث میں مشغول ہوں (مبشرات از حضرت ابن عربی)۔

۲۵۵۔ حضرت ابن عربیؓ فرماتے ہیں کہ تیونس شہر میں شیخ، صالح، عارف عبد العزیز بن ابی بکر قرشی مہدویؓ کے مکان پر مجھے ابوالعباس احمد بن احمد بن ابو داؤد بن علی بن ثابت بن منصور حریری حلقاویؓ نے بتایا کہ انہیں امام کبیر ابوحنیفہؓ سے بڑی عقیدت تھی کیونکہ ان کی رائے اچھی اور ذہن رسائی تھی اسی میں دوسرے ائمہ کی بجائے ان کی طرف مائل تھا۔ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا مگر آپؐ نے مجھ سے کلام نہ فرمایا۔ وجہ پوچھنے کی مجھ میں ہمت نہ ہوئی۔ آپؐ کے پیچھے حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کے نزدیک ائمہ کے مراتب کس طرح ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہمارے ساتھ ملے ہوئے احمد بن ضبل ہیں پھر شافعی پھر مالک پھر ابوحنیفہ۔ ابوالعباسؓ کہتے ہیں مجھے حیرت ہوئی اور معلوم ہوا کہ نجات حدیث کی پیروی میں ہے۔ میں نے یہ بات قاضی عبد الوہاب ازدی سکندری کو

- ۲۵۹۔ میں مکہ مکرمہ میں بتائی تو انہوں نے کہا یہی صحیح ہے۔ (ببشرات از حضرت ابن عربی)۔
- ۲۶۰۔ حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ کمال الدین ابو عمر و عثمان بن ابو عمر والبھری شافعی نے جو حضرت براء بن عازب کی اولاد سے تھے، مجھے مسجد القصی میں بتایا کہ میں نے خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ہر نبی کی آل و جماعت ہوتی ہے اور میری آل و جماعت مومن ہے اور آپ بار بار اس بات کو دہراتے رہے (ببشرات از حضرت ابن عربی)۔
- ۲۶۱۔ حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ کمال الدین ابو عمر و عثمان بن ابو عمر والبھری شافعی نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں یہ فرماتے سنا: ”انبیاء کرام“ اپنی امتوں کو یہ حکم دیتے رہے کہ اضام (بتوں) کی عبادت نہ کریں جبکہ میں نے اپنی امت کو حکم دیا ہے کہ اوٹان (بت، دریا، درخت، سانپ، آگ وغیرہ وغیرہ) کی عبادت نہ کریں (ببشرات از حضرت ابن عربی)۔
- ۲۶۲۔ حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ قرآن مجید کی سورہ نور میں اس طرح آیا ہے ”لَا شَرْقِيَّةٌ وَ لَا غَرْبِيَّةٌ“ (ترجمہ) نے مشرقی نہ مغربی۔ اللہ فرماتا ہے: وہ چراغ روشن کیا جاتا ہے ایک بار بکت درخت زیتون سے آخر تک (سورہ نور کی آیت ۳۵ کا ترجمہ) یہ درخت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے اپنی ذات کو کنایہ درخت فرمایا ہے، اسی لیے اس سے جہتوں کی لفی فرمائی ہے کیونکہ اللہ جہات سے مقید نہیں اور مشرق و مغرب کنایہ ہے اصل اور فرع سے کہ اللہ مادہ اور اصل کا خالق ہے، اگر اللہ کی ذات نہ ہوتی تو مادہ و اصل بھی نہ ہوتے۔ یہ تمام تحریخ ایک طویل سلسلہ کلام میں فرمائی (ببشرات از حضرت ابن عربی)۔
- ۲۶۳۔ حضرت ابن عربی نے ۲۰۳ھ میں حضور اقدس ﷺ کو مکہ مұھارہ میں خواب میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”اس گھر کا طواف کرنے والوں سے کہو کہ وہ جب بھی طواف کریں بعد میں دور کعت نماز ادا کر لیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس نماز سے ایک فرشتہ قائم کرتا ہے جو قیامت تک اللہ کی تعریف کرتا رہتا ہے یا اس کی تسبیح کرتا رہتا ہے۔“ مجھے شک ہو گیا ہے کہ اللہ اکبر اور سبحان اللہ ان دونوں میں سے آپ نے کون سالفظ فرمایا تھا (ببشرات از حضرت ابن عربی)۔
- ۲۶۴۔ حضرت ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ”بے شک تم قبروں میں فتنہ دجال کی طرح یا قریب آزمائے جاؤ گے۔“ پھر قبلہ رخ ہو کر آپ نے اپنی آستینیں چڑھائیں، بازو مبارک عربان ہوئے، مصلابچھا کرو و رکعت نماز پڑھی، میں بھی آپ کی دائیں جانب کھڑا ہو گیا اور دوسری رکعت پالی (ببشرات از حضرت ابن عربی)۔

۲۶۱۔ حضرت ابن عربیؓ نے خواب و بیداری کے درمیان حضور نبی پاک ﷺ کو دیکھا۔ آپؐ کے دست مبارک میں دھوپ نانپے کا آلہ تھا۔ آپؐ نے اسے یہ فرمایا کہ چینک دیا کہ یہ ملعون بدعت ہے، نماز اسی طرح پڑھو جیسے تمہارے لیے شریعت میں مقرر کی گئی ہے (مبشرات از حضرت ابن عربیؓ)۔

۲۶۲۔ حضرت ابن عربیؓ نے خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والملحقات ... ثلاثة قروع۔ (سورہ بقرہ۔ آیت ۲۲۸) (ترجمہ) طلاق والیاں اپنے آپ کو تین قروں تک روکے رکھیں۔

یہاں قروع سے کیا مراد ہے؟ حیض یا طہر؟ کیونکہ یہ لفظ دو متفاہ معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور علمائے اس میں اختلاف کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپؐ کی طرف اتارا ہے اس کی مراد آپؐ بہتر جانتے ہیں۔ اس پر حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "جب اس کا جمع شدہ مواد ختم ہو جائے تو پھر اس پر پانی انڈیلو اور اللہ کے دیے رزق سے کھاؤ۔" میرے دل میں یہ بات آئی کہ آپؐ کی مراد حیض ہے، سو میں نے عرض کیا کہ پھر وہ حیض ہے؟ آپؐ نے پھر وہی بات دھرائی کہ جب اس کا جمع شدہ مواد ختم ہو جائے تو پھر اس پر پانی انڈیلو اور اللہ کے دیے رزق سے کھاؤ۔ میں پھر پوچھتا اور آپؐ پھر وہی جواب فرماتے، تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ حضور انور ﷺ مسکرائے اور مجھے یقین ہو گیا کہ آپؐ کی مراد حیض ہے (مبشرات از حضرت ابن عربیؓ)

۲۶۳۔ اس بشارت سے یہ معلوم ہو گا کہ جو شخص تین طلاقوں زبان سے دے دہا ایک ہو سکتی ہے یا نہیں؟

حضرت ابن عربیؓ نے مکہ مکرمہ میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں باب جیاد اور باب جزوہ کے درمیان دیکھا۔ محمد بن مالک صدفی تسمانی آپؐ کے سامنے صحیح بخاری پڑھ رہے ہیں۔ حضرت ابن عربیؓ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے کہہ تجھے تین طلاقوں اور طلاق دینا نہیں چاہتا یادی نہیں۔ کیا اس کے کہنے کے مطابق یہ تین ہو گئی یا ایک؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: یہ جیسے اس نے کہا تین ہیں۔ حضرت ابن عربیؓ نے عرض کیا: بعض علماء اسے ایک قرار دیتے ہیں؟ فرمایا: انہوں نے وہ کیا جوان تک پہنچا اور انہوں نے اپنی دانست میں نہیک کیا۔ حضرت ابن عربیؓ نے اس پر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اس مسئلے میں اللہ کے نزدیک آپؐ کا صحیح فیصلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے کہنے کے مطابق یہ تین طلاقوں ہیں۔ وہ عورت کسی اور شخص سے نکاح

کرے۔ قربت کرے۔ پھر طلاق اور عدت کے بغیر اس شخص کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اس مجلس میں آپؐ کی بات کو بار بار رد کرنے والا ابليس تھا۔ آپؐ بہت ناراض ہوئے اور آپؐ کے فرمان کو رد کرنے والے سے مخاطب ہو کر زور دار لہجہ میں فرمایا: ”شر مگا ہوں کو حلال کرنا چاہتے ہو؟“ یہ جملہ کئی بار دھرا یا۔ جیسا اس نے کہا یہ تمن ہیں۔ جیسا اس نے کہا یہ تمن ہیں۔ پھر پڑھنے والے نے صحیح بخاری پڑھی۔ جب مجلس کی کارروائی مکمل ہو گئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دونوں دست مبارک انٹھائے اور رکن یمانی کی طرف رخ کر کے یہ دعا مانگی! ”اللہ! ہمیں اچھی بات سناؤ اور ہمیں اچھی بات کی اطلاع دے۔ اے اللہ! ہمیں عافیت عطا فرماؤ را سے ہمارے لیے دائی کر دے۔ اے اللہ! ہمارے دلوں کو پر ہیز گاری پر جمع کر دے اور ہمیں اس بات کی توفیق بخش جو تجھے محبوب و پسند ہو۔“ میرا خیال ہے آپؐ نے سورہ بقرہ کی آخری آیات تلاوت فرمائیں (مبشرات از حضرت ابن عربی)۔

۲۶۳۔ حضرت ابن عربیؓ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ مکرمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک گھر میں ہوں۔ میرے اور آپؐ کے درمیان اس قدر قرب و ملاپ ہے گویا میں آپؐ اور آپؐ میں ہوں۔ مجھے آپؐ کا چھوٹا بیٹا نظر آرہا ہے۔ جن کی اللہ کے یہاں بڑی قدر و منزلت ہے۔ جب نبی پاک ﷺ کے پاس کوئی شخص زیارت کے لیے آتا ہے تو آپؐ اپنے چھوٹے صاحبزادے کو باہر نکالتے ہیں تاکہ لوگ ان سے برکت حاصل کریں۔ ہم بیٹھے تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور انور ﷺ چھوٹے صاحبزادے کے ہمراہ باہر تشریف لائے پھر میری طرف پلٹ کر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے مدینہ منورہ چلنے اور اس کے دو مشرقی حصوں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔“ میں نبی پاک ﷺ سے جدا نہیں ہوتا، میری نظر میں برابر آپؐ پر لگی ہوئی ہیں گویا میں آپؐ کی ذات بن گیا ہوں، نہ میں آپؐ کا عین تھانہ غیر، بس اسی اعتباً میں کہ آپؐ مکہ معظمه کے درمیان تھے، آپؐ نے آسمان سے خیر غظیم (بڑی بھلائی) اترتی دیکھی۔ فرمایا: جبریل! یہ بڑی بھلائی ہے، اس جیسی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا: یہ بڑی بھلائی عرش اعلیٰ سے تہجد گزاروں پر اترتی ہے۔ پھر جبریلؐ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: تو اس قابل کہاں کہ ان میں شامل ہو سکے۔ پھر جبریلؐ نے تہجد گزاروں کی تعریف شروع کر دی جو اللہ کی رضا جوئی کے لیے پڑھتے ہیں۔ میں نے ایسی تعریف کبھی نہیں سنی۔ اللہ کی قسم! حضور اقدس ﷺ ان سب میں اعلیٰ و افضل تھے۔ میں سمجھ گیا کہ جبریلؐ کا درج بالا قول میرے بارے میں تھا یعنی تو اس قابل کہاں کہ ان میں شامل ہو سکے اور پھر میں بیدار ہو گیا (مبشرات از حضرت ابن عربی)۔

۲۶۵۔ حضرت علامہ یوسف نبہانی ابن اسماعیل نبہانی قدس سرہ، کو چند مشاہدات اور خواب میں حضرت رسول مقبول ﷺ کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا۔ ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے:-

فرماتے ہیں ۱۳۰۳ھ میں جب میں لاذقیہ میں وزیر انصاف تھا تو میں نے ان الفاظ میں درود شریف پڑھا: "اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ وَ عَلٰى جَسَدِهِ فِي الْأَجْسَادِ وَ عَلٰى قَبْرِهِ فِي الْقُبُورِ وَ عَلٰى أَلٰهٖ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمٌ۔" (ترجمہ) الہی روحوں میں سے ہمارے آقا محمد ﷺ کی روح پر اور جسموں میں سے آپ کے جسم پر اور قبروں میں سے آپ کی قبر پر درود وسلام بھیج اور آپ کی آل واصحاب پر۔

میں اس وقت سورہ تھا۔ میں نے کامل چودھویں کا چاند زمین کے قریب دیکھا۔ میرے اور اس کے درمیان تقریباً بیس ہاتھ کا فاصلہ تھا کہ میں نے اس میں ایک انتہائی خوبصورت چہرہ دیکھا جس کے تمام خدوخال بالکل صاف تھے۔ وہ میری طرف اور میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مجھے قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ ملاقات کا یہ وقت نہایت مختصر ہے۔ میں نے سوچا کوئی عزیز تر چیز آپ سے مانگوں، چنانچہ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے ایمان پر خاتمہ مانگتا ہوں۔ یہ بات میں نے کئی بار دھرائی مگر آپ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا البتہ یہ بات (اطمینان بخش) تھی کہ میری طرف آپ نظر کرم سے دیکھ رہے تھے، پھر چاند کی روشنی ذات اقدس ﷺ کے چہرہ انور پر آہستہ آہستہ غالب آگئی، یہاں تک کہ ذات اقدس ﷺ بالکل غائب ہو گئی اور صرف چاندرہ گیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا (سعادة الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۳۲ تا ۵۳۳)۔

۲۶۶۔ حضرت علامہ نبہانی فرماتے ہیں کہ میں نے ماہ جمادی الاولی ۱۳۱۶ھ کو خواب میں دیکھا گویا میں حیات ظاہری میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو رہا ہوں، شاید مدینہ منورہ ہے، آپ سوئے ہوئے ہیں اور آپ کا چہرہ مبارک کھلا ہوا ہے اور میں قریب بیٹھ کر آپ کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا ہوں جبکہ میرے پیچھے دو تین آدمی اور بھی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد حضور انور ﷺ اٹھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے جو اسی مکان میں ایک اوپنجی جگہ رکھی ہوئی تھی۔ میں سب سے پہلے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کا دایاں ہاتھ پکڑ کر اسے بار بار بو سے دیئے، پھر پاؤں کی طرف ہو گیا اور کئی بار ان کے بھی بو سے لیے، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: تم جنت میں جاؤ گے اور اس بات کو آپ نے کسی چیز سے مشروط نہ فرمایا۔ پھر آپ نے مجھے ایک شخص کی وجہ سے عتاب فرمایا جس نے مجھ سے کچھ رقم مانگی تھی۔ میں نے

نبی پاک ﷺ سے محدثت کی کہ اس وقت میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہ تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ کے دوستوں نے اس شخص کو کچھ نہ دینے کو ناپسند کیا ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو نبیوں، ولیوں بلکہ تمام کائنات کے سردار ہیں، میں چاہتا ہوں کہ وہ تمام حضرات آپ کے صدقے مجھ سے راضی ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی راضی نہ ہو اور پھر راضی ہو جائے۔ میں نیند سے بیدار ہوا تو اس قدر خوش تھا کہ کیفیت بیان سے باہر ہے۔ میں نے حضور اقدس ﷺ کو خالص سفید رنگ میں دیکھا جس میں سرخی نہ تھی۔ باقی اوصاف وہی دیکھے جو باب شامل میں آپ کے صحابہ کرام سے مردی ہیں۔ (سعادت الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۳۵ تا ۵۳۲)۔

۲۶۔ مذکورہ بالاخواب کے قریباً پانچ ماہ بعد علامہ یوسف مہانیؒ نے نماز فجر سے ذرا پہلے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے آپ کے سامنے دو قلمیں دیکھیں، ایک صحیح اور مکمل جب کہ دوسری کچھ ٹوٹی ہوئی، جس کا اکثر حصہ بے کار تھا اور وہ شیز ہی بھی تھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ ٹوٹا ہوا قلم آپ کے کس کام کا؟ لہذا میں حاصل کرلوں تاکہ اسے اپنی قبر میں رکھنے کی وصیت کر جاؤں اور میری نجات کا سامان بھی ہو جائے، مگر شرم کے مارے کھل کر مانگ نہ سکا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہی آپ کی حیات ظاہری میں آپ کا قلم تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں! مگر اس سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ اپنا یہ قلم مجھے عطا فرمادیں تاکہ قبر میں میرے ہمراہ دفن کیا جائے۔ آپ نے اس انداز سے مجھے فرمایا گویا قلم مجھے عنایت فرمادیا ہے کہ تم تو شیخ سعید میں دفن کیے جاؤ گے۔ اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ (سعادت الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۳۷ تا ۵۳۶)۔

میں نے اس مشاہدے کو اپنے ایک چھ دوست سے بیان کیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ شیخ سعید تم خود ہو اور نبی کریم ﷺ کی طرف سے یہ اشارہ ہے کہ جس طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود حضور انور ﷺ کے جوتے مبارک کی خدمت کر کے سعادت مند ہو گئے، تم آپ کے نعلیین شریف کے نقشے کی خدمت کر کے سعادت مند ہو۔ میں اس تعبیر سے بہت خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کو چکر دے۔

ہذا مثال نعالہ صلی اللہ علیہ وآلہ

۲۶۸۔ علامہ یوسف مہانیؒ فرماتے ہیں کہ میں کچھ دنیوی امور کی خاطر کچھ غیر متی اور غیر صالح بڑے لوگوں کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ اس بنابری مجھے کچھ پریشانی رہتی تھی اور ڈر تا تھا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو پسند نہیں۔ دل میں اس کے جائز ہونے کی یہ دلیل

پکڑتا کہ نبی کریم ﷺ جب طائف سے واپس ہوئے تو مکہ مکرمہ میں آپؐ کے خاندان والوں نے آپؐ کے ساتھ نامناسب سلوک کیا اگر مطعم بن عدی نے آپؐ کی حمایت کی اور پناہ دی۔ کے اسی میں ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ مکہ معظمہ کے نواح میں ایک بلند جگہ پر ہوں اور حضور اقدس ﷺ ایک بلند جگہ سے پاپیادہ شہر میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپؐ کے پیچھے ایک اور شخص چلا آرہا ہے۔ میرے اور آپؐ کے درمیان قریباد و سو قدم کا فاصلہ ہے۔ آپؐ طواف کعبہ کے لیے مسجد حرام کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے آپؐ کی اس قدر بہادری پر تعجب ہو رہا تھا کہ اہل مکہ آپؐ کے شدید ترین مخالف ہیں اور آپؐ دلیری سے جا رہے ہیں، پھر میں بیدار ہو گیا اور یہ بات یاد آئی کہ یہ حالت نبی پاک ﷺ کے اپنے غلام زید بن حارثؓ کے ہمراہ مکہ میں داخلے کی ہے اور طائف سے آپؐ اسی حال میں مکہ مکرمہ کی طرف لوٹے تھے۔ اس سے مجھے بڑا اعتقاد و اعتبار حاصل ہوا۔ (سعادت الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۲۸ تا ۵۳۲)۔

۲۶۹۔ میری بیوی صفیہ بنت محمد بیگ السجعان الیروتیہ، پچی عورتوں میں سے ہے۔ آج تک میں نے اس سے جھوٹ نہیں سن۔ ۲۳ رمضان کے اسی بروز بده مکمل طہارت کی حالت میں وہ سو گئی۔ ہمارے پاس دو عمدہ جدید ترین چراغ تھے، جن میں زیتون کا تیل استعمال ہوتا تھا۔ میرے سونے کے کمرے والا چراغ روشن تھا لیکن جس کمرے میں میری بیوی نے خواب میں مجھے بیخدا دیکھا اس کمرے کا چراغ روشن نہ تھا۔ بیوی نے مجھ سے کہا میں اسے روشن کر دوں مگر میں نے کوئی جواب نہ دیا، پھر میں نے جواب نہیں ہاں! آواز بالکل میری آواز کی طرح بہت خوبصورت تھی۔ اس پر میں نے غور سے اپنے آپ کو دیکھا تو محسوس ہوا کہ میں، میں نہیں اور میری بیوی نے میری جگہ ایک اور انسان دیکھا جس کے سر پر کڑھائی شدہ ٹوپی ہے جیسی صوفیا پہنتے ہیں۔ بڑی خوبصورت، خوشبودار اور سرخ ریشم سے کڑھائی کی ہوئی، اس پر شال، ٹوپی نے پیشانی اور آنکھوں کو چھپا رکھا ہے، اس نے باقی سرخ رنگ کا چہرہ اور سیاہ داڑھی دیکھی۔ اچانک کسی نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میری بیوی نے کمرے کو نور سے پر دیکھا جو چھت تک روشنی سے بھرا ہوا تھا جبکہ چراغ میں روشنی نہ تھی، پس اسے یقین ہو گیا کہ یہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا نور ہے۔ اس پر ہیبت کی بنا پر عاجزی و انکساری کی کیفیت طاری ہو گئی اور اسی حال میں اس کی آنکھ کھل گئی۔ (سعادت الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۳۸ تا ۵۳۹)۔

۲۷۰۔ ادیب آفندی (مقیم بیروت) نے تین سال ہوئے متعدد لوگوں کو یہ بات بتائی کہ اس نے اس دوران حضور نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ کے ارد گرد لوگ جمع تھے اور آپؐ نے فرمایا: شیخ یوسف نیہانی جنت میں موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے دوستوں میں سے

ہیں۔ مجھے یہ بات کسی اور ذریعے سے پہنچی، پھر اس نے مجھے دیکھا اور لفظ بلطف یہی بات مجھ سے کہی۔ میں نے لفظ شیخ کے بارے میں دوبارہ پوچھا تو اس نے تاکید سے کہا کہ یہی الفاظ میں نے حضور اقدس ﷺ سے خواب میں سنے ہیں۔ اللہ پروردگار عالمیان کا شکر ہے (سعادت الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۲۹)۔

۱۷۲۔ داؤد آنندی ابو غزالہ نابلسی ایک نہایت نیک اور پارسا بزرگ ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کو بکثرت دیکھنے کے لیے مشہور ہیں۔ تقریباً ایک سال پہلے انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے جامع اموی دمشق (شام) میں حضور نبی پاک ﷺ کو دیکھا۔ آپؐ کے پاس بہت سے لوگ تھے اور ان تمام لوگوں میں سے انہوں نے مجھے (علامہ یوسف مہماں) حضور اکرم ﷺ کے قریب تر دیکھا (سعادت الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۳۹ تا ۵۵۰)۔

۱۷۳۔ علامہ یوسف مہماںؒ فرماتے ہیں: تقریباً سات سال ہوئے میں نے خواب دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہوں اور میرے چاروں طرف لوگ ہیں۔ میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ تمام لوگ جو نبی اکرم ﷺ کی شان بیان کرتے اور تعریف کرتے ہیں وہ تمام اس سلسلے میں آپؐ ہی سے مدد حاصل کرتے ہیں، پس نبی پاک ﷺ خود ہی اپنی ستائش کرتے ہیں اور وہی اپنے احوال و اوصاف پر کتابیں مرتب فرمانے والے ہیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ میری اس بات پر لوگوں کو تعجب ہوا ہے لہذا میں نے پوری قوت سے اس بات کو ڈھرا ناشر و ع کر دیا یہاں تک کہ خواب سے بیدار ہو گیا (سعادت الدارین صفحہ ۵۵۰)۔

۱۷۴۔ علامہ یوسف مہماںؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے نعلین شریفین کا نقشہ شائع کیا تو خواب دیکھا کہ منگل کے دن ۱۵ شعبان ۱۳۱۳ھ بعد نماز فجر برہی راستے سے سفرج پر چل پڑا ہوں۔ پھر میں نے پھر دل سے تعمیر شدہ ایک مزار دیکھا جس کے اندر ایک پتھر پر حضور ﷺ کے قدم مبارک کا نشان تھا۔ جسے اسی لیے وہاں نصب کیا گیا تھا کہ لوگ اس کی زیارت کریں اور اس سے برکت حاصل کریں۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ مزار تو میں نے ہی تعمیر کیا ہے، پس میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا: ”اہمی! میں تیری بارگاہ میں اس نشان والے (ﷺ) کا وسیلہ پکڑتا ہوں کہ مجھے حج مقبول نصیب فرم۔“ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ نعلین شریفین کا یہ نقشہ درست ہے اور حضور انور ﷺ کے اصلی نعلین شریفین کے مطابق ہے (سعادت الدارین صفحہ ۵۵۰)۔

۱۷۵۔ علامہ یوسف مہماںؒ فرماتے ہیں کہ ۱۳۱۳ھ میں خواب دیکھا کہ ایک جماعت کے سامنے میں یہ مسئلہ بیان کر رہا ہوں کہ ساری کائنات حضور انور ﷺ سے کس طرح تمام نیکیوں

میں مدد حاصل کرتی ہے۔ میں اس کی مثال اس بڑے حوض سے دے رہا ہوں جو بیروت شہر کے باہر ہے، جس میں نہر کا پانی جمع کیا جاتا ہے اور پھر چھوٹے بڑے پانچوں کے ذریعے وہ شہر کے مختلف علاقوں میں گھر گھر سپلائی کیا جاتا ہے۔ میں نے ان سے کہا: ”بے شک نبی پاک ﷺ کا فضل و کرم ہی وہ بڑا حوض ہے جس میں نہر کا پانی جمع ہوتا ہے اور وہاں سے لوگوں میں تقسیم ہوتا ہے، پس آپؐ ہی اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ہرنعمت کا واسطہ ہیں، پہلے حق تعالیٰ اس کا فیضان آپؐ پر کرتا ہے اور پھر آپؐ کی طرف سے مخلوق کو حاصل ہوتا ہے۔“ اسی مضمون کو میں نے اپنے قصیدہ ہمزیہ میں بیان کیا ہے۔ (سعادت الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۵)۔

۲۷۵۔ ابن الی طیب الفقیر نے کہا میں دس سال بہرا رہا، جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو منبر اور قبر انور کے درمیان سو گیا تو خواب میں مجھے حضور اقدس ﷺ کی زیارت با برکت نصیب ہوئی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپؐ کی شفاعت کا طلب گار ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ”جو میرے لیے ”اوسلیۃ“ مانگے اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگی“ پھر آپؐ نے فرمایا: ”عافاک اللہ“ (اللہ تجھے معاف فرمائے)۔ کہتے ہیں: حضور اکرم ﷺ کے فرمان ”عافاک اللہ“ کی برکت سے میرا بہرا پن دور ہو گیا (شرف المصطفیٰ ”از امام ابو سعید واعظ نیشاپوری“) (التعیر از امام ابو سعید واعظ نیشاپوری)۔

۲۷۶۔ حضرت ابن سیرین کے پاس ایک نیک شخص آیا جو سخت پریشان تھا۔ اس نے کہا: رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ حضور انور ﷺ کے چہرہ اقدس پر پاؤں رکھ دیا ہے۔ حضرت ابن سیرین نے یہ سن کر فرمایا: رات سوتے وقت تم نے موزے پہنے ہوئے تھے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ان کو اتارو۔ اس نے اتار دیئے تو دیکھا کہ ایک پاؤں کے نیچے درہم ہے جس پر ”محمد رسول اللہ“ کا نقش ہے (التعیر از امام ابو سعید واعظ نیشاپوری)۔

۲۷۷۔ ریثا رڈسر کاری افسر جناب ضیاء اللہ خان نیازی نے ایک مرتبہ حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانوی سے درخواست کی کہ مجھے کوئی وظیفہ بتائیں جس کا میں ورد کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: ایک کاپی اور پنسل لے کر آئیں میں لکھ دوں گا۔ یہ کاپی اور پنسل لے کر پہنچے تو حضرت صوفی صاحب نے نہایت خوبصورت انداز میں ایک درود پاک تحریر فرمادی اور ہدایت کی کہ روزانہ پابندی کے ساتھ کم از کم پانچ مرتبہ اسے ضرور لکھا کریں، اگر زیادہ مرتبہ لکھ سکیں تو اور اچھا ہے، اسے معمولی وظیفہ نہ سمجھیں یہ بہت بڑا وظیفہ ہے۔ مزید فرمایا: ایک پیڈا چھپوں اور لکھتے رہو۔ ایک روز فرمایا: ہمارے ایک دوست تھے ہم نے انہیں وظیفہ بتایا جس پر انہوں نے عمل کیا۔ ایک مرتبہ وہ وضو کر رہے تھے کہ حضور اقدس ﷺ نے بے نفس نفیس

انہیں اپنی زیارت کرادی (نیازی صاحب نے اس ہدایت پر عمل کیا اور فائدہ حاصل کیا) (حضرت صوفی برکت علی پرمون ڈا بجست۔ لاہور کی چوتھی خصوصی اشاعت۔ دسمبر ۱۹۹۷ء۔ صفحہ ۸۳)۔

میرے ایک دوست نے ایک نہایت پیچیدہ مقدمے میں کامیابی کیلئے میرے کہنے پر ایک لاکھ مرتبہ "اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ" لکھا اور کامیاب ہوئے۔ واقعی یہ ایک نہایت مبارک عمل ہے۔ اس عمل کے کرنے والے کی وفات کے بعد بھی درود شریف والے وہ کاغذ جب تک محفوظ رہیں گے فرشتے اس کی طرف سے درود شریف بھیجتے رہیں گے، جس کا اس کو آخرت میں بھی فائدہ حاصل ہو گا۔ چپڑی اور دودو، دنیا میں بھی فائدہ آخرت میں بھی فائدہ، اس چھوٹی سی درود شریف کو نہایت معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی اپنے حالات کے مطابق ایک خاص تعداد مقرر کر کے روزانہ لکھتا رہے، برسوں اور لاکھوں بار لکھے اور ان کا پیوں کو محفوظ رکھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہی فائدہ ہے (از جانب مصنف کتاب ہذا)۔

۲۷۸۔ گردے جنہیں سہنسی کہا جاتا تھا جنگلوں میں حرام جانور شکار کر کے ان کا گوشت اور مردار کھاتے اور مردے جلاتے تھے۔ ان کا تعلق راجپوت برادری سے ہے۔ حضرت صوفی محمد برکت علی لدھیانوی کی تبلیغ کی برکت سے یہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان نو مسلموں کے نمبردار محمد یوسف کی بیوی نے ایک رات خواب دیکھا کہ لوگوں کا جم غیر ہے اور ایک بزرگ گھوڑے پر سوار آئے ہیں۔ خواب میں اس نے دوسری عورتوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہیں۔ یہ سن کروہ آگے بڑھی اور اپنی بخشش کے لیے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھا کرو۔ نمبردار محمد یوسف کا کہنا ہے کہ تب سے ہم با قاعدگی سے نماز او کرتے ہیں، اللہ کا ہم پر بہت کرم ہے۔ مسلمان ہونے کے بعد ہم کو قلبی سکون حاصل ہے بلکہ ہم میں سے جو بھی مسلمان ہونے کے بعد مرد ہوا وہ اس طرح مرا جیسے پا گل کتا مرتا ہے (مون ڈا بجست کی چوتھی خصوصی اشاعت۔ دسمبر ۱۹۹۷ء۔ صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۴ سے ماخوذ)۔

۲۷۹۔ گذشتہ دنوں خواب دیکھا کہ مسجد نبوی (علی صاحبہا صلواتہ وسلاماً) کے اندر اصحاب صفة اپنے چبوترے پر تشریف فرمادریں دین اور علمی مباحثت میں مشغول ہیں۔ میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں، پھر وہاں سے اٹھ کر چند قدم ہی چلتا ہوں تو حضور انور ﷺ کو جلوہ افروز پاتا ہوں، آپ کو اپنی طرف متوجہ پا کر میں خوشی و انبساط سے جھوم جاتا ہوں اور ایک لمحہ صالح کیے بغیر آپ کو مخاطب کر کے عرض کرتا ہوں: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کا غلام اور عاشق ہوں، تمام زندگی میں نے آپ سے محبت کی ہے اور میرا سب کچھ آپ ہی تو

ہیں۔ جو جذبات و خیالات میری زبان پر آتے رہے میں جلدی جلدی ان کا اظہار کرتا رہا مبادا یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے۔ اس تمام دورانی میں حضور اقدس ﷺ خوش ہو کر خاموشی سے میری باتوں کو سنتے رہے اور سر مبارک تصدیقا ہلاتے رہے، جب میرے الفاظ کا بے ساختہ بہاؤ رک گیا تو آپ نے تبسم فرمایا اور اس کے ساتھ ہی میرا خواب بھی ختم ہو گیا۔ میری آنکھ کھل گئی اور خواب کی ایک ایک کیفیت میرے لیے گراں بہادر مائیہ افتخار بن گئی۔ لاتعداد مرتبہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، کر رہا ہوں اور کرتا رہا ہوں گا کہ یہ میرے لیے ایک انمول خزانہ ہے (انتخاب نعت۔ حصہ اول مؤلف عبد الغفور قمر۔ صفحہ ۲۳)۔ (یہ خواب مجھے کرنل محمد امیر الدین صاحب، ڈیپنس سوسائٹی، لاہور کینٹ نے عطا فرمایا، جسے میں شکر یہ کے ساتھ شامل کر رہا ہوں)۔

۲۸۰۔ مفتی عبدالحمید صاحب نقشبندی مجددی لدھیانوی ایک عابد اور صالح بزرگ ہیں، جنہوں نے ۱۹۲۵ء میں ملتان سے مجھے اس مضمون کا خط بھیجا کہ حضرت علامہ محمد نور بخش توکلی قدس سرہ، مصنف سیرت رسول عربی ﷺ کے وصال کو قریباً ایک ماہ گذر چکا تھا۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت علامہ ایک نہایت ہی خوبصورت معطر باغ میں ایک سہری تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ حضرت یہ سرفرازی آپ کو کیسے حاصل ہوئی؟ تو ارشاد فرمایا: ”مفتی صاحب یہ انعام مجھے کتاب“ سیرت رسول عربی ﷺ تحریر کرنے کی وجہ سے ملا ہے۔“ (حضرت علامہ کا وصال ۱۲ جمادی الاول ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۲۵ء کو ہوا تھا)۔ یہ خط چودھری محمد سلیمان نوری توکلی، سجادہ نشین آستانہ نوریہ کے نام آیا تھا (سیرت رسول عربی از علامہ نور بخش توکلی۔ صفحہ ۷)۔ (یہ خواب مجھے شیخ سلیم اختر صاحب نے لاہور چھاؤنی سے بھیجا تھا جس کے لیے میں ان کا شکر گزار ہوں)۔

۲۸۱۔ ایک رئیس آدمی بیمار ہو گیا۔ اس نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے فرمایا: ”اگر تم اپنی بیماری سے شفا چاہتے ہو تو ”لاولا“ پر عمل کرو۔“ بیدار ہو کر اس نے حضرت سفیان ثوریؓ کی خدمت میں دس ہزار درہم بھیج کے غریبوں میں تقسیم کر دیں اور اس خواب کی تعبیر بتا دیں۔ انہوں نے فرمایا: ”لاولا“ سے مراد زیتون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کی تعریف میں فرمایا ہے: زَيْتُونَةٌ لَا شَرْقِيَّةٌ وَ لَا غَرْبِيَّةٌ (سورہ نور۔ آیت ۳۵) (ترجمہ) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف۔ اس شخص نے زیتون کا بطور دوا استعمال کیا تو اسے شفا حاصل ہو گئی (سعادت الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۲ تا ۵۲)۔

۲۸۲۔ قاری ابوالوفا ہرودی کا بیان ہے کہ ۱۳۶۷ھ میں علاقہ فرغانہ میں میں نے حضور اقدس

علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ غصے میں تھے اور آپؐ نے فرمایا: تم قرآن کریم ان لوگوں کے سامنے پڑھتے ہو جو گفتگو میں مصروف رہتے ہیں اور تمہاری قرات سنتے ہی نہیں (میں بادشاہ کے دربار میں تلاوت قرآن کیا کرتا تھا جبکہ وہ لوگ بجائے قرآن سننے کے اپنی باتوں میں مشغول رہتے تھے)۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد نہ پڑھنا، ہاں! جتنا اللہ چاہے۔ اس کے بعد چار مہینے میں نے زبان بند رکھی۔ جب مجھے ضرورت ہوتی تو پرچے پر لکھ دیتا، پھر محدثین و فقہاء نے جمع ہو کر فتویٰ دیا کہ میں کلام کر سکتا ہوں (سعادۃ الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۲۷)۔

۲۸۳۔ قاری ہر دی فرماتے ہیں کہ چار ماہ بعد میں نے حضور نبی پاک علیہ السلام کو پھر خواب میں دیکھا۔ آپؐ کا چہرہ انور خوشی سے دمک رہا تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم نے توبہ کر لی؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ (علیہ السلام)! فرمایا: جو توبہ کر لے اللہ اس پر متوجہ ہو جاتا ہے، اپنی زبان باہر نکالو۔ پھر آپؐ نے اپنی انگشت شہادت سے میری زبان کو چھووا اور فرمایا: جب لوگوں میں موجود ہو تو نہ ہر نہ ہر کر قرآن پڑھا کرو تاکہ وہ غور سے کلام اللہ سن سکیں۔ جب میں بیدار ہوا تو اللہ کے فضل و کرم سے میری زبان کھل چکی تھی (سعادۃ الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۲۷)۔

۲۸۴۔ مراد ک نامی ایک بصری کا کہنا ہے کہ میں نے اہوز کے ایک امیر کے ہاتھ ہاتھی دانت فروخت کیا اور اس کی قیمت وصول کرنے کے لیے میں اس کے پاس آتا جاتا تھا۔ ایک روز اس نے ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی دی۔ اس کی وجہت کی وجہ سے میں اسے جواب نہ دے سکا اور خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ رات اسی غم والم کی حالت میں سو گیا۔ تو خواب میں حضرت رسول اللہ علیہ السلام کو دیکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ (علیہ السلام)! فلاں شخص نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی ہے۔ فرمایا: اسے میرے پاس لاو۔ میں اسے کچھ کر آپؐ کی خدمت میں لے آیا تو فرمایا: اسے لٹادو اور ذبح کر دو۔ اس کو ذبح کرنا میرے لیے بہت بڑا مسئلہ بن گیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (علیہ السلام)! اسے ذبح کر دوں؟ فرمایا: ذبح کر دو۔ یہاں تک کہ آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ میں نے اس کی گردن پر چھری چلا دی اور اسے قتل کر دیا۔ صحیح بیدار ہوا تو سوچا کہ اس کے پاس جا کر فیصلت کروں اور حضرت رسول اللہ علیہ السلام کی طرف سے جو کچھ میں نے دیکھا ہے اسے بتا دوں۔ میں چل پڑا، جب اس کے مکان کے پاس پہنچا تو شور و غل سا، تب مجھے بتایا گیا کہ وہ شخص رات کو مر گیا ہے (سعادۃ الدارین حصہ دوم۔ صفحہ ۵۲۸-۵۲۹)۔

۲۸۵۔ حضرت ابراہیم تمہور خان المعروف قزار کافی عرصہ حر میں شریفین میں مقیم رہے،

پھر مستقل قاہرہ آبے تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سید الکل علیہ السلام کی زیارت کی، آپ کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، تشریف فرماتھے اور آپ فرمائے تھے: ”اے علی! لکھ دیں کہ سلامتی اور صحت تہائی میں ہے۔“ کئی مرتبہ حضور اقدس علیہ السلام نے یہ فقرہ دہرایا، اسی بناء پر حضرت ابراہیم تہائی پسند ہو گئے تھے۔ ۲۰۲۶ء میں قاہرہ میں وصال فرمایا اور نظامیہ کے سامنے باب الوزیر کے قبرستان میں دفن ہوئے (جامع کرامات اولیا حصہ دوم از علامہ یوسف بیہانی۔ صفحہ ۱۲۹)۔

۲۸۶۔ حضرت ابراہیم لقانی مصری مالکی ”کی بہت سی کرامات اور تالیفات ہیں۔ ایک مرتبہ مشہور واعظ شیخ علامہ حجازی آپ کے درس میں آکر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: آپ تشریف رکھیں یا تشریف لے جائیں۔ انہوں نے جواب دیا: ایک ساعت صبر فرمائیے۔ ایک ساعت کے بعد کہا: اے ابراہیم! اللہ کریم جل مجده کی قسم! میں صرف اس لیے آپ کے درس میں رک کر کھڑا ہو گیا تھا کہ حضور شفیع المذنبین علیہ السلام آپ کا درس سن رہے تھے۔ حج سے واپس آتے ہوئے ۲۰۳۱ء میں مصری قافلے کے راستے پر عقبہ ابلہ کے قریب فوت ہو کر وہیں دفن ہوئے (جامع کرامات اولیا حصہ دوم۔ صفحہ ۱۳۰)۔

۲۸۷۔ حضرت ابو بکر بن محمد بن عمران ”عالم، فقیہہ اور صوفی تھے۔ ایک شخص نے حضور امام الانبیاء علیہ السلام کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے اسے ارشاد فرمایا کہ ”جو شخص فقیہہ ابو بکر کے قدم چوئے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ حضرت شیخ صالح محمد مودن کہا کرتے تھے کہ جس گاؤں سے فقیہہ ابو بکر گذر جائیں تو وہاں کے لوگوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ آپ کی ولایت اور عظمت شان پر اس دور کے لوگ متحدو متفق تھے۔ بقول مناوی ”آپ کا وصال لا یہ ہے میں ہوا (جامع کرامات اولیا، حصہ دوم۔ صفحہ ۱۷۱)۔

۲۸۸۔ حضرت ابوالخیر التینماتی المغربي ”بڑی شان کے ولی تھے۔ بقول مناوی تعمیمات مشرق میں ایک گاؤں کا نام ہے جس کی نسبت سے آپ کو تینماتی کہا جاتا ہے۔ آپ کا وصال قریب ۲۳۲۰ء میں ہوا اور حضرت ذوالنون مصری ”کے قریب منارہ ویلیمیہ کے پہلو میں مسلم سلمی کی تربت کے دروازے کے قریب قرافہ (مصر) میں دفن ہوئے۔ آپ کے روپے کی تعمیر فخر فاری نے کرائی۔ مروی ہے کہ آپ نے حضور اقدس علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو وہاں عمارت بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جو کوئی یہاں دور کعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملک اور دوسری رکعت میں سورہ دہر پڑھے اور اپنی حاجت کا سوال کرے تو حاجت ضرور پوری ہو گی۔ آپ کا معبد حضرت ذوالنون مصری ”کے بال مقابل ہے (جامع

کرامات اولیٰ حصہ دوم۔ صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۰۔

۲۸۹۔ حضرت ابوالرجال عظمائے ملت میں شامل ہیں۔ دمشق کے قریب منین نامی گاؤں کے باسی تھے۔ شیخ صدر الدین بن وکیل جیسے اپنے وقت کے رئیس جن کا انتقال ۱۷۴۰ء میں ہوا آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کے وصال کے بعد لوگوں نے آپ کی بیوی سے آپ کے مخفی حال کی بابت پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضور سید کل علیہ السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کئی بار بطور مہمان آپ کے پاس تشریف لائے تھے (جامع کرامات اولیٰ حصہ دوم۔ صفحہ ۲۱۱)۔

۲۹۰۔ ایک مرد صالح اس نیت سے عراق گیا کہ سیاحت بھی ہو جائے گی اور مشائخ سے بھی مل لوں گا۔ ایک شہر جس میں آثار قدیمہ تھے، وہاں سو گیا تو ہاتھ نے آواز دی کہ تمہارے پہلو میں دیوار کے ساتھ مخفی خزانہ ہے جس کا کوئی وارث ہے نہ مالک، اسے لے لو اور خرچ کرو۔ جاگا تو دیکھا کہ پہلو میں ایک لاٹھی پڑی ہے، اس نے لاٹھی کی مدد سے وہ جگہ کھو دی تو ایک کپڑے میں بند ہے پانچ سو دینار ملے۔ وہ وہاں سے چلا یہ سوچتا ہوا کچھ دکانیں خرید لوں گا اور کچھ فقراء پر خرچ کر دوں گا۔ اسے اسی قسم کے خیالات آتے رہے کہ رات اسے حضور اقدس علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ آپ نے اسے سلام کے بعد فرمایا: ”اے فقیر! ارادہ اور پھر دنیا کی طلب زیادہ۔ یہ دونوں چیزیں لاٹھی نہیں ہو سکتیں۔“ پھر آپ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملالیا اور فرمایا کہ تیہ سب جو تیرے پاس ہے، لے کر شیخ ابوالعباس جوشاداب جزیرے کا رہنے والا ہے لیکن آج کل بغداد کی فلاں مسجد میں ہے، وہیں خواب سے بیدار ہو کر اس نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر بغداد کے لیے روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر تمام رقم شیخ کے حوالہ کی اور پورا واقعہ کہہ سنایا۔ انہوں نے کہا: آپ کو کب میرے پاس آنے کو فرمایا تھا؟ میں نے کہا: آج سات دن ہو گئے ہیں۔ مجھ سے کہنے لگے: بیٹا! تم نے سات راتیں پہلے حضور نبی کریم علیہ السلام کی زیارت کی تھی اور مجھے اسی رات آپ نے زیارت خشی اور فرمایا: جب تمہارے پاس فقیر آئے تو اس کے پاس کچھ امانت ہے وہ قبول کر لینا اور اسے جیسے چاہو خرچ کرنا۔“ پھر کہا بیٹا! آج سات دن ہو چکے ہیں اور ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں، ایک آدمی کا ہم پر قرض ہے وہ بھی تقاضا کر رہا ہے اور یہ فاقہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں دور کر دیا۔ ان کے اصرار پر میں تین دن ان کے پاس مختبرا اور پھر واپس چلا آیا (روض الریاضین از امام یافی)۔

۲۹۱۔ ابن ابی الورد فرماتے ہیں کہ میں نے حضور شفیع المذنبین علیہ السلام کی خواب میں زیارت کی اور عرض کیا کہ حضرت امام احمد بن حبلؑ کی شان و مقام کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”ابھی مویٰ علیہ السلام آپ کے پاس آ رہے ہیں ان سے دریافت کرنا۔“ پھر حضرت

موئی علیہ اسلام آگئے۔ میں نے ان سے حضرت امام احمدؓ کا مرتبہ پوچھا۔ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ان کی بختی اور تکلیف سے آزمائش کی گئی اور انہیں سچا پایا گیا، پس صد یقین میں شامل کر لیے گئے ہیں (جامع کرامات اولیٰ حصہ دوم۔ صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸)۔

۲۹۲۔ حضرت احمد بن یحییٰ جلاّ کو جلا اس لیے کہتے ہیں کہ جب وہ گفتگو کرتے تھے تو دلوں کو جلا اور روشنی ملتی تھی۔ اصلاً بغدادی تھے لیکن رہائش رملہ میں تھی۔ حضرت ذوالنون مصریؒ وغیرہ سے فیض پایا اور آپ کے جسم میں لفظ اللہ کی طرح رگیں ابھری ہوئی تھیں۔ ۲۹۳۔ میں جب وصال ہوا تو نہلانے والے پر ہنسنے لگے، پس آپ کو زندہ سمجھ کر کوئی غسل دینے کی جرأت نہ کرتا تھا، آخر ایک ہم عصر اور ہمسر نے آپ کو غسل دیا۔ خود ارشاد فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ میں فاقہ کی حالت میں تھا۔ حضور انور علیہ السلام کے روضہ اطہر پر پہنچ کر سلام عرض کیا اور کہا کہ میں آپؐ کا مہمان ہوں۔ پھر مجھے نیند آگئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور عرش وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روٹی مجھے عنایت فرمائی۔ میں نے ابھی آدمی کھائی تھی کہ آنکھ کھل گئی جبکہ باقی نصف میرے ہاتھ میں موجود تھی (جامع کرامات اولیٰ حصہ دوم۔ صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۴)۔

۲۹۴۔ فتح الطیب کے مصنف علامہ مقری فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن یوسف حسنؓ نے حضور نبی کریم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ (علیہ السلام)! آپؐ کی رائے سبتوں کے متعلق کیا ہے؟ کیونکہ میں خود ان کے لیے اچھی رائے نہ رکھتا تھا۔ حضور اقدس علیہ السلام نے جاں بخش تبسم کے بعد فرمایا: وہ سبق (آگے نکل جانے والے لوگ) میں شامل ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (علیہ السلام)! میرے لیے مزید وضاحت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا کہ وہ برق (بجلی) کی طرح پل صراط سے گذر جائے گا۔ صحیح جب میں گھر سے نکلا تو حضرت شیدی ابوالعباس احمد بن جعفر سبتو خرزجی مغربیؓ مجھے ملے اور فرمایا: بخدا! جو تم نے خواب میں دیکھا اور سنائے مجھے جب تک نہیں بتاؤ گے میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ میں نے انہیں ساری بات بتا دی تو وہ زور سے بولے: "کلمة الصفا من المصطفى علیہ السلام" (صفائی کا حکم المصطفے علیہ السلام کی طرف سے)۔

آپ کی ولادت ۵۲۳ھ میں سبتو کے مقام پر ہوئی اور وصال ۶۰۱ھ میں مر اکش میں ہوا۔ آپ سر اکش کے باہر دفن ہوئے اور آپ کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے (فتح الطیب)۔

۲۹۵۔ حضرت احمد بن سعود بن شدار مقری موصیٰ حنفیؓ عالم، عابد اور زاہد تھے۔ امام ابن عربیؓ نے آپ کے تعریف کی ہے اور یہ واقعہ بیان کیا جو خود انہوں نے مجھے ۶۰۱ھ میں سنایا تھا۔ میں نے حضور اقدس علیہ السلام کی خواب میں زیارت کی اور آپؐ سے دریافت کیا: یا

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! شترنج کا کیا حکم ہے؟ ارشاد ہوا: حلال ہے (خواب دیکھنے والے ختنے تھے)۔ میں نے عرض کیا: نہ (ایرانی بادشاہ کا ایجاد کردہ ایک کھیل) کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: حرام ہے۔ میں نے عرض کیا: غنا (قوالی وغیرہ کے اشعار گانے کے طور پر ہنا) فرمایا: حلال ہے۔ میں نے عرض کیا: شابہ (مرنار کی ایک قسم۔ پنجابی میں تو تی) کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: حرام ہے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے لیے دعا فرمائیں کیونکہ مجھے کچھ ضرورت لاحق ہے۔ آپ نے دعا فرمائی: اللہ تعالیٰ مجھے ایک ہزار دینار عطا فرمائے اور ہر دینار چار در ہموم کا ہو۔ میں جاگ گیا۔ مجھے ملک ناصر صلاح الدین بن یوسف بن ایوب نے کسی کام کے لئے بلایا، جب میں واپس ہونے لگا تو مجھے چار ہزار در ہموم دینے کا حکم دیا (جامع کرامات اولیا حصہ دوم۔ صفحہ ۳۲۲)۔

۲۹۵۔ حضرت ابوالعباس احمد بن علی بونی ”بڑے مشائخ میں شامل، صاحب انوار و اسرار تھے۔ آپ نے مشہور المعرف نامی کتاب چار جلدیں میں تحریر فرمائی گئی۔ اس کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس میں باطنی علوم، خواص اسماء، عملیات اور تعویذات پر اس طرح بحث فرمائی ہے کہ نااہل کچھ نہ سمجھ سکے مثلاً عمل ایک جگہ لکھا مگر شرائط کی اور مقام پر لکھ دیں۔ سمجھنے والے سمجھ گئے مگر نا سمجھ آپ کی بات تک نہ پہنچ سکے۔ اہل دل اور محققین کے لئے یہ کتاب خاصے کی چیز ہے کیونکہ تمام علوم مخفیہ پر سیر حاصل بحث اس میں موجود ہے۔ (مگر پاکستان میں جوار و ترجمہ شائع ہوا ہے اس میں بے شمار اغلاط ہیں۔ مصنف کتاب ہذا)۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی الشفیعین علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور آپ سے اہم خلوت دریافت کیے تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ سات اسماء ہیں: یا اللہ، یا حسین، یا قیوم، یا ذالجلال والا کرام، یا نہایۃ النہایات، یا نور الانوار اور یا روح الارواح۔ فرمایا: جب خلوت میں شہوانی و سادوس آئیں تو وضو کر کے توجہ کے ساتھ ”یا حادی“ کا ذکر کرو، خواہش طعام ہو تو با وضو ”یاقوی“ پڑھیں، اگر تجھ دستی ہو تو با وضو ”یافتح“ کا ورد کیا جائے، اگر زیادہ فکر ہو تو با وضو ”یالطیف“ کا ورد کیا جائے، اگر نفسانی و سادوس اور شیطانی خیالات کی بھرمار ہو تو ”یا ذالقوۃ“ کی کثرت کی جائے، اگر کوئی معاملہ در پیش ہو اور اس سے غم و اندوہ آجائے تو ”یا باسط“ کا ورد کیا جائے۔ بقول علامہ مناوی آپ کا وصال ۶۲۲ھ میں ہوا (مشہور المعرف)۔

۲۹۶۔ سیدی حضرت احمد بدریؒ غوث کبیر اور قطب شہیر ہیں۔ حضرت ابراہیم متبولؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت رسول اعظم ﷺ نے فرمایا کہ اولیائے مصر میں محمد بن اوریس (امام شافعیؒ) کے بعد ان سے بڑا کوئی مفتی نہیں، اس کے بعد نفسہ کا نمبر ہے، اس کے بعد

شرف الدین کر دی اور اس کے بعد منوفی ہے۔ حضرت احمد بدریؒ کی کرامات بے حد و حساب ہیں۔ آپ کا وصال ۱۹۴۵ء میں مصر میں ہوا (جامع کرامات اولیٰ حصہ دوم۔ صفحہ ۳۲۱)۔ ۲۹۷۔ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو شروع ہونے والی پاک بھارت جنگ میں جو سترہ دن جاری رہی پاکستان نے اپنے سے دس گناہوی فوج کو عبرتاک لٹکست دی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ حضور اقدس ﷺ اور بزرگان دین کی روحانی امداد تھی، جس سے بھارتی فوج اپنی کثرت کے باوجود محروم تھی۔ اس زمانے میں ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور نے لکھا تھا:

شر قپور سے ایک عزیز دوست بیان کرتے ہیں کہ دوران جنگ ایک رات مجھے خواب میں حضرت میاں شیر محمد شر قپوریؒ کی زیارت ہوئی۔ آپ کا لباس گرد آلود اور ہاتھ قدرے میلے تھے۔ میں نے پوچھا: حضرت اس وقت کوئی مصروفیت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ محاذ پر جہاد جاری ہے اور مجاہدین کی اعانت فرض ہے۔

قصور کے ایک صاحب ہر ہفتے حضرت خواجہ ہجویری (داتا نجخ بخش) کے مزار پر انوار پر حاضری دیا کرتے تھے۔ پاک بھارت جنگ کے دوران حسب معمول حاضری دی مگر کوشش بسیار کے باوجود صاحب مزار سے توجہ نہ مل سکی، پس تین دن وہیں قیام کیا۔ آخری رات چند لمحات کے لیے زیارت نصیب ہوئی تو حضرتؒ نے فرمایا: محاذ پر مصروف تھا کیونکہ حضور انور ﷺ کے فرمان کے مطابق تمام بزرگان دین پاکستان کی سرحدوں پر متعین کیے گئے ہیں اور پاکستان کی حفاظت کے لیے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ واقعہ بھی اسی زمانے میں ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور میں شائع ہوا تھا۔

ہزار ہا واقعات و مشاہدات ہیں جن سے ارواح کی طاقت و قوت کا پتہ چلتا ہے۔ شیخ ابوالعباس حضرتؒ نے سیدی احمد بن زروقؒ جو دیار مغرب کے بہت بڑے فقہاء علماء و مشائخ میں سے ہیں، دریافت کیا کہ زندہ کی امداد قوی ہوتی ہے یا فوت شدہ کی؟ آپ نے فرمایا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زندہ کی امداد قوی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ فوت شدہ آدمی کی امداد قوی تر ہے۔ شیخ ابوالعباسؒ نے تصدیق کی کہ واقعی ایسا ہی ہے کیونکہ فوت ہونے کے بعد وہ حضور حق تعالیٰ میں ہوتا ہے (دعوت ارواح از فقیر محمد ارشد قادری سروری۔ صفحہ ۲۰۸)۔

۲۹۸۔ شیخ ابوالمسعودؒ سے منقول ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد حضور اقدس ﷺ سے مصافحہ کرتے تھے۔ (اعلیٰ اللمعات جلد ثالث۔ صفحہ ۶۳۰)۔

۲۹۹۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ عالم بیداری میں حضور سرور کائنات ﷺ کے حضور پہلی مرتبہ شرف باریابی کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں: ایک مرتبہ بچپن میں ایک

و جیہہ بار عب نورانی شخص گھوڑے پر سوار میرے سامنے آئے اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پچھے گھوڑے پر بٹھالیا اور ایڈی لگا کر اسے اڑا دیا۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں اور مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ”میں علی ابن ابی طالب ہوں اور تمہیں بزم سرور کائنات ﷺ میں پیش کرنے کے لیے جا رہا ہوں کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے تمہیں یاد کیا ہے۔“ تھوڑی ہی دیر بعد مجھے سرور عالم ﷺ کے دربار پر انوار میں پیش کر دیا گیا۔ اس وقت وہاں آپؐ کے علاوہ جملہ انبیاء و مرسیین، تمام صحابہؓ کبار خصوصاً چاریار، حضرات حسین کریمین اور حضرت شاہ محبی الدین عبد القادر جیلانی موجود تھے۔ آنحضرت ﷺ آفتاب عالمتاب کی طرح کری صدارت پر جلوہ افروز تھے اور باقی خاصاں اور پاکان بارگاہ نظام شمسی کی طرح آپؐ کے ارد گرد اپنے اپنے مخصوص مقام پر جلوہ گرتے تھے۔ حضور انور ﷺ اس فقیر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور مجھے گود میں لے کر سب حاضرین مجلس سے یوں گوہر فشاں ہوئے کہ یہ فقیر با ہو ہمار انوری حضوری فرزند ہے، پھر سب حاضرین مجلس سے اس فقیر کو روشناس فرمایا اور خصوصاً چاریارؓ نے مجھے باری باری گود میں بٹھایا۔ حضرات حسینؓ اور پیر ان پیر شاہ عبد القادر جیلانیؓ نے کمال شفقت اور محبت پدرانہ کا اظہار فرمایا اور اپنی توجہ و فیض سے مشرف و سرفراز فرمایا (سلطان الاوراد۔ صفحہ ۲۰۶)۔

۳۰۰۔ سلطان العارفین حضرت سلطان با ہو فرماتے ہیں کہ دوسری مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہؓ نے دست گیری فرمائی کہ ایک دن مجھے حضور سرور کائنات ﷺ کی بزم خاص میں حاضر کیا۔ حضور انور ﷺ نے محتشم ہو کر اپنا دست مبارک اس فقیر کی طرف بڑھایا اور ارشاد فرمایا: ”خذیدی یا ولدی“ (یعنی اے میرے فرزند میرا ہاتھ پکڑ) چنانچہ اس فقیر نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور آپؐ کے پاک ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیا۔ اس وقت حضور اقدس ﷺ نے اس فقیر کو خاص طور پر دست بیعت فرمائی اپنی توجہ اور نگاہ خاص سے سرفراز فرمایا۔ بعدہ میرا ہاتھ غوث صمدانی حضرت محبی الدین شاہ عبد القادر جیلانی قدس سرہؓ کے ہاتھ میں دے کر انہیں خطاب فرمایا کہ یہ ہمارا خاص نوری حضوری فرزند فقیر با ہو ہے، اسے آپؐ اپنے طریقے میں تلقین و ارشاد فرمائیں، چنانچہ آپؐ نے بھی تلقین و ارشاد فرمائی اپنے باطنی فیض سے مجھے مالا مال فرمایا۔ بعدہ جملہ انبیاء و مرسیین اور اصحاب کبارؓ، خصوصاً چاریارؓ، حضرات حسینؓ اور جملہ اولیا کا میٹنؓ نے باری باری اس فقیر کو سینے سے لگایا اور اپنے اپنے فیض سے مشرف فرمایا۔ آخر میں حضرت سرور کائنات ﷺ نے مجھے سے فرمایا کہ اے فرزند با ہو! خلق خدا کے ساتھ امداد کر، آخری زمانے میں بے مرشد اور بے پیر بھولے بھکے طالبوں کی

رہنمائی کر (سلطان الاوراد صفحہ ۲۰)۔

۳۰۱۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے خواب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! سماع جس میں ہم راتوں کو حاضر ہوتے ہیں اور کبھی اس میں حرکتیں بھی پیدا ہوتی ہیں، اس بارے میں آپؐ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: "اے قرآن مجید سے شروع کر کے قرآن مجید پر ہی ختم کیا کرو۔"

حضرت امام عبد اللہ بن اسعد یافعیؓ فرماتے ہیں "شیوخ کے سماع کا ذکر سن کر کوئی جاہل دھوکا نہ کھائے اور یہ خیال نہ کرے کہ سماع ہر ایک کے لیے جائز ہے۔ نہیں نہیں! بلکہ یہ تو محض ان حضرات کے لیے ہے جن کو حق سبحانہ تعالیٰ کا شوق غالب ہو، جن سے خواہشاتِ نفسانی اور صفاتِ ذمیمہ صاف ہو چکی ہوں اور جو اہل حال کی صفات سے متصف ہوں (روض الریاحین فی حکایات الصالحین از امام عبد اللہ بن اسعد یافعیؓ)۔ سماع صرف ان کے لیے جائز ہے جنہوں نے ریاضت سے نفس کا علاج کر لیا ہو، خیالات اور دل کو زہریلی آفتوں سے پاک کر لیا ہو اور اسے اسماء و صفات کا عرفان ہو چکا ہو۔

۳۰۲۔ حضرت محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوریؓ (ریاست جے پور۔ بھارت) جن کا وصال ۱۹۲۹ء میں ہوا، فرماتے ہیں: حج کے لئے روانہ ہونے سے پہلے مجھے تقریباً ایک سو چالیس مرتبہ حضور سرور کائنات ﷺ کی زیارت ہو چکی تھی۔ ان میں سے چند خواب جو مدینہ منورہ میں دیکھے بیان کرتا ہوں:- اول مرتبہ یہ دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کی طرف سے بطور مہماں نوازی میرے سامنے دستر خوان بچھایا گیا، اس پر دور و ثیاں اور ایک رکابی سالم رکھا گیا اور ایک صراحی میں سخنڈاپانی مع گلاس رکھا گیا (فتح الحریم فی مبشرات رسول الشقلینؓ از حضرت محمد ہدایت علی نقشبندی جے پوریؓ صفحہ ۲۸)۔

۳۰۳۔ ایک روز آفتاب نکلنے سے پہلے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ناشتے کے لیے ایک پیالے میں چائے عنایت کی گئی، اس میں بسکٹ یا ڈبل روٹی کے چھوٹے چھوٹے ملکڑے پڑے تھے، جب مجھے افاقہ ہوا تو میرامنہ اس قدر میٹھا تھا کہ بیان نہیں کر سکتا، اور چائے کی خوشبو سے میرا دماغِ معطر تھا اور جس جگہ میں بیٹھا تھا وہ جگہ دور تک خوشبو سے بسی تھی، کئی دن وہاں سے خوشبو آتی رہی اور ایک عرصے تک میرامنہ مٹھا س اور خوشبو سے معطر رہا (فتح الحریم فی مبشرات رسول الشقلینؓ صفحہ ۲۸)۔

۳۰۴۔ حضرت محمد ہدایت علی نقشبندی جے پوریؓ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضور انور ﷺ روضہ اطہر کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں اور کئی انبیاء علیہم السلام نہایت ادب سے

آپ کے پیچے پیچے تشریف لے جا رہے ہیں (فتح الہر مین فی بشرات رسول الشقلین)۔

۳۰۵۔ حضرت محمد ہدایت علی نقشبندیؒ پوری لکھتے ہیں کہ ایک حاجی کو بھوک نے ستیا اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں بھوکا ہوں اور آپؐ کا مہمان ہوں۔ اسی وقت اس پر نیند طاری ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: ہاں! تم ہمارے مہمان ہو، اور دو دیشیاں اور ایک لوٹے میں سخنڈ اپانی عنایت کیا اور ارشاد فرمایا: کھاؤ۔ چنانچہ اس نے ایک روٹی کھائی اور پانی پیا، جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک روٹی بھی ہوئی ہاتھ میں ہے اور پینے کے بعد بچا ہوا پانی لوٹے میں موجود ہے (فتح الہر مین فی بشرات رسول الشقلین۔ صفحہ ۵۵)

۳۰۶۔ ہلال بن الحسن (م ۲۳۵ھ) پہلے صابی نہ ہب رکھتے تھے۔ تو سال کی عمر پانی جس میں آدمی کفر اور آدمی ایمان کی حالت میں گزاری۔ حالت کفر میں انہوں نے بہت سے شیوخ سے احادیث سنیں اور علم و ادب سیکھا۔ محقق ابن جوزیؓ ان کے ایمان لانے کا واقعہ اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ ہلال نے بیان کیا کہ ۲۹۹ھ میں خواب میں حضور اقدس ﷺ کی قیام گاہ پر تشریف لائے۔ سخت جاڑے کا موسم تھا اور پانی جم گیا تھا۔ میں نے جب پہلی مرتبہ حضور انور ﷺ کو دیکھا تو خوف سے لرز گیا۔ آپؐ نے فرمایا: ڈرومٹ میں رسول اللہ ﷺ ہوں۔ آپؐ مجھے مکان کی نالی پر لے گئے، وہاں مٹی کا مشکار پڑا ہوا تھا۔ فرمایا: جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے اسی طرح وضو کرو۔ پانی جما ہوا تھا لہذا میں نے مشکار پڑا ہوا تھا اور اس میں سے اتنا پانی لے لیا جتنے سے اپنا چہرہ، بازو اور پیر دھو سکوں۔ پھر حضور انور ﷺ چبوترے پر کھڑے ہو گئے اور مجھے کھینچ کر اپنے پہلو میں کر لیا۔ آپؐ نے نماز پڑھی، نماز میں سورہ فاتحہ اور نصر پڑھی، اور رکوع و سجده کیا۔ میں بھی آپؐ کے ساتھ اسی طرح کرتا گیا، پھر کھڑے ہو کر دوسری رکعت پڑھی۔ سلام پھیر کر مجھ سے فرمایا: تم تو علمند، پڑھے لکھے آدمی ہو، اللہ تعالیٰ تم سے بھلائی کرنا چاہتا ہے، پھر تم اسلام کیوں نہیں لاتے؟ حالانکہ اس کی صداقت پر دلائل قائم ہو چکے ہیں، تم کفر پر کیوں قائم ہو؟ ہاتھ نکالو اور مجھ سے مصافحہ کرو۔ میں نے آپؐ کو اپنا ہاتھ دیا اور آپؐ نے عربی میں فرمایا: جس کا اردو ترجمہ چیش کیا جاتا ہے: میں نے اپنے چہرے کو اللہ کے سامنے جھکا دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً اللہ ایک ہے، بے نیاز ہے، اس کا کوئی ساتھی اور بیٹا نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور دلائل و ہدایت کے ساتھ اس کے رسول ہیں۔ میں نے یہ الفاظ دہرائے، پھر حضور انور ﷺ اٹھ گئے اور میں بھی ساتھ ہی اٹھ گیا۔ کیا دلائل کی کچھ جو تھے پر کھڑا ہوں۔ میں نے خوف اور گھبرائی سے اس قدر

چیخنا چلانا شروع کیا کہ گھر والے جاگ اٹھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ میں نے اپنے والد کو سارا قصہ کہہ سنایا۔ انہوں نے مسکرا کر فرمایا: جا سو جا، صحیح بات کریں گے۔ ہم نے منکار دیکھا تو اس کے ٹوٹنے کی وجہ سے برف اور ہر بکھری پڑی تھی۔ میرے والد نے کہا، بیٹا! یہ سچا خواب ہے، اچھی بشارت ہے مگر اسے ابھی ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ ایک شریعت سے دوسری شریعت میں جانے کے لیے کچھ تیاری اور ساز و سامان کی ضرورت ہوتی ہے۔ تمہیں جس عقیدے کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہی عقیدہ رکھو، میں بھی یہی عقیدہ رکھتا ہوں اور اپنی نماز اور دعا اس مذہب کے مطابق رکھو۔ پھر یہ خبر لوگوں میں پھیل گئی اور اس پر کچھ عرصہ گذر گیا (حیات جاوداں) (البدایۃ والنھایۃ)۔

۳۰۷۔ ہلال بن الحسن صابی فرماتے ہیں میں نے دوسری مرتبہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ دریائے دجلہ کے کنارے تشریف فرمائیں۔ میں نے آپؐ کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: تو نے جو قول و قرار مجھ سے کیا تھا پورا نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے پورا تو کیا ہے۔ کیا میرا عقیدہ وہی نہیں جس کا آپؐ نے حکم فرمایا تھا اور کیا میں نے اپنی نماز اسی کے مطابق ادا نہیں کی؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! ابھی تمہارے دل میں شک باقی ہے۔ اس کے بعد آپؐ مجھے گھاث والی مسجد کے دروازے پر لے گئے۔ وہاں ایک خراسانی لیٹا تھا جس کا پیٹ استقا (ایک بیماری) کی وجہ سے تو بڑے کی طرح پھولا ہوا تھا اور اس کے ہاتھوں اور پاؤں پر درم تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے پیٹ پر اپنادست مبارک پھیرا اور کچھ پڑھا تو وہ فوراً تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ کے حکم کی تصدیق کیا خوب اور آپؐ کے افعال کیا معجز نہیں۔ پھر میری آنکھ کھل گئی (حیات جاوداں) (البدایۃ والنھایۃ)۔

۳۰۸۔ ہلال بن الحسن صابی نے ۳۰۳ھ میں تیری مرتبہ حضور انور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ اس خیسے کے دروازے پر تیار کھڑے ہیں جس میں میں تھا۔ زین پر بیٹھے بیٹھے آپؐ جھکے اور مجھے اپنا چہرہ انور دکھایا۔ میں نے انھ کر رکاب بوی کی، پھر میں نے آپؐ کے لیے تکیہ رکھ دیا، آپؐ گھوڑے کی پیٹھ سے اتر کر اس پر بیٹھ گئے اور مجھ سے فرمایا: میں کب تک تمہیں ایسی بات کا حکم دیتا رہوں گا جس میں تمہاری بھلانی ہے اور تم کب تک توقف کرتے رہو گے؟ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا میں اس کے مطابق عمل نہیں کرتا؟ آپؐ نے فرمایا: صحیک ہے مگر ظاہر خراب ہو تو باطن کا کوئی فائدہ نہیں، اگر تمہیں کسی اور بات کا لحاظ ہے تو یاد رکھو اللہ کا لحاظ رکھنا بہت بہتر ہے، ابھی انہو اور جیسا تمہیں کرنا چاہیے ویسا ہی کرو، اب

اس کے خلاف نہ کرنا۔ میں ے عرض کیا: بسر و چشم۔ بیدار ہو کر میں حمام میں گیا اور مسجد میں جا کر نماز ادا کی (حیات جاوداں) (البداية والنهاية)۔

۳۰۹۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ہلال بن الحسن نے قرآن مجید لکھنے کا ارادہ کیا۔ ایک شخص نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا: ”اس نو مسلم سے کہہ دو کہ تم نے جو قرآن لکھنے کا ارادہ کیا ہے تو ایسا ہی کرو، اس سے تمہارے اسلام کی تکمیل ہوگی (البداية والنهاية ۱۲:۰۷) (حیات جاوداں صفحہ ۱۸۲۔ بحوالہ المنشظم لا بن جوزی ۸:۷۱)۔

۳۱۰۔ حافظ ابن کثیرؓ نے بھی ہلال بن الحسن صاحبی کے ایمان لانے کا واقعہ مختصرًا بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے انہیں خواب میں کئی معجزے دکھائے، جنھیں بیدار ہونے پر دیکھا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے ان سے کہا کہ تمہاری بیوی حاملہ ہے، وہ لڑکا جنے گی، اس کا نام محمد رکھنا۔ مورخین اس محمد کو عرس النعمۃ کہہ کر پکارتے تھے کیونکہ یہ حضور اقدس ﷺ کے انعام کے طور پر لگایا ہوا پوادا تھا۔

۳۱۱۔ ایک درولیش اپنے ابتدائے ارادت کا ذکر فرماتے ہیں کہ میں ایک شیخ کی خدمت میں گیا، وہ مجھ سے کام کرتے اور میں خوش ہو کر کرتا تھا۔ ایک روز فقراء کے لیے گوشت لانے کا حکم دیا۔ میں قصائی کے پاس گیا، گوشت خریدا اور ایک برتن میں لے کر جوں ہی چلنے کے لیے مڑا تو ایک شخص، جو سامان سے لد ایک گھوڑا ہاں کر لارہا تھا، نے مجھے گھونسamar اور میں قصاص کے باڑے کی ایک بیخ سے سخت زخمی ہو گیا۔ قصاص جوں ہی میری مرہم پٹی سے فارغ ہوا تو گھوڑے والا وہی شخص اپنے تین ساتھیوں کو لیے آن پہنچا اور کہا میرا بُوہ کم ہوا ہے جس میں دس دینار تھے۔ وہ لوگ مجھے اور قصاص کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لے گئے اور کہا کہ انہوں نے ہمارا بُوہ چرایا ہے۔ اس پر کوتوال نے ہمیں کوڑے لگوائے۔ جس برتن میں میں نے گوشت لیا تھا اتفاق سے بُوہ بھی اس میں سے مل گیا، پس کوتوال نے میرا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ تیل گرم کیا جانے لگا۔ لوگوں کی بھیڑ لگ گئی اور سب نے مجھے خوب مارا مگر میں صبر کیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیے رہا۔ ایک سپاہی نے مجھے چورڈا کو کہتے ہوئے زور سے جھکا دیا۔ جس سے میں منہ کے بل زمین پر جاگرا۔ عین اس وقت مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ قبسم فرماتے ہوئے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں ابھی سیدھا کھڑا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ میری تمام پریشانیاں دور ہو گئیں کیونکہ اسی وقت کسی پکار نے والے نے پکارا کہ لوگو! جسے تم نے پکڑا ہے وہ تو شیخ کا خادم ہے۔ یہ سنتے ہی لوگ مجھے دیکھنے لگے اور کہا: لا حول ولا قوة الا بالله الاعلی العظیم۔ اس کے بعد کوتوال سمیتا سب نے مجھے سے محفوظ مانگی۔ بُوہ والا بھی گریہ،

زاری کرنے لگا تو میں نے سب کو جواب دیا: اللہ میری اور آپ کی مغفرت فرمائے، یہ ایک امتحان تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بنوے کی رقم اور گھوڑے پر لدا ہوا سامان شیخ ہی کے لیے تھا۔ جب میں گوشت لے کر خانقاہ میں پہنچا اور شیخ کو تمام قصہ سنایا تو انہوں نے فرمایا: ”جس نے صبر کیا کامیاب ہو گیا۔ اے فرزند! فقراء کے ساتھ میں تیری حالت دیکھ رہا تھا کیونکہ اس کا مجھے پہلے سے علم ہو گیا تھا۔“ نیز فرمایا: ”یہ واقعہ راہ طریقت میں تیرے کامل ہونے کا ذریعہ بن گیا ہے، اب توجہاں چاہے سفر کر۔“ (روض الریاحین)۔

۳۱۲۔ تحقیقات چشتی از نور احمد چشتی۔ صفحہ نسخہ قدیم ۲۵۹۔ صفحہ اشاعت جدید ۲۸۶۔ الفیض، لاہور میں ایک تاریخی واقعہ اس طرح محفوظ ہے:-

اورنگ زیب عالمگیر نے قتل دار اشکوہ سے فراغت پائی تو ایک روز خلافے حضرت ملا شاہ[ؒ] کے ایک فقیر کے پاس آ کر طنز اکھنے لگا: میاں میر! تمہارے کلاں پیر کا مقولہ تھا کہ دارا شکوہ تخت آرائے سلطنت ہو گا۔ اب اس کی شاہی کہاں گئی؟“ یہ سن کر وہ فقیر بولا کہ ”ہمارے پیر میاں میر نے یہ بات دارا شکوہ کو نہیں فرمائی تھی کہ تو بادشاہ ہندوستان کا بادشاہ ہو گا بلکہ یہ کہا تھا کہ ”تو بادشاہ ہو گا“ یعنی بادشاہ ملک باطنی ہو گا، پس اگر تو اس کے حال کو دیکھنا چاہتا ہے تو آنکھیں بند کر لے۔“ اورنگ زیب عالمگیر نے جب آنکھیں بند کیں تو کیا دیکھتا ہے کہ جانب سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سواری باتزک واختشام آتی ہے۔ آپؐ کی دائیں جانب حضرت امام حسنؑ اور بائیں جانب حضرت امام حسینؑ، جانب دارا شکوہ کا ہاتھ حضرت امام حسینؑ کے ہاتھ میں ہے اور بے چجل تمام پارکا ب سواری سوار چلا جاتا ہے اور سب حاضرین ہمراہی سواری کہتے ہیں: ”دارا شکوہ شہید شاہ بہشت ہوا۔“ اور اپنے آپ کو (اورنگ زیب) دیکھتا ہے کہ لب سڑک بہ لباس حلال خوراں (خاکروباں) میلے (غلاظت۔ کچرے) کی ٹوکری سر پر اٹھائے ہوئے کھڑا ہے۔ عالمگیر نے جب یہ حال پیچشم باطن دیکھا تو بہت نادم ہوا اور آنکھیں کھول دیں۔ بعد ازاں اس فقیر روشن ضمیر نے فرمایا: ”یہ ٹوکری میلے کی جو تو نے سر پر رکھی ہے دنیا کا جاہ و جلال ہے، خدا نے اس بلا بے بد سے دارا شکوہ کو بچالیا اور تو نے اپنی خواہش سے یہ میلے کی ٹوکری اپنے سر پر اٹھائی، دنیا چند روزہ ہے، آخر فتا ہو گا اور دارا شکوہ ”شاہ بہشت ہوا،“ ہمارے پیر میاں میرؐ نے جو فرمایا سوچ فرمایا۔“ (اورنگ زیب عالمگیر نے جو نیک کام کیے وہ دفتر حق میں لکھے ہیں اور جو مظالم ڈھائے وہ بھی مرقوم ہیں)۔

۳۱۳۔ ۱۹۵۴ء کو جہاز جمہوریہ مصر سے واپس کراچی لوٹا، گوتکان بہت تھی لیکن دوسرے دن ہی دفتر میں حاضری دی کیونکہ دفتر سے چھٹیاں بلا تنخواہ ملی تھیں۔ غالباً ۲۸

اگست کو صبح نعت پڑھنے کے لیے ریڈ یو اسٹیشن گیا اور سٹوڈیو نمبر ۲ میں بیٹھ گیا۔ مولانا عبد الجبار صاحب درس کلام پاک دے رہے تھے، جوں ہی ان کا درس ختم ہوا میں نے نعت شروع کی جس کا مطلع یہ ہے:

وَ صَدْ شُكْرَ كَهْ پُورَا ہوا ارْمَانْ مدِينَةِ
مِنْ پُڑھ رہا تھا اور خود اپنی آواز اور کیف میں کھویا ہوا تھا کہ یکایک میری نگاہ اٹھی، سامنے ششے کے بو تھے میں ان جھیل کے پاس مولانا عبد الجبار صاحب کھڑے ہوئے مجھے سن رہے تھے، جب میری نعت ختم ہوئی تو مولانا سٹوڈیو کا دروازہ کھول کر روتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور مجھ سے لپٹ گئے۔ وہ بھی رو رہے تھے اور میں بھی رو رہا تھا۔ آنے کو تو واپس آگیا تھا مگر کیف حضوری کی یاد، مدینہ طیبہ کے اُن پر سکون اور با برکات لمحات کا خیال ہمہ وقت ساتھ تھا۔ اگلے حج اور زیارت کے لیے بے چین تھا لیکن تھا وہی بے مائیگی کا سوال۔ ربع الاول شریف کا چاند ہو گیا تو میلاد النبیؐ کے جلسے شہر میں شروع ہو گئے اور میری مصروفیت کا یہ عالم ہو گیا کہ ایک رات میں آٹھ آٹھ جگہ پڑھنے جانا پڑتا تھا۔ اس کثرت کے باعث سینے پر زور پڑ گیا اور مجھے خون آنا شروع ہو گیا، صاحب فراش ہوا اور انجلشن لگے۔ بحمد اللہ! اچھا ہو گیا لیکن کھانسی زکام اور نزلے نے پیچھانہ چھوڑا، اضمحلال اور کمزوری بھی بڑھ گئی اور بخار سار ہنے لگا۔ حکماء صاحبان سے رجوع کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اسی عالم میں دفتری فرائض بھی پورے کرنا پڑتا تھا۔ بلا تنخواہ چھٹیاں لینے کی سکت مجھ میں نہ تھی۔ دن گزرتے گئے یہاں تک کہ اخبارات میں اعلان ہوا کہ حج کے لیے درخواستیں صرف ۳ مارچ سے اما�چ تک لی جائیں گی۔ دل بہت بے چین ہوا لیکن کرتا تو کیا کرتا اللہ اور اس کے حبیبؐ کے سہارے خاموش بیٹھا رہا اس لیے کہ کسی سے سوال کرنا میرے بس کی بات نہ تھی، تیری تاریخ گزر گئی، چوتھی گزر گئی، یہاں تک کہ دس (۱۰) تاریخیں گزر گئیں۔ اماارچ کو حسب معمول دفتر پہنچا تو میں نے اپنے ساتھی میر حابد علی سے کہا:

”میر صاحب! اب کی شاید سر کاڑ کے وہاں کی حاضری مقدر میں نہیں ہے۔“

یکایک ٹیلیفون کی تھنٹی بھی، کرم بالائے کرم ہو گیا، میں نے رسیور انٹھایا اور ایک آواز آئی:

”میں بہرہ اد صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

میں نے کہا: ”میں بہرہ اد بول رہا ہوں۔“

آواز آئی: ”کیا آپ کی نشتوں کا انتظام ہو گیا؟“

میں نے کہا: ”ابھی تک تو نہیں!“

آواز آئی: ”میں..... ہوں (مجھے نام بتانے کی اجازت نہیں) آپ برائے کرم فوراً میرے پاس آجائیے، دو حضرات نے مجھے پانچ سو (۵۰۰) کی رقم آپ کے واسطے بھجوادی ہے اور درخواست کے ساتھ یہ رقم داخل ہونا ضروری ہے لہذا آپ عرضی دے دیجئے۔ آگے اللہ مالک ہے۔“

اس وقت میری جیب میں کل تین روپے تھے۔ میں عالم شوق میں دفتر سے بغیر کہے سنبھالے باہر نکلا۔ گھری دیکھی پونے بارہ کا عمل تھا۔ نیو ٹاؤن سے تین بجے آخری ڈاک سے اگر عرضی نہ گئی تو قرعہ اندازی میں شریک نہ ہونے کا دھڑکا تھا۔ میں نے فوراً موڑ سائیکل رکشا پکڑا اور ان محسن کے گھر روانہ ہو گیا۔ اللہ ان کو خوش رکھے۔ وہ بے حد محبت اور خلوص سے ملے اور میری جانب دو فارم بڑھاتے ہوئے بولے: ”مولانا! یہ فارم جلدی سے بھر دیجیے، جب تک میں چپر اسی کے ہاتھ پانچ سو کی رقم ڈاکخانہ بھیج کر رسید منگواتا ہوں تاکہ رسید کے نمبر بھی فارم میں درج کر دیے جائیں۔“ آپ یقین جانیں فارم بھرتے وقت میر اسرا جسم کا ناپ رہا تھا۔ ان غریب نے اپنے پاس سے سوا چھروپے منی آرڈرفیس کے چپر اسی کو دیئے اور روانہ کر دیا۔ میں فارموں کی خانہ بھری کے بعد چائے پی رہا تھا کہ چپر اسی آگیا۔ رسید کے نمبروں کے اندر راج کے بعد میں کھڑا ہوا تو انہوں نے چار روپے میری جانب بڑھاتے ہوئے کہا: ”معاف کیجیے گا شاید آپ کے پاس روپے اس وقت نہ ہوں، آپ صدر سے پانچ منٹ والے فوٹو کھنچو اکران فارموں کے ساتھ مسلک کر دیجیے اور نیو ٹاؤن پوسٹ آفس تین بجے کے اندر یہ فارم رجسٹری کر دیجیے۔“ میں وہاں سے سید حاموڑ سائیکل رکشا پر صدر آیا۔ جلدی جلدی تصویر کھنچوائی، تصویر ایسی تھی کہ اس کو میری تصویر کہنا زبردستی ہو گی، بہر حال ٹھیک اڑھائی بجے نیو ٹاؤن پہنچ کر میں نے عرضی پوسٹ کر دی۔ عرضی دینے کے ٹھیک پندر ہوئیں دن معلم کا آدمی میرے پاس مبارک باد دینے آیا کہ آپ کا اور آپ کے گھر کا نام قرعہ اندازی میں آگیا ہے۔

میں نے خدا کا شکر ادا کیا لیکن ابھی محض ڈک کے ٹکٹ کے لیے دو ہزار روپیوں کا مسئلہ تھا مگر میں کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کا قائل نہیں ہوں۔ اب آسرا تھا تو انہیں کے کرم کا لہذا خاموش بیٹھا رہا۔ کوئی بیس دن کے بعد ایک دوسرے صاحب کا ٹیلیفون دفتر میں آیا: ”بہر آد صاحب! میرے پاس تشریف لا کر اپنی امانت لے جائیے۔“

تفصیل انہوں نے بتائی نہ تھی لہذا میں فرصت نکال کر دو دن کے بعد ان کے پاس پہنچا انہوں نے ایک لفافہ نکال کر دیا اور کہا: ”بہر آد صاحب! اس میں ایک ہزار کے نوٹ ہیں۔ دو

صاحبان کی طرف سے جو اپنام نہیں چاہتے، یہ آپ کے حج کے لیے ہیں۔“ میں نے ان کا شکر یہ ادا کرنا چاہا تو انہوں نے کہا: ”مولانا! یہ جن کا کام ہے مجھے انہیں سے اس کا صل ملنے دیجیے۔“ میں خاموش چل دیا۔ گھر آنے کے بعد جب میں نے اپنی رفیقة حیات کو وہ پیکٹ دیا تو انہوں نے کہا:- ”یہ کہاں سے آئے؟“ میں نے ان سے تفصیل کہی تو وہ بولیں:- ”میاں! آپ مجھ سے تو اس قسم کی باتیں کہجئے نہیں، بھلا یہ کیا بات ہوئی کہ دینے والے کا نام تک آپ کو معلوم نہیں۔“ جب میں نے قسم کھائی تو ان کو اعتبار ہوا اور آنکھوں میں شکرانے کے آنسو آگئے۔ دن گزرتے گئے مگر میری علامت کی صورت جانے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ ایک روز پھر انہی صاحب کا بلاوے کا ٹیلی فون آیا۔ میں فوراً ملنے کے لیے پہنچا اور پھر ایک ہزار روپیوں کا ایک پیکٹ مجھے دونا معلوم حضرات کی جانب سے دیا گیا۔ اب ڈک کا کرایہ پورا ہو چکا تھا لیکن میں کافی علیل تھا اور مجھے خوف تھا کہ میں ڈک میں سفر نہ کر سکوں گا، لہذا میں نے نماز کے بعد معروضہ پیش کیا: ”اے سر کار! غلام علیل ہے اور سینڈ کلاس سے کم میں حاضری دشوار معلوم ہو رہی ہے۔“ غلام کا کام آقا کے حضور میں معروضہ تھا سو کر لیا۔ اس کے تیسرے ہی دن میرے کرم فرمادا کڑ انور وارثی ایک صاحب کو میرے پاس میرے گھر لے کر آئے۔ وہ صاحب خود بھی عازم حج تھے۔ مجھے پانچ سو بیس روپے دے کر بولے: ”میں چاہتا ہوں کہ آپ حج کے سلسلے میں اپنے اخراجات میں یہ رقم بھی شامل کر لیں۔“

میں نے لے لیے حالانکہ ان صاحب سے میرا تعارف اس کے قبل نہیں تھا۔ خدا انہیں خوش رکھے۔ اس کے ایک ہفتے کے بعد ہی میرے پاس پھر انہی صاحب کا ٹیلیفون آیا جن کی معرفت مسلسل روپے مل رہے تھے، انہوں نے مجھے یاد فرمائے پھر پانچ سور روپے کا ایک پیکٹ دیا اور کہا: ”بہزاد صاحب! شاید سینڈ کلاس کا انتظام ہو رہا ہے۔“ میں نے عرض کیا: ”جی ہاں! ان کے کرم سے آج پورا ہو گیا۔“ اب مجھے اوپر کے اخراجات اور کچھ سامان خریدنے کے لیے روپے کی حاجت تھی۔ میرے بڑے لڑکے انور بہزاد (نیوز ریڈر ریڈیو پاکستان، کراچی) نے مجھے چار سور روپے کا ایک چیک زبردستی دے دیا اور کہا: ”اگر آپ انکار کریں گے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ آپ مجھے ثواب سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔“ میں نے چیک لے لیا۔ اب معاملہ پورا تھا لہذا سامان کی خریداری اور دیگر مصارف میں یہ رقم کام آنا شروع ہو گئی۔ ایک دن حاجی کیمپ میں ٹریولر چیک بنانے کی غرض سے گیا۔ اس دن مجھے پھر ایک پیکٹ ملا جس میں دو سو کی رقم تھی۔ میں حیران تھا کہ یہ دو سور روپے مجھے کیوں ملے ہیں جبکہ میرے پاس اخراجات کے لیے پوری رقم موجود ہے۔ چوتھے دن جس وقت جہاز کا نکٹ خریدنے کے لیے

کھڑکی پر گیا اور میں نے پچھلے سال کے مطابق رقم نکال کر بگنگ کلر کو دی تو اس نے کہا: ”بہزاد صاحب! اس جہاز کے سینڈ کلاس کا کرایہ اور جہازوں سے زیادہ ہے، لہذا بھی دو نکلوں کے لیے ایک سو چالیس روپے اور چاہیٹیں۔“ اب مجھے وہی دو سوروپے کی رقم نکالنا پڑی اور کریم کے کرم بے پایاں کا حال اس وقت معلوم ہوا۔ ایکپار آرول میں دونشتوں کا کیبن نمبر ۲۳-ڈی میرے نام الٹ ہو گیا۔ ۲ جون کو جہاز روانہ ہونے والا تھا لہذا ۲ جون ۱۹۵۸ء کو روانہ ہو کر اللہ کے فضل و کرم سے حج و زیارت روضہ سرکار دو عالم ﷺ سے سرفراز ہو کر یہ کہتا ہوا اپس آگیا۔

سے بہزاد حزیں صرف مری ایک دعا ہے یا رب مرا ہر سال ہو سامان مدینہ
فقیر بہزاد لکھنؤی ۶۱۔ روہیل کھنڈ ہاؤ سنگ سوسائٹی، شہید ملت روڈ، کراچی۔ (جناب شیخ سلیم
اختر، لاہور کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے یہ واقعہ فراہم کیا)۔

حضرت بہزاد کی ولادت ۱۸۹۵ء میں لکھنؤ (یو۔ پی، بھارت) میں ہوئی۔ نام سردار حسین اور تخلص چراغ تھا۔ علی گڑھ سے تعلیم مکمل کی۔ عربی، فارسی، انگریزی کے علاوہ ہندی، بنگالی اور فرانسیسی بھی جانتے تھے۔ شعر گوئی کا آغاز نو سال کی عمر میں کیا۔ شیفتہ رسول ﷺ تھے، رشد و ہدایت کے عظیم مرکز خانقاہ نیازیہ بریلی (یو۔ پی۔ بھارت) میں حضرت شاہ محمد تقی میاں عرف عزیز میاں کے دست حق آشنا پر شرف بیعت حاصل کیا، اور خلیفہ مجاز قرار پائے اور دوبار حج اور عمرے کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ سرکار دو عالم ﷺ سے بے پناہ محبت کے باعث ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے غیبی انتظام کر دیا۔ اس کی تفصیل آپ نے اپنے دو مجموعہ ہائے کلام ”لغہ روح“ اور ”کرم بالائے کرم“ میں بیان کی ہے۔ رمضان المبارک ۱۹۷۴ء میں کراچی میں وصال فرمایا اور مولانا احتشام الحق تھانوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ کراچی کے عظیم قبرستان سخنی حسن میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ ہندوپاک کے چوئی کے شرعاً میں آپ کا شمار تھا اور نعمت گوئی میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ مصنف کتاب ہذا کے ملنے والے تھے۔

سے مولائی صل وسلم دائمًا ابدًا علی حبیک خیر الخلق کلهم

وآخر الدعوانا ان الحمد لله رب العالمين



جناب محمد عبدالجید صدیقی نے ”سیرت النبی“ بعد از وصال النبیؐ مرتباً کے ایک نہایت ہی مبارک کام سرانجام دیا ہے۔ حضور سرور کوئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد، ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ جہت نگاہوں کے سامنے آگئی تھی۔ صحابہ کرامؓ، تابعینؓ و تبع تابعینؓ، بعد کے صلحاء، اتقیاء، علماء اور مجاہدینؓ اسلام الغرض تمام اہل بصیرت پر یہ حقیقت اچھی طرح منکشف ہوتی چلی گئی کہ اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہیں، بڑی شفقت، رہنمائی اور مدد فرماتے اور اپنی زیارت سے بھی مشرف فرمایا کرتے ہیں، لیکن یہ شرف چودھویں صدی ہجری کے اختتام پر جناب عبدالجید صدیقی کو حاصل ہوتا تھا کہ اس حقیقت باہرہ سے ہر ایک کو آگاہ کرنے کے لیے محققانہ انداز میں ایک کتاب تصنیف کر دیں تاکہ طلوغ ہونے والی پندرہویں صدی ہجری میں مسلمان ہر آن اسے اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (روحی فداہ) سے محبت و عقیدت کو اپنا سرمایہ حیات سمجھیں۔ یہ مبارک کتاب ہر لائبریری میں موجود ہوئی چاہے اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہے۔

جناب ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ

پروفیسر امیر بٹس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

ISBN 969-0-01680-6



9789690016805



فیبر و زس نز پرائیویٹ ملٹی مد

لاہور راولپنڈی کراچی

Rs. 250.00